پورب اکادمی

تاریخ و تذکرہ خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ

(آستانہ عالیہ شیر ربانیؒ)

شرقپور شریف

ضلع شیخوپورہ

تالیف

محمد نذیر رانجھا

اَلَا اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ

تاریخ و تذکرہ خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ

(آستانہ عالیہ شیر ربانیؒ)

شرقپور شریف

ضلع شیخوپورہ

تألیف

محمد نذیر رانجھا

پورب اکادمی، اسلام آباد

©: 2007ء پورب اکادمی
طبع اوّل: جون 2007ء
ناشر: پورب اکادمی، اسلام آباد
فون نمبر: 051 - 538 29 67, 0301 - 559 58 610
سرورق: 0300 - 519 25 43
ای میل: info@poorab.com.pk
ویب سائٹ: www.poorab.com.pk

Tareakh o Tazkira Khankah Naqshbandia Mujad'dia: Sharqpur Sharif

by: Muhammad Nazir Ranjha

Published by: Poorab Academy, Islamabad, Pakistan

ISBN: 969-8917-38-1

۲۹۷.۴۲

ران رانجھا، محمد نذیر

تاریخ وتذکرہ خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ: شرقپور/محمد نذیر رانجھا۔-

اسلام آباد: پورب اکادمی، ۲۰۰۷ء

۲۰۸ ص

ا۔ تصوف، اسلامی

تو نقش نقشبنداں را چہ دانی

تو شکل پیکرِ جاں را چہ دانی

گیاہ سبز داند قدرِ باراں

تو خشکی، قدرِ باراں را چہ دانی

ہنوز از کفر و ایمانت خبر نیست

حقائق ہائے ایماں را چہ دانی

(مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ)

فہرست

باب دوّم
احوال ومناقب ثانی لاثانی
حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ

باب سوّم
احوال و مناقب حضرت صاحبزادہ
میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی مدظلہ العالی

حرفِ آغاز

بسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ

اَلحَمدُلِلّٰہِ الَّذِی زَیَّنَ السَّمَآءَ الدُّنیَا بِمَصَابِیحَ وَ جَعَلَهَا رُجُومًا لِّلشَّیَاطِینَ، وَزَیَّنَ الاَرضَ بِالرُّسُلِ وَالاَنبِیَاءِ وَالاَولِیَاءِ وَالعُلَمَاءِ وَجَعَلَهُم حَجَجًاوَّبُرَاهِینَ، یَرفَعُ بِهِمُ الظُّلُمَاتِ وَالشُّکُوکَ مِنَ العَالَمِینَ وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِالمُرسَلِینَ وَ خَاتَمَ النَّبِیِّینَ مُحَمَّدٍوَّآلِہٖ وَاَصحَابِہٖ وَاَتبَاعِہٖ اَجمَعِینَ اِلٰی یَومِ الدِّینِ وَرَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلٰی اَسَاتِذَتِنَا وَمَشَائِخِنَا وَاَسلَافِنَا وَاَولَادِنَا وَاَصحَابِنَا وَجَمِیعِ المُؤمِنِینَ اِلٰی یَومِ الدِّینَ۰

اَمَّابَعد – ع: ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بہ عشق

قُل اِنَّ الفَضلَ بِیَدِاللّٰہِ یُؤتِیہِ مَن یَّشَآءُ وَاللّٰہُ ذُوالفَضلِ العَظِیمُ

جب یہ حقیر و ناداں قاصد غیبی کی راہنمائی و مدد سے جولائی ۱۹۶۹ء کی ایک سنہری ظہر کو اپنے مشفق و محسن صادق جناب صوفی شان احمد بھلوانہ مرحوم برادرِ گرامی جناب صوفی احمد یار بھلوانہ مرحوم، (اللہ کریم ان دونوں بھائیوں کی قبروں پر ہر آن اپنی رحمتیں نازل فرمائے) ساکن پرانا بھلوال، ضلع سرگودھا کی معیّت میں کشاں کشاں خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ، کندیاں، ضلع میانوالی حاضر ہوا اور اس خانقاہ عالیہ کی مسندِ ارشاد کے سلطانِ طریقت و شہنشاہ حقیقت، مرشدِ کامل و مکمل اور شیخ اکمل و اجل، خواجہ خواجگان، شیخ المشائخ مخدوم زماں سیّدنا و مرشدنا و مخدومنا حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد صاحب بسط اللہ ظلہم العالی کی زیارت و دست بوسی کا شرف نصیب ہوا تو دوسری ہی صبح فضلِ الٰہی نے یاری کاری فرمائی اور اس ننگِ جہاں و روسیاہ کو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی سلک تابدار کے اس گوہرِ نامدار و درِّ شاہوار اور زنجیرہ روحانی کے عروۃ الوثقیٰ کے مبارک دستِ حق پرست پر بیعت ہونے کی سعادت ازلی ارزانی ہوگئی اور اس شہنشاہ سلطنت روحانیت کے غلاموں اور عقیدتمندوں کی صف میں شمولیت نصیب ہوگئی، بعدازاں بفضل ربیّ تصوف اور صوفیائے کرام کی ہر علامت و نشانی اس پُرتقصیر کے لئے قبلہ جاں اور

جذبہ ایماں بن گئی، اللہ کریم آخری دم تک اسی پر قائم ودائم رکھے:

شالا مُڑ آون اوہ گھڑیاں
جدوں سنگ سجناں دے رلیاں
در گور برم ازسر گیسوئے تو تارے
تا سایہ کند بر سر من روز قیامت

یہ ننگِ جہاں تحدیث نعمت کے طور پر عرض پرداز ہے کہ عمرِ رفتہ کی تلخیوں اور کوتاہیوں کا شمار نہیں کیا جا سکتا، لیکن یادش بخیر بچپن اور لڑکپن کی بھول بھلیاں اور خوبیاں بھی بھلائی نہیں جا سکتیں۔ آبادی جلال (ڈیرہ پارسانہ، داخلی چاوہ، تحصیل بھلوال، ضلع سرگودھا) کے جنوب مشرقی کونے کی کھلی اور کشادہ حویلی میں اپنے والدین اور بہن بھائیوں کے ساتھ رہتے ہوئے دنوں میں سے ایک حسین ترین دن کی بات ہے، جب حقیر ساتویں یا آٹھویں جماعت کا طالب علم تھا۔ اسلامیات کی نصابی کتاب پڑھتے ہوئے دل میں ایک نادیدنی جذبہ اچانک نمودار ہوا اور اس عاصی پُر معاصی نے کتاب میں لکھے ہوئے رحمت دوعالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اسمِ مبارک کو بوسہ دیا۔ پھر حضورِ اقدس ﷺ کی فرطِ محبت وعقیدت کا غلبہ مزید بڑھا اور حقیر کتاب کے اوراق الٹتا گیا۔ اس میں جہاں کہیں آپ ﷺ، امہات المومنینؓ، آپ کی اولاد امجادؓ، خلفائے راشدینؓ اور خاتونِ جنت سیّدۃ الزہراؓ کی اولاد امجادؓ میں سے جو اسمائے گرامی ملے، ان کو چومتا گیا اور اس دوران آنکھوں میں آنسو اُمڈ آئے۔ کچھ عرصہ یہ سلسلہ بااہتمام جاری رکھا اور بعد ازاں کبھی کبھار ایسے کیا کرتا تھا۔ بدون مبالغہ اور تحدیث نعمت کے طور پر عرض ہے کہ آج تک گاہ بگاہ ایسی وجدانی کیفیت طاری ہو جاتی ہے کہ بندہ اللہ کریم اور اس کے پیاروں کے مبارک ناموں کو محبت وعقیدت سے چومنے لگتا ہے۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِکَ اور یہ محض فضلِ الٰہی ہے، ورنہ من آنم کہ من دانم!

سرمد غم عشق بوالہوس را ندہند
سوز دل پروانہ مگس را ندہند
عمرے باید کہ یار آید بہ کنار
این دولت سرمد ہمہ کس را ندہند

یقیناً یہ چیز حقیر کے پیارے ماں باپ اور قابلِ احترام اساتذہ کرام کی تربیت کا ثمرہ ہے اور اس

میں اُس ماحول کے اثرات بھی شامل ہیں جو بچپن ولڑکپن میں اللہ کریم نے نصیب فرمایا۔ اپنے والدین گرامی، نانا بزگوار جناب محکم دین بھٹی مرحوم، جدامجد جناب فتح محمد رانجھا مرحوم اور اساتذہ گرامی کی مبارک صورتیں، سبق آموز نصیحتیں اور پیار بھرے بول یاد آنے پر آج بھی آنکھوں اور کانوں کو خنک و آسودہ خاطر بناڈالتے ہیں۔ ان کی سیرت و کردار اور اخلاق و اعمال کے سبھی گوشے کہکشاں کے ستاروں کی طرح جگ مگ کرنے لگتے ہیں۔ پرائمری سکول چک نمبر ۱۷ شمالی، تحصیل بھلوال، ضلع سرگودھا کے اساتذہ کرام میں محترم دوست محمد قریشی مرحوم (سکنہ چک نمبر ۶۱ شمالی، نونا نوالہ، تحصیل بھلوال، ضلع سرگودھا)، محترم ملک محمد عبداللہ مدظلہ (سکنہ سون سکیسر، ضلع خوشاب)، محترم ملک محمد صدیق بدھوڑ مدظلہ اور محترم ملک محمد حسین بدھوڑ مرحوم (سکنہ چک نمبر ۱۵ شمالی، تحصیل بھلوال، ضلع سرگودھا) آج بھی سکول کی عمارت اور گراؤنڈ میں خوبصورت نمازیں پڑھتے ہوئے نظر آتے رہتے ہیں اور مڈل سکول چک نمبر ۱۵ شمالی (تحصیل بھلوال، ضلع سرگودھا) کے ہیڈ ماسٹر محترم خان محمد خان بلوچ مدظلہ (سکنہ چک نمبر ۵۴ شمالی، تحصیل و ضلع سرگودھا) اور قرآن کریم اور دینی علوم کے اساتذہ گرامی میں محترم حافظ نادرشاہ نابینا مرحوم (سکنہ چک نمبر ۶۷ جنوبی، تحصیل بھلوال، ضلع سرگودھا) اور محترم مولانا عبدالحمیدؒ (خطیب جامع مسجد چک نمبر ۱۹ شمالی، نزد بیری والا بنگلہ، تحصیل بھلوال، ضلع سرگودھا) کے انداز درس و تخاطب کا اسلامی تشخص و امتیاز یاد آنے پر وجد طاری ہو جاتا ہے۔ اللہ کریم میرے ان سب محسنوں اور مشفقوں پر ہر آن ہزاروں رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین۔ اور جو عالم بقا کی طرف رحلت فرما گئے ہیں، انھیں اپنے جوارِ رحمت میں جگہ نصیب فرمائے۔ آمین:

نہ کتابوں سے، نہ کالج سے، نہ زر سے پیدا
دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

اس طولانی تمہید سے مقصود یہ عرض کرنا ہے کہ اللہ تعالیٰ رسول مقبول ﷺ اور اس کے پیاروں کی محبت و عقیدت بفضلِ الٰہی بچپن سے ارزانی ہے اور یہ ہمیشہ اس حقیر کے خوب کام آئی ہے اور اِنْ شَآءَ اللّٰہ آئے گی، کیونکہ رحمتِ دو عالم ﷺ کا مبارک ارشاد ہے کہ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ (بخاری شریف، کتاب الادب ۹۶)۔ یعنی آدمی (آخرت میں) اس کے ساتھ ہوگا جس سے محبت کرتا ہے۔ صوفی صافی حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ (م ۲۲۷ھ/ ۸۴۱ء) سے منقول ہے کہ میں نے خواب میں نبی کریم ﷺ کی زیارت کا شرف پایا۔ آپ ﷺ نے مجھے مخاطب فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''اے بشر! تمہیں معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے معاصرین میں تمہاری اتنی عزت افزائی کیوں کی؟'' عرض کیا

کہ نہیں معلوم۔ آپ ؐ نے ارشاد فرمایا کہ میری سنت کی پیروی، صالحین کی خدمت گزاری، اپنے بھائیوں کی خیر اندیشی اور میرے اہلِ بیتؓ واصحابؓ کے ساتھ محبت کی بنا پر۔ بس یہی چیزیں ہیں جنہوں نے تجھے ابرار کے مرتبہ پر فائز کر دیا۔''

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِیْ وَ اَوْزِعْنِیْ اَنْ اَشْکُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِیْ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحاً

حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری مدظلہ العالی سے اس مسکین کی عقیدت وارادتمندی کا سلسلہ اسی جذبہ حبّ اولیاء وعرفاء کے تحت گذشتہ ربع صدی سے جاری وساری ہے۔ آپ کی شفقت و عنایت کا چھتر بڑا وسیع اور گھنا ہے۔ اس کے تلے ہر عقیدتمند، زائر اور طالبِ حق آ کر آسودہ خاطر ہو جاتا ہے۔ آپ اہلِ علم وفضل کے محبّ ودلدادہ اور قدردان ہیں اور آپ کی علم وادب پروری اور اہلِ علم ودانش نوازی کا چرچا چاردانگ عالم میں ہر سو پھیلا ہوا ہے، جس کی بدولت ہر مبتدی ومنتہی عالم وادیب آپ کی طرف کھچا آتا ہے۔ ماہنامہ نور اسلام گذشتہ نصف صدی سے آپ کی زیرادارت وسرپرستی طبع ہو رہا ہے۔ آپ کی محبت وعنایت اور محنت ووقت سے اس کے کئی خصوصی نمبر شائع ہو چکے ہیں۔ ان میں ثانی لاثانیؒ نمبر، شیر ربانیؒ نمبر، امام اعظمؒ نمبر، اولیائے نقشبندؒ نمبر اور مجدد الف ثانیؒ نمبر کا شہرہ پاکستان کے اندر اور باہر دور دور تک جا پہنچا۔ آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰۳۴ھ/۱۶۲۴ء) کی محبت وعقیدت میں بڑے زور وشور سے کام کیا ہے۔ یوم صدیق اکبرؓ، یوم مجددؒ اور مناقب امام اعظمؒ کے بیان کی غرض سے آپ نے پاکستان اور پاکستان سے باہر قریہ بہ قریہ اور شہر بہ شہر مجالس وپروگرام منعقد کرائے۔ نیز اسی طرح سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے معارف وتعلیمات کی ترویج وترقی کے لئے ہزاروں کی تعداد میں کتب ورسائل طبع کرا کے مفت تقسیم فرمائے۔ بلامبالغہ اس عظیم ونیک کام میں آپ کا کوئی ثانی نہیں ہے۔

آپ بڑے دل گردے والے پیر ہیں، کچھ لینے سے زیادہ عطا فرماتے ہیں۔ حلقہ مریدین و زائرین میں تشریف فرما ہوں تو ہر آنے والے کو بلا امتیاز ظاہری وباطنی طور پر نوازنا پسند فرماتے ہیں۔ اس سلسلے میں مسکین وغنی اور چھوٹا وبڑا یکساں نوازا جاتا ہے۔ خندہ پیشانی، خوش بیانی اور عجز وانکساری آپ کا مبارک شیوہ ہے۔ آنے والے تحائف وہدایا حاضرین میں تقسیم فرمانے لگتے ہیں اور جب تک یہ ختم نہ ہو جائیں، برابر اپنے مبارک ہاتھ سے تقسیم فرماتے رہتے ہیں۔ آپ کے دسترخوان کی وسعتیں مشرق ومغرب تک پھیلی ہوئی ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ رب کریم دیتا ہے اور اس کے کرم سے حضرت

شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ دستر خوان ولنگر وسیع سے وسیع تر ہوتا جاتا ہے۔

جن دنوں بندہ نیشنل ہجرہ کونسل میں ملازم تھا اور اس کا آفس مسجد روڈ، ایف۔۶/۱۲ اسلام آباد میں واقع تھا، ان دنوں کی بات ہے کہ ایک روز آپ تشریف لائے۔ شاید جلدی میں تھے، لہٰذا باہر سے ہی بلوا بھیجا۔ احقر حاضرِ خدمت ہوا تو آپ گاڑی میں چند عقیدتمندوں کے ہمراہ تشریف فرما تھے۔ احقر نے انتہائی ادب سے شرفِ دست بوسی حاصل کیا۔ آپ نے خیریت دریافت فرمائی اور پھر ارشاد فرمایا: ''اچھا اب جلدی ہے، اِنْ شَآءَ اللہ پھر ملیں گے۔'' احقر نے خدا حافظی کے لئے دستِ بوسی کرنی چاہی، لیکن ڈرائیور نے گاڑی چلادی۔ بندہ کا ہاتھ شیشے سے باہر اور شیشہ بند تھا۔ آپ نے ناچیز کی پریشانی کو بھانپ لیا اور فرطِ شفقت سے چلتی گاڑی کا شیشہ نیچے کیا اور بندہ کا ہاتھ اندر کھینچ کر چوم لیا اور پھر مسکراتے ہوئے فرمایا: ''خدا حافظ۔'' اس تنگِ جہاں کے دلِ بے قرار کو یک لخت چین و قرار آ گیا اور اس سعادت مندی پر شکر خدا بجالایا:

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

تو مگو مارا بداں شہ بار نیست
بر کریماں کار ہا دشوار نیست

ہمارے خواجہ بزرگ حضرت بہاء الدین نقشبند قدس سرہ (م ۷۹۱ھ/ ۱۳۸۹ء) کا مبارک ارشاد ہے کہ ما مرادیم وفضلیا ئیم! اس مرشد کامل و مکمل اور عالی مقام و بلند مرتبت کے سلسلہ عالیہ کے ہر طالبِ بے نوا کو اس فضل خاصہ سے حصہ وافر ارزانی ہوا کرتا ہے۔ سعادت ازلی و جاویدانی کا دَر جب اس پُرتقصیر و ناتواں پر وا ہوا تو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے درِ بے مثال و یگانہ روزگار حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ (م ۸۵۱ھ/ ۱۴۴۷ء) کے رسالہ ابدالیہ پر سب سے پہلا علمی و تحقیقی کام کرنے کا موقع نصیب ہوا۔ فضلِ الٰہی سے اوّل اس کے فارسی متن کی تصحیح و تعلیق کا کام اور بعد ازاں اس کا اُردو ترجمہ کیا گیا، جو یکے بعد دیگرے ۱۹۷۸ء میں مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان۔ اسلام آباد اور اسلامک بک فاؤنڈیشن، لاہور سے طبع ہوئے۔ رحمت حق بہانہ می جوید کے مصداق اس روز ہی سے تحریر و تدوین کا سلسلہ شروع ہو گیا ہے۔ کریم رب کے حضور التماس ہے کہ وہ اپنے ذکر و شکر اور بندگی کے ساتھ مرتے دم تک اس ہاتھ سے لکھنے، اس قلب و ذہن سے سوچنے، ان آنکھوں سے دیکھنے، ان قدموں سے چلنے

اوراس جسم و جاں سے متحرک رہنے کی توفیقات ارزانی فرمائے رکھے، بجاہ سیّد الاوّلین والآخرین، نبی کریم رحمۃ للعالمین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور بحرمت اولیا عظام و عرفاء گرامی مرتبت اس سے کبھی محروم نہ فرمائے۔ آمین، ثم آمین۔

رب کریم کے کرمِ عمیم سے شاید ۱۹۹۲ء میں حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری مدظلہ العالی نے اس ناچیز کو کتاب تذکرہ زبدۃ الاولیا، شیر ربانی حضرت میاں محمد شرقپوری قدس سرہ (فارسی) لکھنے کا حکم فرمایا: جو ۱۹۹۵ء میں دارالمبلغین حضرت میاں صاحب" شرقپور (ضلع شیخوپورہ) کی طرف سے خلعتِ طبع سے آراستہ و پیراستہ ہوئی۔ اس دوران ایک رات حقیر نے خواب دیکھا کہ یہ سراپا تقصیر آسمان کی طرف اُڑ رہا ہے، فضا انتہائی خوبصورت اور خنک ہے اور اس کے چاروں جانب کہکشاں کی مانند حسین ستارے جگمگا رہے ہیں اور یہ گنہگار آگے سے آگے بڑھتا جا رہا ہے۔ قلب و روح کو جو فرحت و انبساط اس وقت نصیب ہوا وہ الفاظ میں بیان کرنا مشکل ہے۔ وَالْحَمْدُ للّٰه عَلٰی ذَالِکَ۔ بعدازاں بزمِ جمیل، غلامان شیر ربانی، اسلام آباد کے زیرِ اہتمام بروز اتوار، ۲۱ / اپریل ۱۹۹۶ء کو شام چار بجے فلیش مین ہوٹل، مال روڈ، راولپنڈی کے ہال میں اس کتاب کی پُر وقار تقریب رونمائی ہوئی، جس میں حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری مدظلہ العالی مہمانِ خصوصی تھے اور اس کی صدارت جناب ڈاکٹر ایس ایم زمان نے فرمائی، جبکہ جناب ڈاکٹر عبدالمالک عرفانی مرحوم، جناب ڈاکٹر حافظ محمد طفیل، جناب صاحبزادہ ڈاکٹر ساجد الرحمٰن (سجادہ نشین بگھار شریف)، جناب ڈاکٹر قاری محمد یونس، جناب ڈاکٹر سیّد عاف نوشاہی نے خطاب فرمایا۔ جناب ڈاکٹر محمد حسین تسبیحی نے شیر ربانی نامہ پیش فرمایا اور سٹیج سیکرٹری کے فرائض مولانا حافظ شیر عالم مجددی مرحوم نے ادا فرمائے۔ وَالْحَمْدُ للّٰه عَلٰی ذَالِکَ۔

اسی دوران حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری مدظلہ العالی نے اس ناچیز کو آستانہ عالیہ شرقپور شریف کا مفصل و مبسوط تذکرہ اُردو زبان میں لکھنے کا حکم فرمایا۔ جس کی تألیف بوجوہ ہو نہیں رہی تھی۔ یہاں تک کہ اوائل جولائی ۲۰۰۳ء میں اچانک ایک جذبۂ غیبی نمودار ہوا، جس نے اس کام کے کرنے کی ہمت بندھائی۔ ایک صبح بیدار ہوا تو فکر و دھیان اس تذکرہ کی تألیف کی جانب چلا گیا اور پھر زبان پر مرشد رومی مولانا جلال الدین بلخی رحمۃ اللہ علیہ کے یہ اشعار جاری ہو گئے:

مدتے این مثنوی تاخیر شد
مہلتے بایست تا خون شیر شد

تا نزاید بخت تو فرزند نو
خوں نگردد شیر شیریں خوش شنو
چوں ضیاء الحق حسام الدّین عناں
باز گرداند ز اوج آسماں
چوں بمعراج حقائق رفتہ بود
بے بہارش غنچہا نشگفتہ بود
چوں ز دریا سوئے ساحل بازگشت
چنگ شعر مثنوی باساز گشت

پس بتوفیق یزدانی اسی روز اس تذکرہ کی تحریر و تألیف کا آغاز کر دیا اور فضلِ الٰہی کے طفیل یکم شعبان ۱۴۲۴ھ/ستمبر ۲۰۰۳ء کو یہ کام پایۂ تکمیل کو پہنچ گیا۔

اس جگہ حضرت صاحبزادہ جمیل احمد شرقپوری مدظلہ العالی کا شکریہ ادا کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ آپ نے کمال محبت وشفقت سے مآخذ ومنابع ارسال فرمائے اور اپنی دعاؤں سے ہمیشہ میری مدد فرمائی۔ اللہ کریم آپ کا سایۂ شفقت وعنایت ہم سب پر وسیع فرمائے۔ اسی طرح آپ کے ارادت مند مخلص جناب محمد معروف احمد شرقپوری کا شکرگزار ہوں کہ انہوں نے ہمیشہ مطلوبہ اطلاعات ومواد کی بہم رسانی میں کمال محبت فرمائی۔ اللہ کریم انہیں اجرِ عظیم عطا فرمائیں۔ کتاب خانہ گنج بخش مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان کے کتابدار گرامی جناب ڈاکٹر محمد حسین تسبیحی صاحب زادعزہ کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں کہ انہوں نے بعض مآخذ کی فراہمی میں مدد فرمائی۔ اللہ کریم انہیں جزائے خیر سے نوازیں۔ آمین، ثم آمین:

غرض نقشے است کز ما یاد ماند
کہ ھستی را نمی بینم بقائے
مگر صاصبد لے روزے بہ رحمت
کند در حق درویشاں دعائے

احقر نے اس تذکرہ کی تحریر و تألیف کے فوراً بعد اس کا مسودہ آستانیہ عالیہ شرقپور کے ایک عقیدت مند جناب صوفی محمد اقبال (ساکن اسلام آباد) کے ہاتھ انتہائی عقیدت واحترام سے حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری مدظلہ العالی کی خدمت اقدس میں پیش کر دیا تھا۔ جس کے چند روز بعد

حضرت صاحب مدظلہ العالی نے اس ننگ جہاں کوفون پر کتاب کی تألیف پر مبارک باد پیش فرمائی اور بہت سی دعاؤں سے نوازا۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی ذَالِكَ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہ پورب اکادمی، اسلام آباد کی طرف سے اس کتاب کی اشاعت کا اہتمام ہو گیا ہے۔ اس پر بندہ جناب راؤ صفدر رشید کا انتہائی شکر گزار ہے، جنہوں نے کمال محبت سے اس کتاب کی اشاعت کا اہتمام فرمایا ہے۔ نیز اُن کے معاون ورفیقِ کار جناب محمد صفدر ملک کا بھی مرہونِ منت ہے، جن کی سعی سے اس کی طباعت گوناگوں خوبیوں کی حامل بن رہی ہے۔ وَمِنَ اللّٰهِ التَوْفِيْقِ۔

آخر میں اپنے کریم رب کی درگاہ معلیٰ میں التجا ہے کہ میرے کریم! اپنے فضل وکرم عمیم کے صدقے ناچیز کی اس کوشش کو شرف قبولیت عطا فرما اور اسے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے وابستگان اور عامۃ المسلمین کے لئے مفید بنا اور اپنی رحمت وکرم کے طفیل اس حقیر، اس کے ماں باپ، اہل وعیال، اعزہ واقارب، احباب ومتعلقین اور ساری دنیا کے مسلمانوں پر دنیا وآخرت میں رحم فرمانا، نیز اس ناکارہ جہاں کو دنیا کی زندگی میں محتاجی، مفلسی اور ذلت سے محفوظ فرمانا اور مرتے دم خاتمہ بالخیر نصیب فرمانا اور کل میدان حشر میں اپنی رحمت عطا فرمانا اور ہم سب کو اپنے پیارے حبیب اور نبی مکرم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی شفاعت کبریٰ سے حصہ نصیب فرمانا۔ آمین، ثم آمین۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْم وَلَا تُخْزِنِىْ يَوْمَ يُبْعَثُوْنَ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّ لَا بَنُوْنَ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ۝

خاک پائے اولیائے عظام
احقر محمد نذیر رانجھا غفر ذنوبہ وستر عیوبہ
۲۴ رمحرم الحرام ۱۴۲۸ھ/۱۳ رفروری ۲۰۰۷ء
۱۳۱- غازی آباد، کمال آباد،
راولپنڈی، صدر

بابِ اوّل

احوال ومناقب زبدۃ الاولیا شیر ربانی

حضرت میاں شیر محمد شرقپوری

نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۲۸۲-۳؍ربیع الاوّل ۱۳۴۷ھ/ ۱۸۶۵-۲۸؍اگست ۱۹۲۸ء)

شرقپور شریف

شرقپور لاہور سے بیس میل کے فاصلے پر واقع ضلع شیخوپورہ کا ایک قدیم شہر ہے[1]۔ لیکن اس کو اصل شہرت حضرت شیر ربانی میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کی بدولت حاصل ہے۔ اس کی زمین سر سبز و شاداب اور مردم خیز ہے:

شرقپور از وجود او روشن — حافظ آیہ ہائے قرآنی
شرقپور شریف آبادان — از وجود امام روحانی

دل میں جب آیا خیال شرقپور — چھایا سر تا پا جمال شرقپور
مسکرائی آرزوؤں کی کلی — جب کیا میں نے سوال شرقپور
جاگزیں ہے اولیاء اللہ کا عشق — میرا دل بھی ہے مثال شرقپور
ہو گیا میں قائل خلق جمیل — اللہ اللہ رے جمال شرقپور

خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ شرقپور شریف

یعنی آستانہ عالیہ شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ جس کی بناو تعمیر آپ نے اپنے زمانے میں فرمائی، اس میں آپ کے اہلِ خانہ کی رہائش، درویشوں کے حجرے، مہمان خانہ اور ایک عالی شان مسجد شامل ہے۔ مسجد کے قریب ہی آپ کا مزار پُر انوار موجود ہے، جس میں آپ کے ہمراہ آپ کے برادرِ گرامی اور خلیفہ و جانشین معظم حضرت میاں غلام اللہ ثانی لا ثانی شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۷۷ھ/ ۱۹۵۷ء) بھی محوِ استراحت ہیں۔ قریب ہی موجودہ سجادہ نشین حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی مدظلہ العالی کی قیام گاہ زینت خانقاہ ہے:

دیدہ ام بارگاہ و درگہ او
مزرع و سبزہ بہارانی
نور اسلام آستانہ او
روشنی بخش عالی و دانی

زبدۃ الاولیاء اور یگانہ روزگار

زمانہ میں جب تمرد اور سرکشی بامِ عروج پر پہنچ گئی، فسق و فجور کی گھٹائیں خیر کو ڈھانپنے لگیں، اخلاق وکردار کے آفتاب و مہتاب گہنانے لگے اور علم کی شمعیں پروانوں کے بغیر چراغ سحری بن کر ٹمٹمانے لگیں، تواضع وانکساری کی جگہ کبر و نخوت نے لے لی اور ہر کہ ومہ متکبرانہ چال، حال اور قال کا متوالا بن گیا تو رحمتِ خداوندی کو جوش آ گیا اور اس نے سرورِ کونین فخرِ موجودات خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو مبعوث فرمایا اور آپؐ کے بعد آپ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، پھر تابعین، تبع تابعین اور بعد ازاں اولیاء وعرفاء کا ایسا مقدس سلسلۃ الذہب پیدا فرما دیا جو نوبت بہ نوبت تا قیامت جاری رہے گا۔ اسی عروۃ الوثقیٰ سے منسلک ہستی زبدۃ الاولیاء شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری نقشبندی مجددیؒ کی ہے۔ جن کی روحانی کرنیں آفتاب نقشبندیت سے فیض یاب ہو کر شرقپور شریف کے اُفق سے پھوٹیں اور دیکھتے ہی دیکھتے انہوں نے سارے جہاں کو مستنیر کر دیا۔

شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ نے شرقپور شریف میں خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ کی بنیاد رکھی اور اپنی روحانی تربیت کی بدولت مخلوقِ خدا کو کتاب وسنت کی برکات سے مالا مال فرما دیا۔ آپ نے اسلامی اقدار کے فروغ اور کتاب وسنت کی ترویج وترقی کے لئے شب وروز ایسی محنت فرمائی کہ لوگ کفر و ضلالت کے گھٹا ٹوپ اندھیروں سے نکل کر حلقہ بگوشِ اسلام ہونے لگے۔ آپ نے اپنے ہاں آنے والے طالبانِ حق کو نورِ اسلام کی بدولت نفسانی ذمائم اور ظلمانی حجابات کی کدورتوں سے صاف کیا اور انھیں اخلاقِ حمیدہ اور صفاتِ ستودہ کا خوگر بنا ڈالا۔

آپ کی ذاتِ گرامی نے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے بحرِ روحانیت سے لاکھوں انسانوں کو جام ”اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى“ سے مخمور بنایا اور بڑی ہمت وجرأت سے فسق و فجور اور بدعت و ضلالت کے بیج و بن اکھاڑ پھینکے اور بڑے پیار ومحبت سے کشت زار روحانیت میں شریعت وسنت محمدیہ (ﷺ) کے بیج بوئے اور عمر بھر اُن کی آبیاری ونگہداشت فرماتے رہے۔ (۲)

دنیائے اسلام میں لاکھوں ہستیاں ہوئی ہیں جو ولایت کے بلند واعلیٰ درجہ ومنصب پر فائز تھیں اور آج بھی زمانہ ایسے نیک و پاکیزہ کردار بزرگوں سے ہرگز خالی نہیں ہے۔ آپ کا شمار ایسی ہستیوں میں ہوتا ہے جو اوصاف یگانہ اور کمالات منفردانہ کی مالک ہوں اور جن سے لاکھوں انسان فیض یاب ہوں۔ آپ کے اوصاف تھے تو یگانہ، اخلاق تھے تو فاضلانہ، کمالات تھے تو جداگانہ۔ کشف وکرامات اور تصرف

والقاء کا یہ انداز تھا کہ ہر ایک دیکھنے والا حیرت میں آجاتا تھا اور پوری تشفی کے بعد اپنے ایمانی تیقن کو اس درجہ پر دیکھتا تھا، جس پر متقدمین اپنے اندر دیکھا کرتے تھے، گو سائنس اور فلسفہ نے موجودہ دور کی باطن بیں آنکھوں کو اندھا کر رکھا تھا لیکن جب کبھی کوئی حاضرِ خدمت ہوجاتا تو آپ کا نورِ ولایت اس کے تمام حجابات ظلماتی فوراً دور کر دیتا اور آنِ واحد میں وہ اپنے تمام نفسانی ذمائم کو داغہائے سیاہ کی طرح اپنے وجود کے اندر ایک ایک کر کے دیکھ لیتا اور از سرِ نو نورِ اسلام سے اکتساب کی خاطر تڑپ جاتا۔ (۳)

اتباعِ سنت جو خواجگان نقشبند کا معمول اور مسلک ہے، آپ اس کا منہ بولتا نمونہ تھے۔ شہرت اور نمود کو ناپسند فرماتے تھے۔ دینِ مبینِ اسلام کی نہایت سیدھے سادے انداز میں تلقین فرماتے، جس کے اثر سے بڑے بڑے مغرب زدہ اور بھولے بھٹکے مسلمان راہِ راست پر آجاتے ہیں۔ اظہارِ کرامت سے گریز فرماتے، اس کے باوجود آپ سے بکثرت کرامتیں ظہور پذیر ہوئیں۔ آپ کو اشاعتِ دین کا بے حد شوق تھا۔ فارسی زبان کی نایاب قلمی کتابوں کے تراجم اپنی گرہ سے شائع فرماتے۔ شرقپور شریف اور اس کے گردونواح میں کئی مساجد تعمیر کروائیں۔ ایثار و سخاوت کا یہ عالم تھا کہ جو کچھ پاس ہوتا، راہِ مولا میں لٹا دیتے۔ سینکڑوں آپ کے دستر خوان پر پلتے۔ کسرِ نفسی اور تواضع کی یہ کیفیت تھی کہ ملنے والوں سے السّلام علیکم کہنے کی خود پہل کرتے۔ کوئی تعظیماً کھڑا ہوتا تو منع فرما دیتے: (۴)

صد کتاب و صد ورق در نار کن — جان و دل راہ جانب دلدار کن
منم خاک سر کوئے محمدؐ — اسیرِ حلقہ موئے محمدؐ
نماز عشق ھر دم من گزارم — بہ پیش قبلہ روئے محمدؐ
زبدۂ اولیاء ربانی — گوھر درج عشق ربانی
شد بہ شیر محمد او معروف — شیر احمد مجدد ثانی (۵)

وصلِ اوّل

خاندانی حالات

میاں شہاب الدین صاحبؒ کی زوجہ محترمہ حضرت نیک بی بی صاحبہؒ سے مروی ہے کہ ہمارے خاندان کے تین آدمی دیپالپور سے قصور میں آئے تھے۔ ان میں سے ایک شادی شدہ تھے اور باقی دو نے شادی نہیں کی ہوئی تھی۔ قصور میں انہوں نے قلعہ نواں کوٹ کے بالا قیام کیا۔ یہ عالم و فاضل تھے۔ قرآن کریم کتابت کرتے تھے اور شاید یہی ان کا ذریعۂ معاش تھا۔ ان کے نام اور خاندان سے مزید کوئی اطلاع نہیں ہے۔ شاید قحط کی وجہ سے انہوں نے دیپالپور سے نقل مکانی کی اور یہاں قصور میں آبسے۔ ان میں سے جو صاحب اہل وعیال والے تھے وہ واپس دیپالپور چلے گئے اور باقی دو میں سے ایک نے کوٹ پیراں، قصور اور دوسرے نے کوٹ پکہ، قصور میں اقامت اختیار کرلی۔ جو صاحب کوٹ پیراں میں مقیم ہوئے تھے، ان کے بارے میں علم نہیں کہ ان کی اولاد میں سے کوئی باقی ہے یا نہیں؟ لیکن کوٹ پکہ میں مقیم ہونے والے صاحب کی اولاد سے ایک بزرگ صالح محمد صاحبؒ معروف ہوئے۔

حضرت صالح محمد رحمۃ اللہ علیہ

آپ قرآن مجید کتابت کیا کرتے تھے۔ شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ فرمایا کرتے تھے کہ اگر کوئی آدمی ہمارے اجداد سے پوچھتا ہے کہ آپ کے خاندان کا نام کیا ہے؟ تو وہ فرماتے تھے: ''ہم کاتب ہیں۔''

اس زمانے کے ایک نواب صاحب نے ایک آدمی حضرت میاں صالح محمدؒ کے پاس بھیجا کہ ہم نے ایک گائے پالی تھی، جس نے اب بچھڑا جنا ہے لیکن وہ بچھڑے کو اپنا دودھ نہیں پینے دیتی اور نہ ہی ہمیں دودھ دوہنے دیتی ہے۔ حضرت میاں صالح محمد صاحبؒ نے فرمایا:

''گائے سے کہو کہ تم نے اسے پالا ہے اور اس کی خدمت بھی کی ہے، لہٰذا وہ تمہیں دودھ دوہنے دے۔''

جب گائے کو حضرت میاں صاحب ممدوحؒ کا یہ فرمان سنایا گیا تو اس نے اسی وقت دودھ دوہنے دیا اور مطیع ہوگئی۔

حافظ محمد عمرؒ صاحب

حافظ محمد عمرؒ حضرت میاں شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے جدّ بزرگوار تھے۔ کتابت کے علاوہ طبّ اور حکمت میں بھی خاص مہارت رکھتے تھے۔ بہت ہی سعادت منداور صالح آدمی تھے۔

مولوی غلام رسول صاحبؒ

مولوی غلام رسول صاحبؒ ایک بلند مرتبہ بزرگ تھے جو قصور میں رہتے تھے۔ ان کا گھر کوٹ حاجی رانجھے خان میں متصل مسجد حاجی رانجھے صاحب واقع تھا۔ خزینہ معرفت کے مصنف صوفی محمد ابراہیم قصوری نے اس گھر کی زیارت کی تھی اور وہ کہتے تھے کہ اس گھر میں ایک کوٹھڑی تھی، جس کے اندر مولوی غلام رسول صاحبؒ چلہ کشی اور مجاہدت کیا کرتے تھے۔ جب قصور میں قحط پڑا تو یہ حجرہ شاہ مقیم میں گئے اور وہاں انھیں قبولِ عام حاصل ہو گیا۔ جب ویدیوں نے حجرہ شاہ مقیم پر حملہ کیا اور فتح پائی تو انہوں نے دو سیّد زادوں اور مولوی غلام رسول صاحبؒ کو پکڑ لیا اور انھیں سزائے موت دینی چاہی۔ سیّد زادوں نے کہا: ''یہ بندہ (مولوی غلام رسولؒ) مولوی ہے اور اس کا کوئی قصور نہیں۔'' جب ویدیوں نے یہ سنا تو انہوں نے مولوی غلام رسول صاحبؒ کو آزاد کر دیا اور بعدازاں یہ حجرہ شاہ مقیم سے ہجرت کر کے شرقپور آ گئے اور یہاں بھی انھیں مقبولیت عام نصیب ہوئی۔

میاں محمد حسین صاحبؒ

آپ حضرت میاں شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے جدّ بزرگوار ہیں اور آپ کے حالات نہیں ملتے۔

میاں عزیزالدین صاحبؒ

آپ حضرت میاں شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے والد بزرگوار ہیں۔ شکل وصورت میں حضرت میاں شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے بالکل مشابہ تھے۔ نیک طینت، زاہد اور متشرع آدمی تھے۔ سلسلہ قادریہ میں بیعت تھے اور سلسلہ قادریہ کے ذکر و اشغال میں مصروف رہتے تھے۔ رہتک (ہندوستان) میں ملازمت کرتے تھے اور اسی جگہ سفرِ آخرت اختیار کیا۔ (٦)

وصل دوّم

حالات زبدۃ الاولیاء شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ

بشارات ولادت

مروی ہے کہ ایک صدی قبل ایک بزرگ کابل سے آئے اور انہوں نے حضرت میاں شیر محمدؒ کے جدّ بزرگوار کو آپ کی ولادت کی خوشخبری سنائی اور انہوں نے آپ کا نام بھی تجویز فرمایا۔ حضرت مولانا غلام رسول صاحبؒ نے شرقپور کو اپنا مسکن بنایا تو حضرت خواجہ امیر الدین رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۳۱ھ/ ۱۹۱۳ء) حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ کی ولادت سے پہلے جب شرقپور میں آتے تو فرمایا کرتے تھے:

''اللہ تعالیٰ نے ہمیں کشف سے مطلع فرمایا ہے کہ اس مبارک خطہ میں ایک شیر خدا پیدا ہوگا۔'' (۷)

آپ کی ولادت سے قبل ایک مجذوب شرقپور کے آس پاس چکر لگاتا رہتا تھا اور جب لوگ اس کی وجہ پوچھتے تھے تو وہ کہتا تھا: ''اس علاقے میں اللہ کریم کے مقبول بندوں میں سے ایک بندہ پیدا ہوگا، میں اس کی مست کرنے والی خوشبو سے اپنی روح کو مسرور اور دل ودماغ کو معطر کرتا ہوں۔''

حضرت خواجہ امیر الدین رحمۃ اللہ علیہ بذریعہ کشف آگاہ ہو کر فرمایا کرتے تھے: ''شرقپور میں ایک شیر خدا پیدا ہوگا۔'' نیز فرمایا کرتے تھے: ''ہم بیس سال سے شرقپور میں جا رہے ہیں اور اس جستجو میں ہیں کہ اس طائرِ لاہوتی کو اپنے دام میں لائیں اور نسبت نقشبندیہ اسے پہنچائیں۔''

ولادت باسعادت

آپ ۱۲۸۲ھ/ ۱۸۶۵ء میں حضرت میاں عزیز الدین صاحبؒ کے گھر جلوہ افروز ہوئے۔ بعد از ولادت آپ کے دادا بزرگوار حضرت میاں غلام رسول صاحبؒ نے آپ کو اپنی آغوش میں لیا، پیار کیا اور اپنی زبان حضرت اقدس کے منہ میں دی اور حضرت اقدس نے اسے چوسا۔

آپ کے جدّ بزرگوار آپ سے بہت زیادہ پیار و محبت کرتے، اٹھاتے اور بار بار آپ کو چومتے۔ انہوں نے خاندانی بزرگوں کے حکم اور پہلی بشارتوں کے مطابق آپ کا نام نامی ''شیر محمد'' رکھا۔ (۸)

بچپن

آپ مادرزاد ولی تھے۔ بچپن ہی میں کھیل کود سے نفرت تھی۔ خلوت پسند تھے اور اسمِ گرامی ''اللہ'' کے شیدا اور شیفتہ تھے اور رب العالمین کے اس نامِ مبارک سے بہت زیادہ پیار و محبت رکھتے تھے۔

عرفانی کلام

پانچ سال کی عمر میں قبرستان چلے جاتے تھے۔ جب والدہ ماجدہ دریافت فرماتیں کہ کہاں گئے تھے؟ تو فرماتے کہ بزرگوں کی ملاقات اور زیارت کرنے گیا تھا۔

مستانہ ادائیں

کبھی کبھار عشقِ الٰہی کا جوش یوں مست کر دیتا تھا کہ انگاروں کو منہ میں رکھ لیتے تھے اور انہیں کھا جاتے تھے۔ کبھی ابلتے ہوئے دیگچہ کو منہ سے پکڑ لیتے اور فرماتے کہ یہ چیزیں بھی خدا تعالیٰ کی ہیں۔

ذوق ذکر

جب مسجد میں جاتے تو ایک کونے میں بیٹھ کر ''اللہ، اللہ'' پڑھتے رہتے تھے۔ جب خطاطی میں محو ہوتے۔ تو اسمِ اعظم ''اللہ'' اور اسمِ مبارک ''محمد'' لکھتے اور دوستوں کے ساتھ بیٹھتے اور یک زباں ہو کر ذکرِ الٰہی میں مشغول ہو جاتے تھے۔

عرفانی ادائیں

بچوں کے ساتھ کھیلنا پسند نہ فرماتے تھے۔ جب مدرسہ میں وارد ہوئے تو لڑکوں کے ساتھ مزاج نہیں ملتا تھا۔ تین چار سال کی عمر میں قرآن مجید اور دوسری مروّجہ کتابیں پڑھ لیں اور لکھنے کی مہارت بھی حاصل کر لی۔

آپ کے جدّ بزرگوار حضرت میاں غلام رسول صاحبؒ قرآن مجید کا جو پارہ آپ کو پڑھنے کے لئے دیتے، آنسوؤں کی کثرت سے چند روز میں اس کے ورق پھٹ جاتے اور جب آپ کے دادا بزرگوار اس بارے میں دریافت فرماتے تو آپ روتے رہتے اور کوئی جواب نہ دیتے۔ گویا

زباں حال میں کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنی معرفت نصیب فرمائی ہے اور میں یادِ الٰہی میں محو و مستغرق ہو کر رو رہا ہوں۔

عظمت حیا

لڑکپن میں آپ جب گلی میں سے گزرتے تو اپنے سر اور چہرے کو ڈھانپ لیتے تھے اور محلے کی عورتیں کہتیں: ''ہمارے محلّہ میں ایک بیٹی پیدا ہوئی ہے جو چہرے پر پردہ اوڑھ کر راستہ چلتی ہے۔''(۹)

وجد

لڑکپن میں اپنے دوست واحباب کے ہمراہ مسجد کی چھت پر جاتے اور پورے ذوق وشوق سے ذکرِ الٰہی میں مشغول ہو جاتے اور حالتِ ذکر میں جذبہ وجوش میں آ جاتے اور آپ پر وجد طاری ہو جاتا اور اچانک مسجد کے چھت سے نیچے زمین پر آ گرتے، لیکن آپ کو خراش تک نہ آتی تھی۔

کیفیت عجیب

کبھی ایسے ہوتا کہ رات شہر سے باہر نکل جاتے اور سڑک کے کنارے بیٹھ کر ذکرِ الٰہی میں مصروف ہو جاتے۔ جب ان کی حالت متغیر ہو جاتی اور عالم بے قراری میں کسی دوست کو سینے لگاتے تو آپ کے سینہ سے ''اللہ ہُو'' کی آواز سنائی دیتی۔ سبحان اللہ! بچپن میں یہ حالت نصیب تھی۔ (۱۰)

وصل سوّم

تعلیم وتربیت

تعلیم قرآن مجید

جب آپ چلنے کے قابل ہوئے تو قرآن مجید کی آیات سیکھنی شروع کر دیں۔ جلد ہی قاعدہ پڑھ لیا اور پھر والدہ ماجدہؒ اور اپنے عمِ مکرم حضرت میاں حمید الدین صاحبؒ سے قرآن مجید ناظرہ کی تعلیم مکمل کر لی۔ بعدازاں آپ کے چچا مکرم نے آپ کو پرائمری سکول میں داخل کرادیا۔ (۱۱)

کلاس پنجم اور مروّجہ عربی وفارسی کتب کی تعلیم

سکول میں آپ کا دل نہیں لگتا تھا۔ جب سکول سے چھٹی ہو جاتی تو آپ مسجد میں آجاتے اور سر نیچے کر کے ایک کونے میں بیٹھ جاتے۔

کلاس پنجم تک سکول میں پڑھا۔ بعدازاں اپنے جدّ بزرگوار حافظ محمد حسینؒ اور عمِ مکرم حضرت حمید الدین کی کوششوں سے عربی و فارسی مروّجہ کتب کی تعلیم میں مشغول ہو گئے۔ اپنے چچا مکرم سے قرآن مجید اور چند فارسی کتابیں پڑھیں اور پھر مروّجہ ومتداولہ کتابیں دوسرے بزرگوں مثل حکیم شیر علی، جو کہ آپ مولانا غلام رسول صاحبؒ کے شاگردِ رشید تھے، سے پڑھیں۔ (۱۲)

فنِ خطاطی میں مہارت

فنِ خطاطی آپ کو آباؤ اجداد سے ورثہ میں نصیب ہوا تھا۔ لہٰذا آپ نے اس فن میں خصوصی مہارت پیدا کر لی تھی اور گوناگوں خطوں میں مشق فرماتے تھے۔ بیاضات میں قرآنی آیات اور دوسرے کلمات بالخصوص اسمِ اعظم ''اللہ'' (جل جلالہٗ) اور نام مبارک ''محمد'' (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کو بہت ہی حسین اور خوبصورت انداز میں کتابت فرماتے، جسے ماہر کاتب اور خطاط دیکھ کر انگشت بدنداں رہ جاتے تھے۔ کئی قرآن پاک جن کے ابتدائی اور آخری پارے بوسیّدہ ہو گئے تھے، انہیں خود لکھ کر مکمل کیا۔ (۱۳)

وصل چہارم

جوانی

آپ محبِّ صادق اور عاشق حقیقی تھے۔ دنیا میں قدم رکھتے ہی عشقِ الٰہی میں مستغرق تھے۔ جب بولتے تو آپ کی زبان و کلام سے محبت الٰہی کی خوشبو پھیلتی۔ جب مدرسہ میں جاتے تو آپ کا سبق ذکرِ الٰہی ہوتا۔ جب کتابت کرنے لگتے تو آپ کا ہاتھ سب سے پہلے اسمِ الٰہی ''اللہ'' اور نامِ نامی ''محمد'' (صلی اللہ علیہ وسلّم) رقم کرتا۔ جب دوستوں کے ساتھ بیٹھتے تو اسمِ الٰہی ''اللہ'' آپ کی زبان سے بلند ہوتا اور خلوت و جلوت میں ذکرِ الٰہی میں مستغرق رہتے۔ آپ کی جوانی اور عالمِ شباب بھی ذکر، عبادت اور یادِ الٰہی میں رچی بسی رہی۔

ع: قیاکن زگلستان من بہار مرا

خلوت گزینی

آپ بچپن اور لڑکپن کی مانند جوانی میں بھی قبرستان جایا کرتے تھے، پرانی اور بوسیّدہ قبروں کے قریب بیٹھتے، محوِ ذکر و فکر ہوتے، سوتے اور روحانی کیف و لذت حاصل کرتے اور فکرِ آخرت میں مستغرق رہتے تھے۔

حالت سکر

آپ محبت الٰہی میں ایسے فنا ہو گئے کہ جب مشین کے چلنے کی آواز سنتے تو وجد طاری ہو جاتا، حالت سکر غالب آجاتی اور اس حالت میں جس پر نگاہ فرماتے، اسے بھی وجد ہو جاتا۔

مخلوقِ خدا کے ساتھ شفقت

آپ نے ایک رات اپنی والدہ ماجدہؒ سے کہا کہ مجھے سردی لگ رہی ہے۔ انہوں نے آپ کو لحاف اوڑھا دیا۔ بعد ازاں آپ نے فرمایا: ''اماں جی، سردی ابھی تک مجھے تکلیف پہنچا رہی ہے۔

''والدہ ماجدہؒ نے فرمایا: ''آپ کو آج کیا ہوا؟'' فرمایا: ''کوئی مہمان تو گھر میں نہیں ہے؟'' والدہ صاحبہؒ نے فرمایا: ''ہاں، مہمان ہے۔'' آپ نے فرمایا: ''انہیں بستر وغیرہ دے دیا گیا ہے؟''۔ ''کیوں نہیں!'' والدہ صاحبہؒ نے فرمایا۔ آپ نے فرمایا: ''ان کے ساتھ گھوڑا ہے؟'' والدہ صاحبہؒ نے فرمایا: ''ہاں! ان کے ساتھ گھوڑا ہے، جو باہر بندھا ہے۔'' آپ نے فرمایا: ''اماں جی! جب وہ گھوڑا سردی سے محفوظ ہو گیا تو میری سردی بھی جاتی رہے گی۔'' سبحان اللہ

مفلسوں کی مدد

آپ جب کسی مفلس کو دیکھتے کہ اسے کپڑے کی ضرورت ہے تو گھر سے کپڑا لاتے اور اسے عنایت فرما دیتے اور جب دیکھتے کہ کوئی بھوکا ہے تو گھر سے کھانا لا کر اسے کھلا دیتے تھے۔ ایثار و سخاوت کا یہ عالم تھا کہ جو کچھ پاس ہوتا، راہِ مولا میں لٹا دیتے تھے۔ (۱۴)

تقویٰ کوشی

فضل دین نامی ایک درویش آپ کی مسجد میں مقیم تھا، جو بڑا متقی اور نیک شخص تھا۔ وہ مشتبہ گھر کا کھانا ہرگز نہیں کھاتا تھا۔ جن لوگوں کے بارے میں اسے یقین ہوتا کہ ان کا رزق حلال وطیّب ہے، ان کے گھر سے آٹا لیتا اور اپنے ہاتھ سے آٹا گوندھ کر روٹی پکاتا۔ آپ اپنی روٹی اسے دے دیتے اور اس کی روٹی کو تناول فرماتے تھے۔

دوست نوازی اور مسکین پروری

آپ بہت زیادہ دوست نواز اور مسکین پرور تھے۔ اکثر و بیشتر بازار اور دکان سے کھانے پینے کی اشیا خرید لاتے اور ضرورت مند دوستوں اور مسکینوں کو مفت عنایت فرماتے اور یہ کارِ خیر اس حد تک کرتے کہ مقروض ہو جاتے تھے۔ (۱۵)

بشارتِ غیبی

ایک روز آپ کے والد گرامی سحری کے وقت گھوڑے پر سوار ہو کر اپنے کسی کام کے لئے تشریف لے جا رہے تھے کہ کسی نے ان کے گھوڑے کی لگام تھامی اور کہا: ''جس بیٹے کو آپ دیوانہ خیال کرتے

ہیں اوراس سے ناراض رہتے ہیں، ایک دن اقبال مند اور صاحب مرتبہ بن جائے گا اور اس کا نام بہت مشہور ہوگا، لیکن آپ اسے نہیں دیکھیں گے۔"

جب آپ کے والد بزرگوارؒ اس بشارت غیبی سے آپ کے روشن اور شاندار مستقبل سے آگاہ ہوئے تو بعد ازاں ہمیشہ آپ پر بہت مہربان رہتے اور آپ کے قرض (جو آپ دوستوں اور مسکینوں کی مدد کے لئے لوگوں سے لیتے تھے) ادا فرما دیا کرتے تھے۔

قبولیت دعا

ایک روز سخت گرمی کے موسم میں آپ مسجد کی چھت پر بیٹھے تھے، اچانک سکر طاری ہوگیا اور آپ سایہ سے اٹھ کر دھوپ میں آ کر زمین پر لیٹ رہے اور اپنی مبارک زبان سے فرمانے لگے: "ہمیں مولا کریم کے گرما سے بھی لطف اندوز ہونا چاہیے!" بعد ازاں گرمی اور دھوپ کی وجہ سے آپ کے جسم سے پسینہ بہنے لگا۔ آپ کھڑے ہوئے اور پھر بیٹھ رہے اور اپنی نگاہ مبارک آسمان کی طرف اٹھا کر کہا: "خداوند! اب بارش عطا فرما اور موسم کو ٹھنڈا کر دے کہ تیرے لئے یہ کرنا کوئی مشکل نہیں۔" اسی وقت آسمان پر بادل کا ایک ٹکڑا نمودار ہوا اور بارش ہونے لگی۔ آپ مسجد کی چھت سے نیچے اترے اور دوستوں کے پاس بیٹھ کر رونے لگے اور استغفار پڑھنے لگے اور فرما رہے تھے: "میں نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ بارش دینا چاہتے تھے یا نہیں؟ میں نے اس کی خواہش کیوں کی؟" کئی دنوں تک یہی تاسّف آمیز کلمات آپ کی زبان مبارک پر جاری رہے اور اپنے عجز وانکسار پر آنسو بہاتے رہے۔

اعلیٰ درجے کے شہسوار

آپ کو شروع سے گھڑسواری کا بڑا شوق تھا۔ تند و تیز اور بدخو گھوڑا جب آپ کی رکاب میں آتا اور آپ اس کی لگام تھام کر اس پر سوار ہوتے تو وہ گھوڑا آپ کا مطیع و فرمانبردار بن جاتا۔ بعض لوگ آپ کو گھوڑوں کا ملک الموت کہتے تھے۔

ایک دفعہ دوسرے دیہات کے لوگ ایک عزیز کی شادی پر شرقپور شریف آئے اور ان کے ہمراہ ایک بدخو گھوڑا تھا۔ جب انہوں نے آپ کی شہسواری کی کہانی سنی تو وہ اپنے بدخو گھوڑے کو آپ کے پاس لائے اور کہنے لگے کہ ازراہِ مہربانی اس گھوڑے پر سوار ہو کر دکھلائیں۔ آپ فوراً اس گھوڑے پر سوار ہو گئے اور یہ گھوڑا جو اپنی بدمزاجی میں مشہور تھا اور کسی آدمی کو اتنی جلدی میں اپنی پیٹھ پر سوار نہیں ہونے دیتا

تھا، اس نے دَم نہ مارا اور اپنی جگہ سے ہلا تک نہیں اور آپ کا مطیع و فرمانبردار ہوگیا۔ آپ جس طرف اس کی لگام موڑتے وہ اسی طرف چل پڑتا۔ جب لوگوں نے آپ کی یہ کرامت دیکھی تو وہ فوراً آپ کے عقیدت مندوں میں شامل ہوگئے۔

قند مکرر

ایک دفعہ آپ موضع چونیاں تشریف لے گئے۔ واپسی کے وقت ایک آدمی آپ کی سواری کے لئے ایک گھوڑا لایا۔ یہ گھوڑا، بہت تیز رفتار اور زور آور تھا۔ آپ اس چیز کو ہرگز خاطر میں نہ لائے اور جب گھوڑا آپ کے پاس آیا، آپ نے اس کی پشت پر ہاتھ پھیرا اور اس پر سوار ہو گئے۔ گھوڑے نے کوئی ناشائستہ حرکت نہ کی اور بڑے آرام سے چلنے لگا۔ آپ اس پر سوار ہوکر چونیاں سے حجرہ شام مقیم تشریف لے گئے۔ (۱۶)

وصل پنجم

بیعت مرشد وعطائے خلافت

رہروان جادہ عرفان وتصوف ہمیشہ چاہتے ہیں کہ ان کا ہر سانس محبت و ذکر اور عبادت الٰہی میں صَرف ہو۔ لہٰذا وہ عبادت وریاضت میں مستغرق ہو جاتے ہیں اور مرشدان کامل و مکمل کی رہنمائی میں یہ منزلیں اور مرحلے کمال صدق وصفا سے طے کرنے لگتے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ کوئی عبادت وریاضت بھی خیر الانام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلّم کی سنت کے خلاف ہرگز مقبول نہیں ہو سکتی:

خلاف پیمبر کسی راہ گزید
کہ ھرگز بمنزل نخواھد رسید

حضرت سعادت علی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں

آپ عبادت وریاضت میں مشغول رہتے تھے اور کوشاں رہتے تھے کہ کسی کامل و مکمل مرشد کی بیعت کریں۔ آپ کے خاندان کے ایک بزرگ حجرہ شاہ مقیم سے روحانی تعلق رکھتے تھے، لہٰذا شروع میں آپ حضرت پیر سعادت علی رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین حجرہ شاہ مقیم کے پاس گئے تو انہوں نے آپ سے فرمایا: ''کسی بلند مرتبہ وکامل مرشد کو تلاش کرو، ہم دستگیری کرنے سے عاجز ہیں۔''

حضرت امیر الدین نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت

ان دنوں حضرت امیر الدین نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۳۱ھ/۱۹۱۳ء) اکثر وبیشتر کوٹلہ شریف سے شرقپور شریف آپ کے جدّ بزرگوار کے ہاں تشریف لاتے اور ان کے گھر، جو کہ مسجد شرقپور شریف کے قریب تھا، قیام فرماتے تھے اور کچھ عرصہ شرقپور شریف میں رہ کر واپس اپنے گھر کوٹلہ شریف چلے جاتے تھے۔ اس لئے آپ فرمایا کرتے تھے کہ میں مرید بھی ہوں اور مراد بھی۔ (۱۷)

حضرت امیر الدین نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے بلند مرتبہ اور کامل و مکمل عرفاء میں سے تھے۔ ایک روز انہوں نے روحانی تصرف سے آپ کو اپنی طرف کھینچا۔ آپ نے اسی وقت ار

کی بیعت کر لی اور ان کے مریدوں اور عقیدت مندوں میں شامل ہو گئے۔ حضرت امیر الدینؒ نے آپ پر خصوصی توجہ فرمائی اور ساتھ ہی ذکر و وظائف سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی تلقین فرمائی۔ آپ پر جذب وسکر کی حالت طاری ہو گئی اور آپ نے بے خود ہو کر اپنا گریباں چاک کر ڈالا۔ آپ بے قرار ہو کر مسجد کے دروازے پر جاتے اور اللہ اللہ کے ذکر میں مشغول ہو جاتے۔ اسی کیف و مستی میں بیابانوں میں چلے جاتے اور ذکر وفکر اور عبادت الٰہی میں مشغول ہو جاتے اور مشقت طلب ریاضتیں کیا کرتے تھے۔ عرصہ دراز تک عالم سکر میں رہے۔

عرفانی منازل کا طے کرنا

آپ ہمیشہ پیر و مرشد کی خدمت میں مصروف رہتے اور ان سے جو روحانی اسباق پڑھتے ان کو بطورِ کامل اپنے معمولات میں جاری رکھتے۔ اس طرح تھوڑے ہی عرصہ میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے اوراد و اشغال کی تربیت و ادائیگی میں کمال حاصل ہو گیا۔ لطائف شش گانہ ادا کئے اور منزل سلطان الذکر طے کر لی اور ایسے ہی خیر الانام رحمت دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اتباعِ سنت میں مستغرق رہ کر منازل ''فنافی الشیخ''، ''فنافی الرسول'' اور ''فنافی اللہ'' طے کر لیں۔

جب پیر و مرشد نے آپ کو معراج کمال میں پایا تو اپنے پاس طلب فرمایا اور تحریری خلافت نامہ آپ کو عطا فرمایا۔ آپ نے عرض کیا: ''حضرت! میں خلافت حاصل کرنے کے لئے آپ کا مرید نہیں ہوا تھا، بلکہ میرا مقصود یہ تھا کہ آپ کی بیعت کے فیض و برکت سے میں معبود حقیقی کا بندہ بن جاؤں۔''

آپ کے پیر و مرشد نے آپ کی اس معذرت کو قبول فرمایا۔

کسب علوم ظاہری ونقلی از مرشد خود

آپ کے پیر و مرشد حضرت امیر الدین رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۳۱ھ/۱۹۱۳ء) اکثر و بیشتر شرقپور تشریف لاتے اور آپ شب و روز اُن کی خدمت میں لگے رہتے۔ ایک دفعہ پیر و مرشد نے آپ سے فرمایا: ''سیر و سوانح انبیاء و عرفاء اور طریقت و شریعت کی کتابیں مجھ سے پڑھیں۔'' لہٰذا آپ نے اپنے شیخ کے اس ارشاد کو اپنی سعادت مندی سمجھا اور فوراً تعمیل حکم میں لگ گئے اور یوں علوم ظاہری و نقلی نیز بلاواسطہ اپنے مرشد کامل و مکمل سے اخذ و کسب کئے۔

عطائے خرقہ خلافت

آپ کے پیرو مرشد اور شیخ کامل ومکمل آپ پر بہت زیادہ لطف وشفقت اور عنایت فرماتے تھے۔ وہ جب بھی تحریری خلافت نامہ اور خرقہ خلافت آپ کو عطا فرمانا چاہتے، آپ خاموش ہو جاتے یا معذرت کر لیتے تھے۔ ایک روز مناسب موقع پا کر عرض کی: ''مخدوما! میں خود کو اس مرتبہ کے لائق و سزاوار نہیں سمجھتا اور معذرت چاہتا ہوں۔''

دو اڑھائی برس یونہی گزر گئے۔ ایک روز پیرو مرشد نے آپ کو طلب کر کے ارشاد فرمایا: ''اگر مجھے اپنا مرشد خیال کرتے ہو تو میرے کہنے کو قبول کرو اور مزید پس و پیش نہ کرو۔ اب میرا وقت قریب ہے، لہٰذا جس جگہ کہوں وہیں چلے جاؤ، لوگوں اور مخلوقِ خدا کی خدمت کرو۔ تمہاری فلاح اسی میں ہے اور یقین جانو کہ اس فریضہ و کام سے افضل تر کوئی چیز نہیں ہے۔ جو کچھ تمہارے پاس ہے، اس کی تقسیم میں بخل نہ کرو اور جو چیز نہیں رکھتے، اپنے خالق و پروردگار سے امید رکھو کہ وہ تمہیں ضرور عطا فرمائے گا۔ جو کچھ طلب کرو گے، اپنے نصیب کو پالو گے اور اب تمہارے لئے فرار کی کوئی گنجائش موجود نہیں ہے۔''

بعد ازاں پیرو مرشد نے اپنے مبارک ہاتھ سے آپ کو خرقہ خلافت پہنایا اور آپ کے سر مبارک پر پگڑی باندھی۔ آپ نے سند خلافت، پگڑی مبارک اور خرقہ خلافت کو بسر و چشم قبول کیا اور خداوند قدوس کی درگاہِ معلیٰ میں سجدہ شکر بجالائے۔ (۱۸)

تعمیر خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ، شرقپور شریف

آپ کے پیرو مرشد نے آپ کو خرقہ خلافت عنایت کرنے کے بعد فرمایا: ''شرقپور میں جائیں او روہاں لوگوں کی راہِ حق میں رہنمائی کریں۔''

اس طرح آپ اپنے پیرو مرشد کی خانقاہ کوٹلہ سے شرقپور شریف تشریف لائے اور مسندِ ارشاد پر متمکن ہو گئے اور شرقپور شریف میں خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ کی بنیاد رکھی۔ آپ طالبانِ حق کی رہبری اور رہنمائی فرمانے لگے اور تھوڑے ہی عرصے میں آپ کے ارشاد و رہنمائی کی شہرت دور و نزدیک میں پھیل گئی اور لوگ شبہ قارہ پاکستان و ہند کے دور دراز علاقوں سے آپ کی خانقاہ پر آنے لگے۔ آپ کے روحانی فیض کا سلسلہ الحمدللہ تاحال جاری و ساری ہے۔

افتخار مرشد

آپ کے پیرو مرشد حضرت خواجہ امیر الدینؒ فرمایا کرتے تھے کہ میرا تعلق میاں شیر محمد کے ساتھ اس طرح ہے، جس طرح حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کا حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ تھا۔ نیز خواجہ امیر الدین رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھ سے پوچھا کہ دنیا سے کیا لائے ہو؟ تو میں ''شیر محمد'' (حضرت میاں شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ) کو خدائے تعالیٰ کے حضور پیش کردوں گا۔[۱۹] سبحان اللہ!

وصل ششم

روحانی سفر

آپ ہمیشہ شرقپور شریف میں رہتے تھے، کیونکہ لوگ دور دراز سے شرقپور شریف آتے تھے اور یہ بات معروف ہو چکی تھی کہ خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ شرقپور، آپ کی مبارک ہستی کی بدولت خلقت کی مشکلات اور دکھوں کا مداوا اور غمگساری کا ذریعہ بن چکی ہے۔ لہٰذا آپ بہت کم سفر فرماتے تھے۔ عقیدت مند آپ کو شرقپور شریف چھوڑنے نہیں دیتے تھے اور آپ اپنے معمولات سے بہت زیادہ شغف اور محبت رکھتے تھے۔ ہمیشہ عبادت الٰہی میں مستغرق اور طالبانِ حق کی تعلیم و تربیت اور مریدوں وعقیدت مندوں کی رہنمائی اور ارشاد میں مشغول رہتے تھے۔

اتنی مصروفیات و احتیاط کے باوجود بھی خاص پابندی سے قصور جاتے تھے۔ حضرت شیخ ابوالحسن علی ہجویری المعروف بہ داتا گنج بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ (م ۴۶۵ھ/۱۰۷۲ء) کے مزار مبارک کی زیارت کے لئے لاہور کا سفر اختیار فرماتے۔ حضرت شاہ غوث محمد قادری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۱۵۳ھ/ ۱۷۴۰ء) کے مزار کی زیارت کے لئے پشاور تشریف لے جانے کا معمول تھا اور آپ نے شاہ سکندر قادریؒ سے بھی ملاقات فرمائی۔ حضرت خواجہ محمد باقی باللہ قدس سرہ (م ۱۰۱۲ھ/۱۶۰۳ء) اور حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس سرہ (م ۱۰۳۴ھ/۱۶۲۴ء) سے خصوصی عقیدت و محبت تھی، لہٰذا بارہا دہلی اور سرہند شریف (ہندوستان) تشریف لے گئے۔ حضرت غوث علی شاہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۹۷ھ/۱۸۸۰ء) کے مزار مبارک کے لئے پانی پت (ہندوستان) کا روحانی سفر بھی کیا اور ایسے ہی کرنال (ہندوستان) کی روحانی مسافرت بھی اختیار فرمائی۔ حضرت خواجہ بہاء الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ (م ۶۶۱ھ/۱۲۶۲ء) کے مزار کی زیارت کے لئے ملتان بھی تشریف لے گئے۔ اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کے لئے بریلی (ہندوستان) بھی جانا ہوا۔ حضرت قاضی احمد دمائی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۲۳ھ/ ۱۸۰۸ء) کے مزار کی زیارت کے لئے موضع قاضی گوٹھ احمد (سندھ) بھی تشریف فرما ہوئے اور قصبہ بیربل شریف (ضلع سرگودھا) لِلّہ شریف (تحصیل پنڈ دادن خان، ضلع جہلم) بھی تشریف لے گئے۔ دو بار گولڑہ شریف (راولپنڈی) تشریف لائے اور حضرت پیر مہر علی شاہ

رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۵۶ھ/ ۱۹۳۷ء) سے ملاقات فرمائی۔

آپ اپنے مریدوں اور عقیدت مندوں کے گھروں میں رہنا ہرگز پسند نہیں فرماتے تھے۔ بہت ہی کم عقیدت مندوں کو آپ کی مہمان نوازی کی سعادت نصیب ہوئی ہے۔[۲۰]

وصل ہفتم

فیضان مبارک

اتباعِ سنت

آپ ہر ایک سے سنتِ نبوی (صلّی اللہ علیہ وسلّم) پر سختی سے عمل کراتے تھے، خواہ کوئی چھوٹا ہو یا بڑا۔ اپنی مجلس میں کسی داڑھی منڈوانے والے کو کچھ سنانے کے لئے کھڑا نہ ہونے دیتے۔ نماز کے وقت پہلی صف میں داڑھی منڈوانے والے کو کھڑا نہ ہونے دیتے، خواہ وہ کس قدر امیر ہی کیوں نہ ہو۔ اگر کسی کو خلافِ سنت کام کرتے دیکھتے تو فوراً تنبیہہ فرماتے۔ انگریزی بود و باش اور طرزِ معاشرت کے شدید مخالف تھے۔[۲۱]

گجرات کے ڈپٹی کمشنر ملک مہدی خان آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ کھانے کے وقت دستر خوان پر اُن کو بٹھا دیا گیا، مگر وہ خلافِ سنت آلتی پالتی مار کر بیٹھ گئے۔ آپ نے فرمایا: ''اس طرح تو شداد، ہامان اور فرعون بیٹھتے تھے، ہم مسلمانوں کو اس طرح بیٹھنا چاہیے، جس طرح حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حکم فرمایا ہے۔''[۲۲]

آپ حجرہ شریف تشریف لے گئے جو کہ آپ کے بزرگوں کا پیر خانہ تھا۔ سجادہ نشین صاحب ریش بریدہ تھے اور نماز کی پابندی کا اہتمام بھی خاص نہ تھا اور شکار کے لئے بندوق اور کتے بھی رکھے ہوئے تھے۔ آپ نے ان کا یہ حال دیکھا تو فرمایا: ''یہ کونسا طریقہ ہے جو آپ نے اختیار کر رکھا ہے؟ کیا آپ کے آباؤ اجداد ایسا ہی کرتے تھے؟''[۲۳]

آپ پیکر اتباعِ سنت تھے۔ اپنے ہر قول و فعل میں رسول مقبول صلّی اللہ علیہ وسلّم کی سنتِ مبارکہ کی پاسداری فرماتے تھے۔ اگر کوئی آدمی خلافِ سنت عمل کرتا ہوا نظر آتا تو آپ کو بہت زیادہ دکھ اور تکلیف ہوتی اور آپ فوراً تنبیہہ فرمایا کرتے تھے۔ سنت خیر الانام صلّی اللہ علیہ وسلّم کو جاری وساری کرنے کا ہمیشہ فکر رہتا تھا۔ نماز کے لئے صفوں کی درستگی اور اصلاح اپنے مبارک ہاتھوں سے کراتے اور یونہی اپنی عبادت و ریاضت گفتار و کردار، آداب و معاشرت، نشست و برخاست اور وضع و قطع میں ہمیشہ نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی سنت مبارک پر عمل پیرا ہونا مرغوب خاطر رہتا تھا۔ غرضیکہ اپنی زندگی مبارک

کے ہر لمحہ میں آیت کریمہ "اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ الرَّسُوْلَ" (سورۃ آل عمران:۳۲) کی عملی تفسیر بنے ہوئے تھے۔"

جب کوئی آدمی خلافِ سنت کام کرتا تو آپ اسے حقارت کی نگاہ سے دیکھا کرتے تھے اور اس کا ہرگز احترام وعزت نہ کرتے تھے۔ اکثر و بیشتر فرمایا کرتے تھے کہ اگر مسلمان خلافِ سنت اور غیر مشروع عمل دیکھے تو اسے، جیسے بھوکا بھیڑیا بھیڑ پر حملہ کرتا ہے، اس طرح نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی سنت کے تارک پر وار کرنا چاہیے۔

آپ نے اپنی مبارک زندگی میں اتباعِ سنت کی روح ومعنویت کو زندہ کیا۔ جو آدمی بھی آپ کی خدمت مبارک میں حاضر ہوتا، اسے تاکید فرماتے کہ رحمت دو عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی مبارک سنت کی پیروی میں کوشاں رہے، کیونکہ دونوں جہانوں کی کامرانی سنت کی پیروی میں ہے۔ آپ نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے محبّ اور عاشق صادق تھے۔ سکر کی حالت میں اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ہم نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے آگاہ ہیں اور جب صحو کی حالت میں آتے تو فرماتے: "بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر۔"

سر محمد شفیع مرحوم (م ۱۳۵۰ھ/۱۹۳۲ء) آپ کے خالہ زاد بھائی تھے۔ ایک مرتبہ آپ لاہور میں اپنی خالہ کے ہاں تشریف لے گئے اور ان سے فرمایا: "خالہ جان! آپ نے کیسا مخنّث بیٹا جنا ہے کہ جس کی نہ داڑھی ہے نہ مونچھ! اگر آج ان کی داڑھی ہوتی تو جب انگریز کونسل میں بیٹھتے تو کتنے خوبصورت دکھائی دیتے اور ان کی شکل وصورت سے انگریزوں کے دل پر اسلام کا کیسا رعب ودبدبہ نقش ہو جاتا اور انگریز سمجھ جاتے کہ مسلماں اتنے بارُعب اور باوقار ہوتے ہیں، مگر مجھے افسوس ہو رہا ہے کہ وہ (سر محمد شفیع) عیسائی بن گئے ہیں۔"

آپ نے ایک بار سر محمد شفیع مرحوم سے فرمایا: "میرا دل نہیں چاہتا کہ تمہارا نام زبان سے لوں، تمہارا نام کتنا خوبصورت ہے، اپنے نام کی لاج رکھو اور فکر کرو اور سمجھو کہ تمہارے باپ کتنی خوبصورت شکل وصورت کے مالک تھے۔ آج تم ان جیسی شکل وصورت کو پسند نہیں کرتے۔ درحقیقت یہ بھی انہی بزرگوں کی خطا ہے کہ تمہیں ولایت (انگلستان) بھیج دیا، اگر وہ تمہیں وہاں نہ بھیجتے تو تمہاری شکل وصورت کبھی مسخ نہ ہوتی۔"

ایک روز ریلوے سپرینٹنڈنٹ آپ کی خدمت میں آیا، جس کی داڑھی مونچھ تراشیدہ تھیں اور سر پر محکمانہ ٹوپی رکھتا تھا۔ آپ نے اس سے پوچھا کہ تمہیں کتنی تنخواہ دیتے ہیں؟ اس نے کہا: "ایک ہزار یا گیارہ سو روپے!" آپ نے اس کے منہ پر ایسا زوردار تھپڑ مارا کہ اس کی ٹوپی دور جا گری اور پھر فرمایا کہ

آیا یہ ہزار روپیہ تمہیں منکر ونکیر سے محفوظ رکھے گا اور پل صراط کو اسی کے ذریعے پار کرو گے اور کیا محشر کے روز حساب کتاب کے وقت رشوت دے کر جنت میں چلے جاؤ گے؟ سب انگریزوں کی اولاد ہیں:

اہل دنیا کافران مطلق اند
روز وشب در بق بق و در رق رق اند
اہل دنیا چہ کہین وچہ مہین
لعنت اللہ علیہم اجمعین
اہل دنیا چون سگ دیوانہ
دور شو زیشان کہ بس بیگانہ اند

پھر فرمایا: ''صاحب! اللہ تعالیٰ کے قانون کا احترام کرنا فرض ہے۔ اس پر وہ آدمی عمل کرتا ہے جو اپنے خالق ومالک کا احترام کرتا ہے۔'' یہ افسر آپ کے مبارک بیان اور تنبیہہ سے بہت متاثر ہوا اور اس نے مستقبل میں اپنی وضع درست بنالی۔ (۲۴)

ارشاد و تبلیغِ دین

اکثر علماء آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ آپ ان سے دریافت فرماتے کہ آج کل شرع کا احترام کیسا ہے؟ بعض کہتے کہ آج کل شریعت کا بڑا احترام ہے۔ لوگ نمازیں پڑھتے ہیں اور روزے رکھتے ہیں۔

آپ فرماتے کہ لوگوں کے حقوق کا کیا حال ہے؟ باپ بیٹے کا دشمن، بیوی خاوند کی دشمن اور ہمسایہ ہمسائے کا دشمن ہے! کیا یہی شریعت کی پاسداری ہے؟

علماء کی آنکھیں کھل جاتیں اور وہ ہوش میں آجاتے اور کہتے: ''جی ہاں، حضرت صاحب! لوگوں نے شریعت اور قرآن مجید کو پسِ پشت ڈال رکھا ہے!'' بعد ازاں آپ پوچھتے: ''کیا آج سے بیس سال قبل بھی لوگوں کی یہی حالت تھی؟'' وہ عرض کرتے: ''نہیں حضرت صاحب! اس سے پہلے لوگوں کے درمیان محبت، خلوص اور ہمدردی ہوتی تھی۔ جواب حقیقت میں نہیں رہی۔'' آپ فرماتے کہ یہ تمام انگریزوں کا اثر ہے (یعنی ان کی حکمرانی اور ثقافت کا مسلمانوں پر منفی اثر پڑا ہے)۔

لوگوں کی اصلاح کا انداز

جب آپ کسی میں عیب دیکھتے تو اسے بلاتردّد مطلع فرما دیتے، حاکم ہوتا یا محکوم، مسکین ہوتا یا مالدار، مسافر ہوتا یا ہم شہری، رشتہ دار ہوتا یا غیر، اسے ہر صورت میں اس کا عیب بتلا دیتے تھے۔ لوگ آپ کی باتوں کو بڑی رغبت سے سنتے تھے، کیونکہ جانتے تھے کہ جو شخصیت انہیں نصیحت فرماتی تھی وہ آپ تھے، جو خود اتباعِ سنت مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا کامل نمونہ پیش فرماتے تھے۔

شاعرِ مشرق علامہ محمد اقبالؒ کی حاضری

مروی ہے کہ شاعر مشرق علامہ محمد اقبالؒ (م ۱۳۵۷ھ/ ۱۹۳۸ء) شرقپور شریف میں حضرت میاں شرقپوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ ایک بار علامہ اقبال، میاں محمد شفیع (م ۱۳۷۶ھ/ ۱۹۶۶ء)، میاں فضل حسین اور ایک اور صاحب کے ہمراہ شرقپور تشریف لے گئے۔

آپ نے جب علامہ اقبالؒ کو دیکھا تو فرمایا کہ اقبال کبھی کبھی آتا ہے (یعنی ہر روز نہیں آتا)۔ بعد ازاں فرمایا کہ حجام کو بلاؤ کہ میں اپنی داڑھی منڈوا دوں گا۔ گویا یہ آپ کی تبلیغ کا مشفقانہ انداز تھا جس کے ذریعے علامہ اقبالؒ کو احساس دلا رہے تھے کہ آپ نے سنت مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم ترک کر رکھی ہے۔ علامہ اقبالؒ آپ کا اشارہ سمجھ گئے اور عرض کیا کہ حضرت گناہ سے نفرت ہونی چاہیے نہ کہ گنہگار سے! لیکن ساتھ آپ کے حکمت آمیز الفاظ سے متاثر ہونے کی وجہ سے علامہ اقبالؒ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

آپ نے علامہ اقبالؒ سے بہت زیادہ شفقت اور محبت فرمائی اور انہیں شرعی امور کی جانب متوجہ کیا۔ مروی ہے کہ علامہ اقبالؒ دیر تک بیٹھے روتے رہے اور افسوس کرتے تھے کہ انہوں نے آخری عمر میں آپ کی زیارت کی ہے۔ آپ نے علامہ اقبالؒ کے لئے دعا فرمائی اور علامہ اقبالؒ مسرور و مطمئن واپس لاہور آئے۔

مروی ہے کہ علامہ اقبالؒ نے آپ کی مدح میں ایک قطع لکھا اور اسے آپ کی خدمت میں پڑھا لیکن آپ نے حسب معمول اپنی کسرِ نفسی کی وجہ سے اسے پسند نہ فرمایا اور بعد ازاں علامہ اقبالؒ بھی اسے بھول گئے۔ (۲۵)

ابرِ شفقت

آپ کی شفقت بارش کی طرح برستی تھی اور آپ کی خدمتِ اقدس میں نہ صرف مسلمان آتے تھے بلکہ غیر مسلم بھی آپ کی زیارت کے لئے حاضر ہوتے تھے۔ آپ ہر ایک سے مساوی حسن سلوک فرماتے تھے اور آپ کی خانقاہ شریف میں ہر آنے والے کی عزت وقدر کی جاتی تھی۔

ایک دفعہ ایک سکھ آپ کی خانقاہ میں حاضر ہوئے۔ اس وقت کافی لوگ آپ کی خدمت اقدس میں موجود تھے۔ لہٰذا یہ سکھ ایک کونے میں بیٹھ رہے۔ تھوڑی دیر سر جھکائے بیٹھے رہے اور پھر اٹھے اور آپ کے قریب آیے اور جانے کی اجازت مانگتے ہوئے کہا: ''حضرت صاحب! اللہ تعالیٰ آپ کو اَجر دے، جو کام عرصے سے درست نہیں ہو رہا تھا، وہ آپ کے حضور میں درست ہو گیا ہے۔'' گویا انہیں عرض گزاری کا موقع نہ ملا، لیکن سکون قلب میسر آ گیا۔ سبحان اللہ!

غیر مسلم مسلمان ہو گیا

ایک دفعہ آپ حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰۳۴ھ/۱۶۲۴ء) کے مزار کی زیارت کے لئے سرہند شریف جا رہے تھے۔ راستے میں ایک ریلوے سٹیشن پر آپ اترے، تاکہ وضو کے لئے پانی لے لیں۔ جب آپ وضو کا پانی لے کر لوٹے تو ایک خوش وضع وخوبصورت جوان کو فوجی لباس میں ریل گاڑی کے دروازے میں کھڑا دیکھا۔ آپ نے ان جوان کی طرف خصوصی نگاہ کرتے ہوئے انہیں مخاطب فرمایا: ''اے جوان! کیا تمہاری صورت مسلمانوں جیسی ہے؟'' نوجوان سکھ تھے، لہٰذا انہوں نے آپ کی طرف توجہ نہ کی اور تیزی وترشروئی سے بولے: ''جاؤ اے بزرگ! اپنا کام کرو۔'' گویا نہیں جانتے تھے کہ آپ اپنا کام انجام دے رہے ہیں۔ گاڑی نے سیٹی بجائی اور چل پڑی۔

اچانک وہی نوجوان سکھ دوڑتے ہوئے آپ کے ڈبے میں وارد ہوئے اور آپ کے قدموں میں گر پڑے اور عرض گزار ہوئے: ''حضرت! مجھے مسلمان کریں۔'' حضرت اقدس نے کمال محبت اور شفقت سے انہیں اپنی چھاتی مبارک سے لگایا اور انہیں فوراً مسلمان بنا ڈالا۔

دل نشینی ارشاد و تبلیغ

آپ کا انداز ارشاد و تبلیغ انتہائی عمدہ، دل نشین اور خوبصورت اور طرزِ گفتار شیریں و دلکش تھا۔ آپ بہت نرم، آسان، سادہ اور مسجع بات کرتے تھے۔ غصہ کے عالم میں بھی آپ کی زبان کی سلاست و

بلاغت برقرار رہتی تھی۔ طرزِ تکلّم اتنا موثر و دل نشین ہوتا تھا کہ اس کا اثر سننے والے کے رگ و ریشہ میں اتر جاتا تھا۔ آپ کو سلف صالحین کے بے شمار واقعات یاد تھے اور لوگوں کو ان سے مثال دے کر تلقین و ہدایت فرماتے تھے۔ جب لوگ آپ کی مبارک زبان سے صلحاء وعرفاء کے پر تاثیر اور فکر انگیز واقعات سنتے تو وہ رونے لگتے تھے اور آپ بھی سامعین کے ساتھ گریہ وزاری کرنے لگتے تھے۔

آپ لوگوں سے فرماتے، سکھوں کو دیکھو کہ اپنے گرو کی تعلیمات پر کس طرح عمل کرتے ہیں۔ سمجھ نہیں آتی کہ ہم مسلمان انگریزوں کی پیروی کے کیوں گرویدہ ہو گئے ہیں؟ سکھوں کی داڑھی ان کی زندگی کے مشاغل، تعلیم، دنیاوی کاروبار اور حکومت کی ملازمت میں ہرگز رکاوٹ نہیں بنتی اور ان پر کوئی آدمی اعتراض نہیں کرتا اور وہ کسی سے نہیں ڈرتے، لیکن ہم مسلمان خواہ سر کے بالوں سے محروم ہوں، پھر بھی اپنی داڑھی ضرور منڈواتے ہیں۔ کیا ہم انگریزوں کو بتانا چاہتے ہیں کہ ہم دینِ اسلام سے کوئی خاص تعلق نہیں رکھتے ہیں۔

آپ اکثر و بیشتر لوگوں سے دریافت فرماتے کہ آپ نے کتنے سال انگریزی پڑھی ہے؟ لوگ جواب میں عرض کرتے کہ دو سال، تین سال اور پانچ سال وغیرہ۔ آپ فرماتے کہ "بسم اللہ" کے معنی بتائیں۔ زیادہ لوگ جواب نہ دے سکتے تھے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب انگریزوں کی حکمرانی و اقبال کا سورج ساری دنیا پر چمک رہا تھا۔ آپ کسی سیاسی یا معاشرتی تنظیم کے رکن نہیں تھے اور نہ ہی کسی ایسی تنظیم سے وابستہ تھے جو انگریزوں کے خلاف تھی، لیکن بلا خوف و خطر فرنگیوں اور انگریزوں کے خلاف گفتگو فرماتے اور ان کی ثقافت و تہذیب کو اسلام کے خلاف سمجھتے تھے۔ لہٰذا انگریزی حکومت کے جاہ و جلال کے جادو و سحر خوردہ لوگوں کو اُن کی غلامی سے آزاد کیا کرتے تھے اور لوگوں کو حوصلہ دیتے تھے کہ وہ سر بلند کر کے زندہ رہیں اور وہ انگریزی حکومت کی غلامی اور تہذیب سے آزادی حاصل کریں اور وہ سرورِ کائنات فخرِ موجودات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلّم کے غلام بن جائیں، کیونکہ یہی چیز دو جہانوں کی نجات و فلاح کا ذریعہ ہے۔

بعض لوگ آزمائش کرنے کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور جب آپ کی صورت و سیرت مبارک کو ملاحظہ کرتے تو آپ کے عقیدت مندوں میں شامل ہو کر واپس جاتے۔ آپ کی زندگی کے شب و روز اس کتاب کی مانند روشن تھے، جسے پڑھ کر لوگ ہدایت پاتے تھے۔ جو کوئی گھڑی بھر یا کچھ دیر زیادہ آپ کے حضور بیٹھتا، خواہ آپ کا مخالف ہوتا تھا، آپ کی زندگی کا مبارک نمونہ دیکھ کر آپ کے عقیدت مندوں میں شامل ہو جاتا اور آپ کے بلند و عالی درجات کا معترف بن جاتا تھا۔

احترامِ انسانیت

ایک روز ایک مالدار آدمی آپ کی بوریا نشینی اور عبادت گزاری کا ذکر سن کر آپ کی خانقاہ پر حاضر ہوا۔ کھانے کا وقت تھا، آپ نے اس سے دریافت فرمایا: ''آپ کے ساتھ کوئی آدمی ہے؟'' اس نے عرض کیا: ''جی ہاں۔ میرا نوکر نیچے بیٹھا ہے۔'' گویا وہ اپنے نوکر کو جیسے حقیر سمجھتا تھا، اس کے طرزِ کلام سے وہ عیاں تھا، لہٰذا آپ نے اس امیر آدمی کو عام لوگوں کا کھانا دیا اور نیچے تشریف لے گئے اور اس کے نوکر کو اپنے ساتھ اوپر لے آئے اور تمام لوگوں کے سامنے اسے بڑی عزت و احترام کے ساتھ اپنے ساتھ بٹھایا اور اسے اپنے ساتھ کھانے میں شریک فرمایا۔ جب کھانے سے فارغ ہوئے تو فرمایا:

''کیسا ظلم ہے کہ لوگ دنیا کی متاعِ قلیل (یعنی مال و دولت) کو عزت و حرمت کا ذریعہ خیال کرتے ہیں اور یہ آخرت کے لئے عذاب ہے، جتنا مال کم ہوگا، آخرت کا حساب اتنا ہی آسان ہوگا۔''

لوگوں پر شفقت

ایک دفعہ شرقپور شریف میں طاعون کی وبا پھیل گئی۔ ایک آدمی طاعون سے ہلاک ہوگیا۔ لوگ اس کی میّت کے قریب نہیں جاتے تھے۔ اس آدمی کے کفن دفن کے لئے کوئی آدمی تیار نہ ہوا۔ جب آپ کو اس صورت حال سے آگاہی ہوئی تو آپ نے اپنے ایک عقیدت مند میاں محمد دین کو ساتھ لیا اور اس فوت ہونے والے آدمی کے گھر پہنچے اور اسے خود غسل دیا۔ میاں محمد دین مردے کے بدن پر پانی ڈالتے تھے اور آپ اپنے مبارک ہاتھوں سے اسے نہلا رہے تھے اور اس کے رشتہ دور کھڑے دیکھ رہے تھے۔ آپ نے میّت کو غسل دے کر کفن پہنایا اور اس کی پیشانی پر بوسہ دیا اور لوگوں کو مخاطب فرمایا: ''اب آجاؤ۔'' لوگ آگے بڑھے اور جنازہ کو اٹھالیا۔ جب قبرستان میں پہنچے تو آپ نے اپنے مبارک ہاتھوں سے اسے قبر میں اتارا اور دفن فرمایا۔ سبحان اللہ!

جذبہ محبت عارفانہ

حاجی جلال الدین صاحب ذیلدار، ساکن جوڑا، جو مسلکاً اہلِ حدیث تھے، حج بیت اللہ کر کے واپس آئے۔ مدینہ منورہ کے سفر اور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے روضۂ مقدسہ کی زیارت کے دوران جو حالات و کیفیات انہیں پیش آئیں، وہ انہیں یوں بیان کرتے تھے جیسے کہ ایک کامل اہل نسبت بیان کرتا

ہے۔اس موقع پر آپ بھی قصور میں تشریف فرما تھے۔خزینہ معارف کے مؤلف صوفی محمد ابراہیم قصوری مرحوم نے حاجی جلال الدین کے واقعہ کا ذکر آپ کی خدمت اقدس میں کیا۔آپ نے فرمایا: ''ہمیں موضع جوڑا جانا چاہیے۔'' چنانچہ آپ صبح جوڑا میں پہنچے اور حاجی صاحب موصوف سے ملاقات کی اور ان سے مدینہ منورہ کے حالات سنے اور ان واقعات کے سننے کے دوران آپ کی طبیعت مبارک پر جذب طاری ہو جاتا تھا۔آپ نے رات یہیں بسر فرمائی۔حاجی صاحب موصوف نے آپ کی بڑی تواضع اور خاطر و مدارت کی۔

حاجی صاحب موصوف کی ایک بھینس تھی۔اس نے صبح جو دودھ دیا، وہ انہوں نے آپ اور آپ کے ساتھیوں کی خدمت میں پیش کر دیا اور بھینس نے جو دودھ رات کو دیا تھا، اس کو انہوں نے خمیر کیا، یعنی دہی بنایا۔دوسری صبح ان کی زوجہ محترمہ نے اس دودھ کو بلویا تو اس سے اتنا ہی مکھن نکلا، جتنا پہلے دو نوں وقت کے دودھ کی دہی بنا کر بلونے سے حاصل ہوتا تھا۔لہٰذا انہوں نے یہ حقیقت اپنے شوہر (حاجی صاحب موصوف) کو بتائی۔حاجی صاحب نے امتحان کرنے کے لئے مکھن کا وزن کیا تو وہ اتنا ہی تھا جتنا پہلے ہوتا تھا۔لہٰذا دونوں میاں بیوی آپ کی کرامت و بزرگی کے قائل ہو گئے۔

تاثیرِ نگاہِ مبارک

ایک بار آپ فیروز پور تشریف لے گئے۔ایک گھر میں قیام فرمایا۔جس میں ایک نابینا حافظِ قرآن تھے۔یہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔آپ نے ارشاد فرمایا کہ قرآن مجید کے ایک رکوع کی تلاوت کریں۔حافظ صاحب موصوف نے ایک رکوع قرآن مجید کی تلاوت کی۔بعد ازاں انہوں نے بتایا کہ میں عربی زبان کو نہیں سمجھتا ہوں، لیکن جو رکوع حضرت میاں صاحب کی خدمت میں تلاوت کیا ہے، آپ کی مبارک نگاہ کی تاثیر و برکت سے اللہ کریم نے مجھے ہر آیت کے معنی کی سمجھ عطا فرما دی ہے۔

اپنے پیر خانے سے محبت

بعد ازاں آپ فیروز پور چھاؤنی تشریف لے گئے اور وہاں حافظ عبداللہ کے گھر قیام فرمایا۔کسی نے آپ سے عرض کیا کہ یہاں ایک نابینا حافظ قرآن رہتے ہیں جو حضرت امام علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۸۲ھ/ ۱۸۶۶ء) کے ہم نشین رہے ہیں۔لہٰذا آپ اس مسجد میں تشریف لے گئے، جہاں یہ حافظ صاحب موجود تھے اور ساعت بھر وہاں قیام فرمایا پھر ارشاد فرمایا:

''مجھے ایسا لطف محسوس ہوا ہے کہ گویا حضرت امام علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مبارک میں بیٹھا ہوں۔''

یہ آپ کی اپنے پیرومرشد اوران کی مبارک نسبت سے عقیدت ومحبت کا اثر تھا کہ آپ کوان کے شیخ ومرشد کے ہم نشینوں کی صحبت میں بھی لطف وراحت محسوس ہوتی تھی۔

فنائے کامل

ایک بار آپ لاہور تشریف لے گئے۔آپ کے مبارک ہاتھ میں عصا تھا۔جب شاہ عالمی میں پہنچے تو جذبہ میں آگئے اوراپنے عصا پر زور دیتے ہوئے فرمایا: ''یہ گھر کب فنا ہوں گے؟'' تین بار بلند آواز میں یہی فرمایا۔گویا آپ فنائے اتم میں کامل ومکمل تھے اور دنیاوی رنگینیوں کی تباہی و بربادی کی حقیقت سے آگاہ تھے،لہٰذا حاضرین کودنیا کی بے ثباتی کی طرف متوجہ فرمارہے تھے۔

فراست صادق

ایک دفعہ قصور میں تشریف لائے۔بازار سے گزر رہے تھے،ایک جگہ چندلڑکے کھیل رہے تھے۔ جب دیکھا توارشادفرمایا:

''یہ لڑکے جوکھیل رہے ہیں۔ان میں استعداد موجود ہے،اگرکوشش کی جائے توان میں سے حافظِ قرآن،اولیائے کرام اورعلماءدین میسرآسکتے ہیں،لیکن افسوس ان کی استعداد ضائع ہورہی ہے۔''

بعدازاں تذکرۃ الاولیا (عطارؒ) سے ایک بزرگ کا ذکرکیااورفرمایا: ''یہ بزرگ جہاں بچوں کو کھیلتے ہوئے دیکھتے،افسوس کرتے تھے۔''

انکساری وقناعت پسندی

آپ جب قصور میں تشریف لاتے تھے تواکثر رات کی ٹرین پرتشریف فرما ہوتے اورعقیدت مندوں کوفرمایا کرتے تھے کہ تازہ روٹی کا تردّد نہ کریں،تمہارے گھروں میں اکثر بچوں کے بچے ہوئے روٹی کے ٹکڑے ہوں گے،ان میں سے خواہ آدھی روٹی ہی ہو،لے آؤ۔فرمایا کرتے تھے: ''میں جب لاہور جاتا ہوں توبازار سے ایک کلچہ خریدلیتا ہوں اورتمام دن وہی میرے لئے کافی ہوجاتا ہے۔جب کم کھاکرقناعت کی جائے تووقت گزرجاتا ہے۔''(۲۶)

وصل ہشتم

کشف وکرامات

اولیائے کرام اور صوفیائے عظام کی کرامتیں برحق ہیں اور یہ ان کی بزرگی کی علامت ہوتی ہیں۔ آپ اظہار کرامت سے گریز فرماتے تھے، اس کے باوجود آپ سے بے شمار کرامتیں ظہور پذیر ہوئیں۔ یہاں ہم مشتے از خروارے کے مصداق چند ایک نقل کرتے ہیں:

ڈول میں موجود سانپ سے آگاہی

ایک رات آپ مسجد کی چھت پر نفل پڑھ رہے تھے۔ ایک آدمی مسجد کے کنویں سے پانی لینے آیا۔ جب اس نے ڈول کنویں میں پھینکا، آپ مسجد کی چھت سے نیچے تشریف لائے اور دور سے اس آدمی کو آواز دی کہ صبر کریں۔ پھر فرمایا: ''پہلے مسجد کے اندر سے چراغ اٹھا لاؤ اور بعد ازاں ڈول کو کنویں سے باہر نکالو۔''

ایک دوسرا آدمی بھی آپ کی مبارک آواز سن کر مسجد میں آ گیا اور دوڑ کر مسجد میں جلتا ہوا چراغ لے آیا۔ آپ نے فرمایا: ''اب ڈول کو باہر نکالو۔'' جب ڈول نکال کر زمین پر رکھا گیا تو آپ نے چراغ ڈول کے قریب کیا۔ دونوں اشخاص نے ڈول میں دیکھا تو ڈر گئے اور پیچھے ہو گئے۔ ڈول میں سانپ تھا، جسے انہوں نے دیکھ لیا تھا۔ انہوں نے اس سانپ کو مارا اور پھر حضرت اقدس سے عرض کیا کہ حضرت آپ مسجد کے چھت پر تھے، آپ نے کس طرح خیال فرمایا کہ ڈول میں سانپ ہے؟ آپ نے تبسّم فرمایا اور پھر ارشاد فرمایا: ''جس کی بندگی کرتے ہیں وہی ہمیں ان چیزوں سے آگاہ فرماتا ہے۔''

زیارت حضرت امام علی شاہ نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ

آپ ایک مرتبہ اپنی مسجد میں، جو تازہ تعمیر ہوئی تھی، تشریف فرما تھے۔ اپنے عقیدت مند حاجی عبدالرحمٰن سے دریافت فرمایا کہ تم نے کوئی چیز دیکھی ہے؟ انہوں نے اِدھر اُدھر دیکھ کر عرض کیا: ''حضور نہیں، میں نے کوئی چیز نہیں دیکھی۔'' آپ نے ارشاد فرمایا: ''اب دیکھ لوگے۔''

تھوڑا وقت نہیں گزرا تھا کہ حاجی صاحب موصوف نے عرض کیا: ''حضرت صاحب! اب دیکھ لی ہے۔'' فرمایا: ''کیا؟'' عرض کیا: ''یہ کہ حضرت امام علی شاہ صاحب تشریف لائے ہیں۔'' سبحان اللہ!

بارش اور آندھی سے گرنے والے درختوں سے محفوظ رہنا

ایک روز آپ نے فرمایا کہ میں موضع ''اٹاری'' جا رہا تھا کہ راستے میں طوفان آ گیا۔ بارش برسنے لگی اور اولے پڑنے لگے۔ جب طوفان نے زیادہ شدت اختیار کر لی تو درخت زمین سے اکھڑ کر گرنے لگے۔ میں نے سوچا کہ سڑک سے الگ ہو کر چلوں۔ الہام ہوا کہ درخت پر ہی چلیں۔ لہٰذا میں بارش اور طوفان میں سڑک پر چل رہا تھا اور امن وسلامتی کے ساتھ اٹاری گاؤں میں جا پہنچا۔ میرے اس طرح باسلامت گاؤں پہنچنے پر لوگ متعجب ہو گئے، کیونکہ سڑک طوفان سے اکھڑ کر گرنے والے درختوں سے پُر تھی۔ سبحان اللہ! اللہ کریم اپنے فضل وکرم سے اپنے پیارے بندوں کو ہر بلا اور مصیبت سے محفوظ و سلامت رکھتا ہے۔

نومولود خاموش ہو گیا

مروی ہے کہ شرقپور شریف کے ایک گھر میں ایک نومولود ہمیشہ روتا رہتا تھا۔ والدین نے بڑا علاج کرایا، لیکن اسے افاقہ نہ ہوا۔ جب ناچار ہو گئے تو آپ کی خدمت اقدس میں لے کر حاضر ہوئے۔ نومولود چلاّ رہا تھا۔ آپ نے اس کی طرف نگاہ فرما کر ارشاد فرمایا:

''اشکے ای اوئے سانوں تے روَن داول اج تک نہیں آیا، توں تے ہر وقت روناایں۔''

یعنی: اے بچو! تو عجیب ہستی ہے کہ ہمیں آج تک رونے کا طریقہ نہیں آیا اور تو ہر وقت رونے میں مصروف ہے۔

بس آپ نے یہی فرمایا تھا کہ نومولود خاموش ہو گیا، جبکہ ولادت کے روز سے آج تک رو رہا تھا۔

احترام کشفی

آپ کسی کے سوال کو رَد نہیں فرماتے تھے۔ ایک حاجت منداس چیز کی شہرت سن کر مالی امداد کے لئے آپ کے پاس آیا اور جب شرقپور شریف میں وارد ہوا تو دل میں خیال کیا کہ اگر میں حضرت میاں صاحب کے حضور خود کو ایک سیّد کے طور پر پیش کروں گا تو یقیناً آپ میری مدد کرنے میں زیادہ توجہ

فرمائیں گے۔

لہٰذا جب وہ آپ کے حضور آیا تو کہا: ''حضرت! میں سیّد ہوں اور آپ کے پاس آیا ہوں کہ میری مالی امداد فرمائیں۔''

آپ نے اس کی مالی امداد فرمائی اور حسبِ معمول اسے خدا حافظ کرتے وقت اس کے ساتھ چلنے لگے، جب شرقپور کی حدود سے باہر آئے تو آپ نے فرمایا:

''سنو یہی وہ جگہ ہے، جہاں تمہارے دل میں سیّد بننے کا خیال پیدا ہوا تھا، لہٰذا تمہاری عزت و توقیر بھی یہاں تک ہے، اب میں واپس جاتا ہوں۔''

فکرِ آخرت

مروی ہے کہ ایک بار کسی نے آپ سے احوال پُرسی کرتے ہوئے عرض کیا: ''میاں صاحب خیر ہے؟''

آپ نے ارشاد فرمایا: ''بھائی جان! اگر اعمال نامہ دائیں ہاتھ میں دیا گیا تو خیر ہے، ورنہ خیر نہیں!''.

کسرِ نفسی و عاجزی

معروف ہے کہ اس رعب وجلال کی حالت کے باوجود آپ کی کسرِ نفسی و عاجزی کا یہ عالم تھا کہ ہرگز پسند نہیں فرماتے تھے کہ کوئی آدمی آپ کے مبارک جوتوں کو ہاتھ لگائے۔ اگر کوئی آدمی بے خبری میں آپ کے مبارک جوتے اٹھا کر آپ کے سامنے رکھ دیتا تو آپ فرمایا کرتے تھے:

''یہ جوتے آپ لے جائیں، میں اس لائق نہیں کہ کوئی میرے جوتے اٹھا کر میرے سامنے رکھے۔ اگرچہ بزرگوں کے لئے یہ خدمت بجالانا جائز ہے، لیکن میں بزرگ ہوں، نہ ولی، لہٰذا میرے لئے یوں نہ کیا جائے۔''

اگر آپ چارپائی پر تشریف فرما ہوتے اور کوئی آدمی تعظیم کرتے ہوئے آپ کے سامنے زمین پر بیٹھ جاتا تو آپ اسے چارپائی پر بیٹھنے کے لئے مجبور کرتے اور اگر وہ آدمی آپ کے برابر چارپائی پر بیٹھنے سے خوف کھاتا تو آپ اس کے ہمراہ زمین پر بیٹھ جاتے اور یوں وہ آدمی شرمندہ ہو کر چارپائی پر بیٹھ جاتا۔

آپ ملنے والوں سے السّلام علیکم کہنے میں خود پہل کرتے۔ کوئی تعظیماً کھڑا ہوتا تو منع فرما دیتے تھے۔ (۲۷)

وصل نہم

سفرِ آخرت اور جانشین

جب آپ کی عمر مبارک ۶۳ سال ہوئی تو ضعف پیری ظاہر ہوا۔ پھر بھی نماز باجماعت ادا فرماتے تھے۔ ضعف کی وجہ سے صرف جمعۃ المبارک کا خطبہ دیا کرتے تھے اور نماز جمعۃ المبارک کی امامت فرمایا کرتے تھے۔ جسمانی ضعف میں اضافہ ہوتا گیا، یہاں کہ آپ بیمار ہو گئے۔

آپ کے عزیز اور عقیدت مند علاج کی غرض سے آپ کو سری نگر (مقبوضہ کشمیر) لے گئے۔ چار روز کے بعد آپ نے فرمایا کہ مجھے میرے گھر لے چلو۔ لہٰذا آپ کو سری نگر سے راولپنڈی کے راستے لاہور لایا گیا اور یہاں علاج معالجہ جاری ہوا۔

اگرچہ بیماری کے دنوں میں آپ کے معمولات میں فرق آ گیا تھا، لیکن عبادت گزاری اور یادِ الٰہی میں کوئی کمی نہیں ہوئی تھی۔

اسی زمانے میں ایک روز آپ نے اپنے برادرِ اصغر حضرت میاں غلام اللہ رحمۃ اللہ علیہ (م۱۳۷۷ھ/ ۱۹۵۷ء) کو آواز دی۔ اس وقت آپ کے پاس حضرت نور الحسن شاہ رحمۃ اللہ علیہ (م۱۳۷۲ھ/۱۹۵۲ء) اور بابا عبد اللہ فیروز پوری موجود تھے۔ آپ نے ان کی موجودگی میں اپنے برادرِ گرامی سے ارشاد فرمایا: ''جو لوگ میری خانقاہ اور آستانہ پر آتے ہیں ان کی خدمت میں کوتاہی نہیں ہونی چاہیے اور نمازِ جمعہ کی امامت آپ خود کرائیں، جان لیجئے کہ صراطِ مستقیم صرف اتباعِ سنت نبوی ﷺ میں ہے۔''

بعد ازاں آپ اپنے گھر شرقپور شریف تشریف لائے۔ سب عزیز و اقارب، گھر اور خاندان کے لوگوں کے ساتھ شفقت و محبت فرمائی اور سلام دیا، خدا حافظی کی اور فرمایا: ''اب میں چاہتا ہوں کہ ڈوھراں والا (نام قبرستان جس میں آپ کی آخری آرام گاہ ہے) میں چلا جاؤں۔''

گویا یہ اشارۂ غیبی کا اظہار تھا کہ اب میں خدائے بزرگ و برتر کے حضور جانے والا ہوں اور میرے بعد میرے عقیدت مندوں اور مریدوں کو منازل عرفات و سلوک کو طے کرنے کے لئے حضرت میاں غلام اللہ صاحبؒ کی مدد و راہنمائی حاصل ہوگی اور میرے جانشین و خلیفہ مجاز وہ ہوں گے۔

آخرکار بروز پیر ۳ ربیع الاوّل ۱۳۴۷ھ/ ۲۰ اگست ۱۹۲۸ء کو نمازِ عشاء کے بعد تقریباً ساڑھے گیارہ بجے رات، سورۃ اخلاص کی تلاوت کرتے ہوئے، ۶۵ سال کی عمر میں اس روحانی آفتاب نے فانی دنیا سے عالمِ جاودانی کی طرف رحلت فرمائی اور واصل بحق ہوگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ (۲۸)

ع: خدا رحمت کند این عاشقان پاک طینت را

دوسرے روز شام چھ بجے آپ کا جنازہ مبارک ڈھراں والے قبرستان میں پہنچا اور حضرت صاحبزادہ مظہر قیومؒ (م ۱۳۶۲ھ/ ۱۹۴۳ء)، سجادہ نشین خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ مکان شریف (ہندوستان) نے آپ کی نمازِ جنازہ کی امامت کی اور ہزاروں سوگواروں اور عقیدت مندوں کی موجودگی میں آپ کو اس قبرستان میں دفن کیا گیا۔ آپ کا مزارِ مقدس مرجع الخلائق ہے۔ (۲۹)

قطعہ تاریخ وصال (۱۳۴۷ھ)

چو مولانائے قبلہ شرقپوری
زدنیا شد روان باکام و آرام
"وصال شیر حق شیر محمد"
شدہ سال و صالش اے نکو نام

اولادِ امجاد

اللہ تعالیٰ نے آپ کو دو صاحبزادے عطا فرمائے جو خوردسالگی میں ہی دارِ فنا سے دارِ بقا کی طرف کوچ کر گئے۔ آپ اپنے صاحبزادوں کو گود میں لے کر ارشاد فرماتے تھے: "اگر راہِ سعادت کو اختیار نہ کرنا ہو تو بہتر ہے کہ جہانِ فانی کو چھوڑ جاؤ۔" آپ کی ایک صاحبزادی محترمہؒ تھیں جو تقویٰ و ورع میں بلند مقام رکھتی تھیں۔ گھر میں لنگر کا اہتمام فرمایا کرتی تھیں اور عورتوں کو احکامِ شریعت سے آگاہ فرماتی تھیں۔ انہوں نے بھی جوانی میں رحلت فرمائی۔ (۳۰)

جانشین معظم

آپ نے اپنی مبارک زندگی میں اپنے برادرِ اصغر حضرت میاں غلام اللہ رحمۃ اللہ علیہ

(م ۱۳۷۷ھ/ ۱۹۵۷ء) کو اپنا جانشین مقرر فرما دیا تھا، جو بعد میں ''حضرت ثانی لا ثانی'' کے لقب سے ملقب ہو کر آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی مسندِ ارشاد پر متمکن ہوئے اور کمال آن بان کے ساتھ زائرین اور عقیدت مندوں کی راہنمائی فرماتے رہے۔ فَرَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ رَحْمَةً وَّاسِعَةً۔ (۳۱)

خلفائے عظام

۱۔ حضرت میاں غلام اللہ ثانی لا ثانی شرقپوریؒ (م ۱۳۷۷ھ/ ۱۹۵۷ء)۔

۲۔ حضرت سیّد محمد اسماعیل شاہ کرماں والےؒ (م ۱۳۸۵/ ۱۹۶۶ء) ساکن کرمانوالہ۔ ضلع فیروز پور۔

۳۔ حضرت سیّد نور الحسن شاہ بخاریؒ (م ۱۳۷۲ھ/۱۹۵۲ء) کیلیانوالہ شریف، ضلع گوجرانوالہ۔

۴۔ حضرت صاحبزادہ محمد عمرؒ (م ۱۳۸۷ھ/ ۲۶/اکتوبر ۱۹۶۷ء)، ساکن بیربل شریف، ضلع سرگودھا۔

۵۔ حضرت صاحبزادہ سیّد مظہر قیوم ابن میر بارک اللہ ابن حضرت صادق علیؒ (م ۱۳۶۲ھ/ ۱۹۴۳ء)، ساکن مکان شریف، نزد گورداس پور (ہندوستان)۔

۶۔ حضرت سیّد محمد ابراہیم شاہ بخاریؒ (م ۱۳۸۷ھ/ ۱۹۶۷ء)، ساکن موضع سہول شریف، نزد ریلوے اسٹیشن کالا خطائی۔

۷۔ حضرت ابو الرضا سیّد حاکم علی لاہوریؒ (م ۱۳۵۹ھ/ ۱۹۴۰ء)، حقیرہ بیت الرضا، ملتان روڈ، لاہور۔

۸۔ حضرت حاجی عبد الرحمٰن قصوریؒ (م ۱۳۷۱ھ/ ۱۹۵۲ء)، ٹولواں والہ، قصور۔

۹۔ حضرت میاں رحمت علیؒ (م ۱۳۹۰ھ/ ۱۹۷۰ء)، ساکن موضع گھنگ شریف، نزد کاہنانو، ضلع لاہور۔ (۳۲)

فصل دہم

دینی و علمی خدمات

تعمیرِ مسجد

آپ نے اتباعِ سنت اور دین اسلام کی ترویج و ترقی کے لئے بے مثال خدمات انجام دیں اور تعمیر مساجد کر کے اپنے عقیدت مندوں کے لئے ایک شاندار اور قابلِ تقلید نمونہ دنیا میں چھوڑ گئے ہیں۔ آپ نے نہ صرف نئی مسجدیں تعمیر کرنے میں عمر بھر کوشاں رہے، بلکہ پرانی مسجدوں کی مرمت اور نئے سرے سے تعمیر میں بھی بھرپور کردار ادا فرماتے رہے۔ آپ نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی مبارک سنت کے اتباع میں مسجدوں کے تعمیری اور مرمتی کاموں میں بنفسِ نفیس شرکت فرماتے تھے اور مزدوروں کی طرح کام کرتے تھے۔ اس طرح آپ نے اپنے عقیدت مندوں اور مریدوں کو بھی ایسا خصوصی ذوق و شوق عطا فرمایا کہ آپ کے وصال شریف کے بعد وہ بھی اس کارِ خیر میں سرگرمِ عمل ہیں۔ آپ کے زمانے میں تعمیر ہونے والی مساجد درج ذیل ہیں:

۱۔ محلّہ بنی پورہ، شرقپور شریف (ضلع شیخوپورہ) میں ایک مسجد تھی، آپ کے زمانے میں اس کا صرف ایک نشان باقی رہ گیا تھا اور وہ بھی غیر محفوظ تھا۔ آپ نے اس مسجد کو پرانے خطوط پر نئے سرے سے تعمیر کرایا اور اس کے ساتھ امام مسجد کی رہائش بھی بنوائی۔ پانی کے لئے ایک کنواں، غسل خانے اور طہارت خانے بھی بنوائے۔

آپ نے اس مسجد کی تعمیر میں بنفسِ نفیس حصہ لیا اور اس کے شہتیروں کے رکھوانے میں مدد فرماتے رہے ہیں۔ یہاں ایک درخت تھا، جسے آپ نے زمین سے اکھیڑا اور اس کے گڑھے میں خود تشریف لے گئے اور وہاں سے مٹی اٹھا کر اسے سونگھا تو فرمایا کہ اس سے بھی انگریز کی بو آ رہی ہے۔

۲۔ دوسری مسجد ڈھراں والا قبرستان میں تعمیر فرمائی، جو اس قبرستان سے شرقپور شریف کے جنوب مغرب کی طرف واقع ہے۔ اس میں ایک کمرہ، کنواں، غسل خانہ، حجرہ، برآمدہ اور چند طہارت خانے موجود ہیں۔ آپ نے اس مسجد کی آبادی کے لئے وہاں ایک

درویش چھوڑا، جس نے وہاں پھول اور پودے لگائے اور اس کی خوب خدمت کیا کرتا تھا۔ جب آپ مسجد تعمیر کرا رہے تھے تو عقیدت منداور مرید کہتے تھے کہ یہ جگہ غیر آباد اور ویران ہے، کوئی آدمی اس جگہ آتا نہیں، لہٰذا اس قدر عالی شان مسجد کی یہاں تعمیر سے کیا حاصل ہوگا؟ آپ نے ان کی باتیں سن کر ارشاد فرمایا: ''جب اللہ کا ایک بندہ مرے گا تو یہ مسجد آباد ہو جائے گی۔''

جب آپ نے وصال فرمایا تو آپ نے اسی قبرستان میں مسجد کے قریب آخری آرام گاہ پائی۔ اسی روز سے یہاں پنجگانہ نماز شروع ہوگئی اور بحمد للہ آج تک آپ کے عقیدت منداور زائرین شب و روز اسی مسجد میں عبادت و ریاضت میں مشغول رہتے ہیں۔

۳۔ محلّہ شیر ربانی، شرقپور شریف میں ایک مسجد تعمیر کرائی تھی، جو طرزِ خاص اور عمدہ تعمیر کا نمونہ تھی۔

۴۔ اپنے پیر خانہ کوٹلہ شریف، ضلع شیخوپورہ میں ایک مسجد تعمیر کرائی تھی جو تین کمروں اور ایک وسیع ہال پر مشتمل تھی۔

۵۔ اپنے کنویں کے قریب ایک مسجد تعمیر کرائی تھی۔

۶۔ ایک مسجد محلّہ دھدل، شرقپور شریف کی دائیں طرف بنوائی تھی۔ یہ ایک چھوٹی سی مسجد تھی اور اس کے قریب ایک کنواں تھا۔

۷۔ شرقپور شریف کے درمیان میں ایک مسجد ہے جو آپ کے زمانے میں بہت بڑی مسجد تھی۔ اس مسجد میں آپ کے جدّ بزرگوار حضرت مولانا غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ امامت کرتے تھے، کیونکہ آپ کے زمانے میں لوگ دور دراز سے شرقپور شریف میں تشریف لایا کرتے تھے، لہٰذا جمعۃ المبارک کے روز یہ مسجد نمازیوں کے لئے تنگ ہو جاتی تھی۔ آپ نے ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۲ء میں اسے وسیع کرنے کا عزم فرمایا اور اس کے قریب واقع چند گھروں کو اس میں شامل فرما دیا اور یوں مسجد اور اس کا صحن کشادہ ہوگیا اور اس کے ساتھ کچھ نئے حجرے اور کمرے تعمیر فرما دیئے، جو اب بھی اسی حالت میں موجود ہیں۔ اس زمانے میں مبلغ پچیس ہزار روپے حجروں، غسل خانوں، وضو کی جگہ اور نئے طہارت خانوں کی تعمیر پر خرچ آئے تھے۔

۸۔ علاوہ ازیں رتڑ چھتر، مکان شریف، نزد گورداسپور (ہندوستان) میں حضرت امام علی نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ (م۱۲۸۲ھ/ ۱۸۶۶ء) کے روضہ مبارک کی تعمیر کرائی۔ ایک بار مکان شریف میں تشریف فرما ہوئے تو دیکھا کہ حضرت امام علی صاحبؒ کے روضہ مبارک کا قبہ زلزلہ سے متاثر ہوا ہے۔ اس قبہ کی مرمت کا عزم فرمایا اور حافظ محمد عبداللہ صاحب، مقیم فیروز پور چھاؤنی، مستری کرم الدین صاحب، مقیم شرقپور صاحب، فتح محمد خان ساکن گوروھر سہا اور کچھ دوسرے آدمیوں کو اس روضہ مبارک کی مرمت کے لئے روانہ فرمایا اور اس زمانے میں تیرہ سو روپے کے قریب اس مرمت پر خرچ آیا۔

۹۔ مکان شریف (ہندوستان) میں ایک نشست گاہ بنوائی جو دو کمروں اور ایک بہترین ہال پر مشتمل ہے اور ایک دوسری نشست گاہ کی تعمیر شروع کرائی جو مکمل نہ ہو سکی۔

آپ نے جو مساجد تعمیر کرائیں یا دوسرے تعمیراتی کام کئے، ان میں کبھی کوئی ایسا سامان یا تعمیراتی مصالح استعمال نہیں کیا، جو کسی انگریز یا انگریزی کارخانہ کا بنا ہوا ہو۔ اگر کوئی آدمی ایسی کوئی چیز لاتا تو ناراض ہوتے اور ہرگز قبول نہ فرماتے تھے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا تقویٰ اور عزم مسلمانی کس قدر بلند اور اعلیٰ وارفع تھا۔ (۳۳)

آپ نے مساجد کی تعمیر و ترقی اور آبادی کی جو تحریک چلائی تھی، وہ آپ کے جانشین حضرت میاں غلام اللہ ثانی لاثانی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۷۷ھ/ ۱۹۵۷ء) کے زمانے میں بھی پُر زور انداز میں جاری رہی اور بحمداللہ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری مدظلہ العالی نے بھی اپنے بلند مرتبہ مرشد ان گرامی کی اس اعلیٰ تحریک کو تاحال جاری رکھا ہوا ہے اور تبلیغ و نشرِ اسلام کے فریضہ کو انجام دے رہے ہیں۔ اس کی تفصیل ہم نے آپ کے حالات میں درج کر دی ہے، وہاں مطالعہ فرمائیں۔

نشرو اشاعت کتب

آپ ایسے عارف کامل تھے، جو اپنی مبارک زبان و گفتار سے لوگوں کے دل مسخر فرما لیتے تھے۔ آپ جمعۃ المبارک کو اپنی مسجد میں خطاب فرماتے اور خطبہ دیا کرتے تھے اور ہمیشہ سفر و حضر میں طالبانِ حق کو دین مبین اسلام کی تعلیم و تبلیغ فرماتے تھے۔ علاوہ ازیں معارف اسلامی اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی نشرو اشاعت کے لئے کتابیں بھی طبع کرتے اور اپنے عقیدت مندوں، مریدوں اور زائرین میں مفت تقسیم فرمایا کرتے تھے۔ ان کتب میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

۱۔ مرآۃ المحققین: ملفوظات حاجی الحرمین الشریفین (فارسی)

تألیف حضرت ابوالبرکات امام علی شاہ نقشبندی مجددیؒ، مکان شریفی (م ۱۲۸۲ھ/ ۱۸۶۶ء)

یہ حضرت سیّد شاہ حسین نقشبندی مجددیؒ (م ۱۲۴۴ھ/ ۱۸۲۸ء) کے احوال و تعلیمات پر مبنی ہے جو حضرت امام علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے پیر و مرشد تھے۔ مولوی غلام رسول نقشبندی صاحب نے اس کتاب کو حضرت میاں شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ کی فرمائش پر اُردو میں ترجمہ کیا اور آپ نے اسے طبع کرایا اور اس کے سرورق کو آپ نے اپنے مبارک ہاتھ سے کتابت فرمایا اور اس کے شروع کے دو صفحات کتابت فرمائے جو آپ کی خطاطی کا بہترین اور عمدہ نمونہ ہیں۔ اس کتاب کے شروع میں مترجم کی صنعت توشیح میں سرودہ ایک نظم ہے، جس کے ہر شعر کا پہلا پہلا حرف ملایا جائے تو ''مولوی شیر محمد'' برآمد ہوتا ہے۔ یہ کتاب دو حصوں پر مشتمل ہے۔ حصہ اوّل میں حضرت شاہ حسین المعروف ''بھورے والا'' اور حصہ دوم میں ''کلمات متبرکہ'' مرآۃ المحققین کے تحت درج ہیں۔ ۱۱۶ صفحات پر مشتمل یہ کتاب (بدون تاریخ طباعت) مطبع کریمی لاہور سے طبع ہوئی تھی اور بعد میں حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد مدظلہ العالی کی سعی و اہتمام سے دارالمبلغین حضرت میاں صاحبؒ، شرقپور شریف سے بھی شائع ہوئی ہے۔ (۳۴)

۲۔ منہاج السلوک اُردو ترجمہ ذخیرۃ الملوک

ذخیرۃ الملوک (فارسی) حضرت سیّد علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ (م ۷۸۶ھ/ ۱۳۸۴ء) کی تصنیف ہے۔ مولوی غلام قادر صاحب جو کوٹ بھوانی داس (گوجرانوالہ) کے رہنے والے تھے اور حضرت اللہ بخش تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے متوسلین میں سے تھے، وہ مدرس کی حیثیت سے شرقپور شریف میں آئے تو انہیں حضرت میاں شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ سے خاص عقیدت ہوگئی۔ انہوں نے آپ کی فرمائش پر اس کتاب کا ۱۳۳۱ھ/ ۱۳۳۱ء میں اُردو ترجمہ کیا۔ شیخ الٰہی بخش جلال الدین، لاہور نے ۱۳۳۴ھ/ ۱۹۱۶ء میں شائع کیا اور یہ طباعت ۳۱۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کے شروع میں صنعت توشیح میں سرودہ دو منظومے شاملِ اشاعت ہیں، جن کے ہر شعر کا پہلا پہلا حرف لے کر لکھا جائے تو اس سے ''مولوی شیر محمد شرقپوری'' برآمد ہوتا ہے۔ حضرت میاں شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ پسند نہیں فرماتے تھے کہ ان کا نام گرامی کتاب میں لکھا جائے، لہٰذا مترجم نے اپنی عقیدت کا اظہار ان منظومات میں کر دیا ہے۔ بار دیگر بک سنٹر راولپنڈی سے ۱۴۰۷ھ/ ۱۹۸۷ء میں طبع ہوئی ہے۔ (۳۵)

۳۔ حکایات الصالحین و کرامات الصادقین اُردو ترجمہ مجالس المومنین (عربی)

آپ کی فرمائش پر اس کتاب کا اُردو ترجمہ ہوا، جسے حضرت سیّد نورالحسن شاہ صاحبؒ (م۱۳۷۲ھ/۱۹۵۲ء) نے کتابت کیا اور یہ اسلامیہ پریس لاہور نے ۱۳۴۵ھ/ ۱۹۲۶ء میں طبع کیا، جو ۱۰۸ صفحات پر مشتمل تھا۔ ایک روایت کے مطابق اسے ۹۰۰ صفحات پر مشتمل کہا گیا ہے، جبکہ دوسری روایت میں ۸۴۲ صفحات بتائے گئے ہیں۔ (۳۶)

۴۔ ربع مع مطالب

تألیف حضرت امیر الدین نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ (م۱۳۳۱ھ/۱۹۱۳ء) پیرومرشد حضرت میاں شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ نے اس کتاب کو بھی طبع کرایا۔

۵۔ چشمہ فیض معرفت (پنجابی)

تألیف حضرت امیر الدین نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ جس میں انہوں نے اپنے پیرومرشد حضرت امام علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ (م۱۲۸۲ھ/ ۱۸۶۶ء) کے مناقب بیان کئے ہیں۔

۶۔ تفسیر مرادیہ

حضرت میاں شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ اس بات کے خواہاں تھے کہ عامۃ المسلمین قرآن مجید کو سمجھ سکیں اور فہم قرآن کے بعد اس پر عمل پیرا ہوں، چنانچہ آپ نے تیسویں پارہ کے آخری ربع کی تفسیر شائع کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ یہ تفسیر آپ کی زندگی مبارک میں شائع نہ ہوسکی، لیکن اس کی طباعت کی تیاری کا کام مکمل ہو چکا تھا۔ (۳۷)

علاوہ ازیں حضرت میاں شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ کتب تفسیر، حدیث، فقہ اور اوراد و وظائف وغیرہ خرید کر اپنے عقیدت مندوں اور طالبانِ حق کو مفت دیا کرتے تھے اور یہ عمل سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے اولیائے کرام کے اندر خصوصی طور پر جاری رہا ہے کہ وہ تحریر و تقریر، یعنی ہر دو میدانوں میں دین اسلام کی نشر و اشاعت کے لئے بلند خدمات انجام دیتے رہے ہیں۔ یہ کام ہمارے خواجہ بزرگ حضرت بہاء

الدین نقشبند قدس سرہ (م ۷۹۱ھ/ ۱۳۸۹ء) سے شروع ہوا اور بحمد للہ تا حال سلسلہ نقشبندیہ کی تمام خانقاہوں میں جاری وساری ہے۔

آپ کے مبارک ہاتھ سے شرقپور شریف میں علم دین اور عرفان تصوف کی جو شمع روشن ہوئی تھی، آپ کے باصفا و باکمال جانشین حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۷۷ھ/ ۱۹۵۷ء) نے بھی اسے جاری رکھا اور آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ حضرت میاں شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے موجودہ سجادہ نشین حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری مدظلہ العالی نے اسلامی کتب و معارف کی نشر و اشاعت کا عزم عالی و بلند کر رکھا ہے اور آپ ہمیشہ عرفانی و معارف اسلامی کی کتب طبع و نشر کراتے ہیں اور اپنے عقیدت مندوں، طالبانِ حق اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے تشنگانِ علم وادب میں مفت تقسیم فرماتے ہیں۔ آپ کی خدمات کا ذکر اس کتاب میں آپ کے حالات کے تحت کیا جا رہا ہے۔[۳۸]

وصل یازدہم

پسندیدہ ابیات

آپ شاعر نہیں تھے، لیکن عالمِ وجد میں آپ کی زبان پر شعر جاری ہو جاتے تھے، جن کا ہر حرف سرورِ کائنات فخرِ موجودات خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی محبت اور عشق میں ڈوبا ہوا ہوتا تھا۔ آپ کو عرفانی شعرا کے دیوان اور رسول مقبول صلّی اللہ علیہ وسلّم کی نعت میں کہے گئے بے شمار فارسی، اُردو اور پنجابی اشعار یاد تھے، جو آپ وعظ و تبلیغ اور روحانی مجالس کے دوران پڑھا کرتے تھے، مشتے از خروارے کے مصداق یہاں کچھ نقل کئے جاتے ہیں:

همه انبیا در پناه تو اند　　مقیم در بارگاه تو اند
تو مهر منیری همه اختر اند　　تو سلطان ملکی همه چاکر اند

خدایا بده شوق ذات رسول ﷺ　　بدرد محمد ﷺ مرا کن قبول
شب و روز در عشق حضرت بدار　　همه عمر در وصل احمد ﷺ گزار
چو بلبل برآن گل فدایم کنی　　چو پروانه جلوه نمایم کنی
حیاتی مماتی همه وقت ما　　عطا کن وصال محمد ﷺ مرا

حمد معبودی که در جمله صور　　شد بانوار محمد ﷺ جلوه گر
زانکه از نورش محمد ﷺ شد عیان　　گشت از نور محمد ﷺ دو جهان

حسن یوسفؑ دم عیسیٰؑ ید بیضا داری　　آنچه خوباں همه دارند تو تنها داری
عرش است کمین پایه زایوان محمد ﷺ　　جبرائیل امینؑ خادم دربان محمد ﷺ
آن ذات خدداندی که مخفی ونهان بود　　پیدا و نهان گشته بچشمان محمد ﷺ

منم خاک سرکوئے محمد ﷺ
اسیر حلقہ موئے محمد ﷺ

نماز عشق ھر دم من گزارم
بہ پیش قبلہ روئے محمد ﷺ

سجود عشق بازاں است ھر دم
بمحراب دو ابروئے محمد ﷺ

اگر چشمم بہرروئے است مائل
بود روئے دلم سوئے محمد ﷺ

جہان در خیال لیلۃ القدر
حسن در بند گیسوئے محمد ﷺ

صد کتاب و صد ورق درنارکن
جان و دل را جانب دلدار کن (۳۹)

وصل دوازدہم

ملفوظات گرامی

آپ محبتِ الٰہی اور عشقِ مصطفیٰ ﷺ میں کاملاً مستغرق تھے۔ جو کلمات طیبات آپ کی مبارک زبان سے جاری ہوتے تھے، وہ ہمیشہ آپ کے روحانی جذبات واحساسات کے آئینہ دار ہوتے تھے۔ آپ اپنی مبارک زبان سے کوئی ایسا کلمہ ادا نہیں فرماتے تھے، جس پر آپ خود عمل پیرا نہ ہوں۔ جو کچھ دوسروں کو کرنے کے لئے فرماتے تھے، آپ اس پر کاملاً عمل فرماتے تھے۔ ہم یہاں بطور تبرک آپ کے چند ملفوظات نقل کرتے ہیں:

دنیا، آخرت اور تقویٰ

فرمایا: دنیا دریا کی طرح ہے اور آخرت اس کا کنارہ اور تقویٰ اس کی کشتی ہے۔ تقویٰ کے بغیر اس دریا کو عبور کرنا محال ہے۔ اسلام کی خوبی یہ ہے کہ مسلمان لایعنی (بے فائدہ) باتوں کو ترک کر دے۔ تمام مخلوقات تین صفات کی حامل ہیں:

۱۔ فرشتے عقل رکھتے ہیں، مگر خواہش اور غضب (غصہ) سے خالی ہیں۔
۲۔ حیوان خواہش اور غضب (غصہ) رکھتے ہیں، لیکن عقل سے عاری ہیں۔
۳۔ انسان خواہش، غضب (غصہ) اور عقل تینوں رکھتا ہے۔ اگر انسان خواہش اور غضب کو عقل کے تابع بنائے تو فرشتوں سے بلند درجہ پالیتا ہے، لیکن جب عقل کو خواہش اور غضب کے تابع کر دے تو حیوان سے بدتر بن جاتا ہے۔ انسان حیوانی لذت اور نفسانی خواہش کا طلب گار رہے، لیکن بقدر ضرورت، جیسے آٹے میں نمک ہوتا ہے اور جب تک تم بہتر عمل نہ کرو، اس وقت تک زندگی کو بہتر خیال نہ کرو۔

بدقسمت کون؟

فرمایا: بدقسمت وہ ہے جو آخرت کا فکر نہ رکھتا ہوا اور دنیا کی لذتوں میں مبتلا رہتا ہو۔ ایسی دولت

کو جمع کرو جو تمہارے ساتھ (آخرت میں) جائے، کیونکہ دنیا کا مال و دولت بدن کے ساتھ دنیا میں رہ جائے گا (یعنی فنا ہو جائے گا)۔ جب مردہ کو دیکھو تو اپنی موت کو یاد کرو۔ (یعنی آخرت کا فکر کرو) اور شریر وہ ہے جو شر کرے اور مفلسوں کو اذیت پہنچائے اور جو کوئی طعام سے سیر ہو جائے، وہ ہمیشہ بھوکا رہتا ہے۔

نامراد آدمی

فرمایا: جو کوئی مال سے تونگر ہوتا ہے وہ ہمیشہ درویش رہتا ہے اور جو کوئی لوگوں سے حاجت کے لئے سوال کرے، وہ محروم رہتا ہے اور جو کوئی لوگوں سے حاجت کے لئے سوال کرے، وہ محروم رہتا ہے اور جو کوئی اپنے کام میں اللہ تعالیٰ سے مدد نہ مانگے، وہ رسوا ہو جاتا ہے۔

جوانی کی غفلت کا نقصان

فرمایا، جو آدمی جوانی میں اللہ تعالیٰ کے فرمان کی عظمت و قدر نہیں سمجھتا، اللہ تعالیٰ اس کے بڑھاپے میں اسے ذلیل وخوار کر دیتا ہے اور جو آدمی فقط ایک دن کو صدق دل سے خدمت (خدا) میں صرف کرتا ہے، اس دن کی برکت تمام خلقت کو پہنچتی ہے۔ پس اس بندے کا کیا حال ہوگا جو اپنی تمام عمر خدمت (خدا) میں گزارتا ہے؟

چھ آدمیوں کی جہنم میں جانے کی وجہ!

فرمایا، چھ آدمی چھ چیزوں کے سبب جہنم میں جائیں گے:

۱۔ عرب کے لوگ تعصب اور عداوت کی وجہ سے۔
۲۔ مالدار تکبر کی بدولت۔
۳۔ تاجر فریب کاری کی بنا پر۔
۴۔ عام آدمی جہالت اور نادانی کے سبب۔
۵۔ حاکم ظلم وستم کی وجہ سے۔
۶۔ عالم حسد کی بنا پر، کیونکہ حسد نیکیوں کو جلا ڈالتا ہے اور حاسد کا کوئی مدد کرنے والا نہیں ہوتا۔

ظاہر و باطن کی یکسانیت

فرمایا، ظاہری پاکیزگی، باطن کی پاکیزگی کے موافق ہونی چاہیے، یعنی جب تم ہاتھ دھوؤ تو دل دنیا کی محبت سے پاک بن جائے اور جب استنجا کرو تو ظاہری نجاست کے صاف ہوجانے کے ساتھ ہی ماسوااللہ کی دوستی سے بھی نجات پانی چاہیے۔

حماقت اور کفر

فرمایا، حماقت یہ ہے کہ اعتقاد رکھے اور عمل نہ کرے اور کفر اس میں پنہاں ہے کہ خیال کرے کہ یہ بات ایسے نہیں ہے، بلکہ دوسری چیز پر ہوگی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کلام کی عظمت

فرمایا، حضرت علی مرتضیٰ اسد اللہ الغالب مطلوب کل مطالب مظہر العجائب والغرائب کرم اللہ وجہہ نے ایسی حکمت آمیز باتیں بیان فرمائی ہیں کہ وہاں تک کسی آدمی کے فہم کو رسائی حاصل نہیں ہے۔

نرم خوئی

فرمایا، جس آدمی کی بات میں نرمی ہو، اس کے دل میں یقیناً محبت کا مادہ موجود ہوتا ہے اور جو شخص اپنے نفس کی قدر کو جانتا ہے، وہ کبھی ہلاک نہیں ہوتا۔

ہر عطا کا منبع خدا ہے

فرمایا، تو جس سے چاہے طلب کر، لیکن یہ یقین رکھ کہ تو اس (خدا تعالیٰ) کی قید میں ہے۔ تو جسے دے گا اس کا امیر و حاکم بن جائے گا۔ تو جس سے چاہتا ہے استغنا اور بے نیازی کر، آخر کار اسی کی طرح ہوجاؤ گے۔

ایمان کے چار اُصول

فرمایا، جس آدمی کے ایمان کی بنیاد ان چار اُصولوں پر ہو، اس کا ایمان مضبوط اور قوی ہو جاتا

ہے اور وہ خالص مسلمان بن کر بارگاہ صمدانی اور درگاہ یزدانی کا مقرب خاص بن جاتا ہے۔ وہ چار اُصول یہ ہیں:

۱۔ تصدیقِ دل ۲۔ اقرار زبان

۳۔ عمل بدن ۴۔ مطابقت سنت

جو آدمی ان چار اُصولوں سے محروم ہو، وہ کافر ہے۔ جو آدمی زبان سے اقرار کرے اور دل سے تصدیق نہ کرے، وہ منافق ہے اور منافق کا حال کافر سے بدتر ہے۔ جو آدمی دل سے تصدیق کرے اور زبان سے اقرار بھی کرے مگر عمل نہ کرے، وہ فاسق ہے اور فاسق اپنے گناہ کے مطابق دوزخ میں رہے گا، کم از کم ایک ساعت اور زیادہ سے زیادہ ستر سال۔ جو آدمی دل سے تصدیق کرے، زبان سے اقرار کرے اور عمل بھی کرے مگر مطابقت سنت میں غفلت کرے، وہ بدعتی ہے اور بدعتی جہنم میں کتے ہوں گے۔

صغیرہ وکبیرہ گناہوں سے بچنا انتہائی ضروری ہے

فرمایا، حدیث شریف میں آیا ہے کہ مسلمان کفر سے اجتناب کرنے کے بعد چاہے کہ اس کے آنکھ، کان، پیٹ، شرمگاہ، ہاتھ، پاؤں اور زبان صغیرہ وکبیرہ سے باز رہیں۔

بری عادت کو چھوڑنے کی فضیلت

فرمایا، بری خصلت کو چھوڑنا، سوسالہ عبادت سے زیادہ افضل ہے۔

تین عادات رکھنے پر حساب وکتاب میں آسانی

فرمایا، اگر ہم میں تین عادتیں ہوں تو اللہ تعالیٰ ہمیں حساب وکتاب میں آسانی دے گا اور جنت میں داخل کرے گا اور وہ یہ ہیں:

۱۔ جو آدمی تمہیں نہ دے، اسے دیں اور اسے محروم نہ رکھیں۔

۲۔ جو آدمی تمہارے اوپر ظلم کرے، تم اسے درگزر اور معاف کرو۔

۳۔ جو عزیز ورشتہ دار تم سے قطع تعلق کرے، تم اس سے ملو اور اس سے قطع تعلق نہ کرو۔

فتنوں کا آغاز وانجام

فرمایا: حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ارشادِ گرامی ہے کہ جلد ہی ایک وقت آنے والا ہے کہ اس میں اسلام اور قرآن مجید کا صرف نام رہ جائے گا۔ مسلمان مساجد کو آباد کریں گے، لیکن یہ ہدایت سے خالی ہوں گی۔ اس زمانے کے علمارُوئے زمین کے شریر ترین لوگ ہوں گے اور فتنہ وفساد کا آغاز ان کی طرف سے ہوگا اور اس کا انجام بھی ان پر ہی ہوگا۔

فرمایا، حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ارشادِ گرامی ہے کہ جلد ہی ایک زمانہ آئے گا کہ لوگ پیٹ کے جالوں میں گرفتار ہوں گے۔ دنیا میں ان کی بزرگی مال و دولت کی وجہ سے ہوگی۔ ان کا قبلہ عورتیں ہوں گی۔ ان کا مطلوب سیم وزر ہوگا اور ایسے لوگ بندگانِ خدا میں سب سے بزرگ (متصوّر) ہوں گے، حالانکہ خدا تعالیٰ کے ہاں ان کی کوئی وقعت نہیں ہوگی۔ یہ ایسا زمانہ ہوگا کہ لوگ دین کو ختم کر دیں گے اور بدعتیں جاری کر دیں گے۔ جو آدمی اس زمانے میں میری سنت پر عمل کرے گا، وہ بے چارہ تنہا ہو جائے گا اور جو آدمی بدعت کی پیروی کرے گا، وہ پچاس ساٹھ سے زیادہ مصاحب رکھتا ہوگا۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم! آیا ہمارے بعد کوئی آدمی ہم سے زیادہ افضل ہوگا؟'' حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: ''ہاں۔'' صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم! یہ لوگ زندگی کیسے گزاریں گے؟'' حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا: ''جیسے پانی نمک میں حل ہو جاتا ہے، ان کے دل اس طرح حل ہو جائیں گے اور ان کی زندگی ایسے ہوگی، جیسے سرکہ کے کیڑے سرکہ میں گزارتے ہیں۔'' پھر صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم! یہ لوگ دین کی حفاظت کیسے کریں گے؟''

آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: ''جیسے تم چولہے کی حفاظت کرتے ہو کہ اگر اسے چھوڑ دو تو وہ ٹھنڈا ہو جاتا ہے اور اگر اس کو ہاتھ لگاؤ تو وہ جلا ڈالتا ہے۔''

حرام سے اجتناب ضروری

فرمایا، حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ اگر تم نمازیں پڑھتے ہوئے کمان کی مانند خمدار ہو جاؤ اور روزے رکھتے ہوئے تیر کی طرح لاغر ہو جاؤ تو بھی خدا تعالیٰ تمہارے عمل کو اس وقت تک قبول نہیں کرے گا، جب تک تم حرام سے نہیں رک جاؤ گے۔

حرام خور کی نماز

فرمایا، حضرت عبداللہ ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے بھی فرمایا ہے کہ خدا تعالیٰ اس کی نماز قبول نہیں کرتا، جس کے پیٹ میں حرام ہو۔

ایمان کی گہرائی کے لئے چند خصلتیں

فرمایا: حضرت سہل تستری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ بندہ اس وقت تک ایمان کی گہرائی میں نہیں پہنچتا، جب تک یہ چار خصلتیں اس میں پیدا نہ ہو جائیں:

۱۔ فرائض کی ادائیگی (سنتوں کے ساتھ)۔

۲۔ حلال کھانا (پرہیز کے ساتھ)۔

۳۔ ظاہر و باطن کو منکرات (گناہوں) سے محفوظ رکھنا۔

۴۔ ان اُمور پر تادمِ مرگ قائم رہنا۔

مال مشتبہ

فرمایا، آیا ہے کہ جو آدمی چالیس روز تک مال مشتبہ کھائے، اس کا دل سیاہ ہو جاتا ہے اور حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ ایک درہم مشتبہ کو واپس لوٹانا میرے نزدیک چھ لاکھ درہم خیرات کر دینے سے بہتر ہے۔ فرمایا کہ جب کوئی آدمی مال مشتبہ سے ایک لقمہ کھاتا ہے تو اس سے اس کا دل چمڑے کی طرح خراب ہو جاتا ہے، جو اپنی اصلی حالت پر ہرگز نہیں آتا۔[۴۰]

واردات قلبی

ایک بار فرمایا، جب میں راستہ چلتا ہوں تو نیچے سے لے کر اوپر تک میرے بدن میں ایک ایسی حرکت پیدا ہوتی ہے کہ میں اپنے تمام بدن کو دل کی طرح پاتا ہوں اور میرے بدن کے ہر بال سے اسم ذات الٰہی ظاہر ہوتا ہے۔

ایک دفعہ فرمایا، لڑکپن میں جب میں قصور میں آتا تھا تو اس کے کوچہ و بازار میں ایک برکت پاتا تھا اور اب جب یہاں آتا ہوں تو رانوں تک نحوست دیکھتا ہوں، لیکن تین آدمی اس نحوست سے محفوظ

ہیں: ایک عبدالحق شاہ صاحب، ساکن کوٹ مرداں، دوسرے حافظ دولت خان ساکن نواں کوٹ اور ایک اور نام لیا (جو راوی کو یاد نہیں رہا)۔

ایک دن فرمایا، ہم قضائے حاجت کے لئے جنگل میں جاتے تھے اور فراغت کے بعد جب ہم نے دیکھا تو عبرت کے سبب ایک حالت ہم پر طاری ہوگئی۔

ایک روز حجام آپ کے سر مبارک کے بال تراش رہا تھا۔ آپ نے فرمایا: جب حجام میرے بدن پر استرا چلاتا تو ایسے لگتا کہ میرے دل پر استرا چلایا جا رہا ہے۔

ایک بار اپنے مرید و خلیفہ حضرت نور الحسن شاہ نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۷۲ھ/ ۱۹۵۲ء) سے فرمایا، رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے چار آدمیوں کو جو طریقہ (سلسلہ تصوف) عنایت ہوا ہے، وہ کسی اور آدمی کو نصیب نہیں ہوا اور وہ چار یہ ہیں:

پہلے: حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

دوسرے: حضرت خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ

تیسرے: حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ

چوتھے: ...... چوتھے نام کے اظہار کے بغیر ہی خاموش ہوگئے، کیونکہ آپ اپنی تعریف پسند نہیں فرماتے تھے، لہٰذا اپنا نامِ نامی زبان مبارک سے ادا نہ فرمایا۔ (۴۱)

خلافِ سنت عمل پر تنبیہ

حاجی غلام نبی کلّو صاحب کی نسبت ارادت حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۵۶ھ/ ۱۹۳۷ء) سے تھی۔ ایک دفعہ وہ حضرت میاں شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں زیارت کی غرض سے حاضر ہوئے۔ بالوں میں بیماری کی وجہ سے داڑھی ترشواتے تھے۔ ملاقات پر حضرت میاں صاحب نے ان کا نام دریافت کیا۔ انہوں نے بتایا کہ بندہ کا نام غلام نبی ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: ''نام تو غلام نبی ہے، داڑھی خلافِ سنتِ نبی ہے۔'' حاجی صاحب موصوف یہ سن کر یوں متاثر ہوئے کہ بعد ازاں داڑھی نہ ترشوائی اور حضرت میاں صاحبؒ نے ان کے چہرے پر جو ہاتھ مبارک پھیرا تھا، اس کی برکت سے بالوں کی بیماری جاتی رہی اور عمر بھر یہ تکلیف نہ ہوئی۔ (۴۲)

باب دوّم

احوال ومناقب ثانی لاثانی

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری

نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ

(۰۸-۰۹-۱۳۰۹ھ–۷ربیع الاوّل ۱۳۷۷ھ/ ۱۸۹۱ء–۲/اکتوبر ۱۹۵۷ء)

جس قدر کھلتے رہے عشق احمد ﷺ کے گلاب
سر بہ سر ان سب کی نکہت حضرت ثانی ہوئے
حضرت شیر محمدؒ کے برادر ذی حشم
حامل جلال و شہرت حضرت ثانی ہوئے
محترم حضرت جمیل احمد کے پدر ذی وقار
دین حق کی ایک دولت حضرت ثانی ہوئے

منبع انوار

سب سے پہلی شخصیت جس نے شرقپور کے آفتاب عالم تاب حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۴۷ھ/ ۱۹۲۸ء) ولایت و روحانیت سے بلا واسطہ کسب فیض و اکتساب معرفت فرمایا وہ حضرت میاں غلام اللہ ثانی لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کی ہیں، جنہوں نے خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ، آستانہ عالیہ حضرت میاں صاحبؒ، شرقپور شریف کے سجادہ نشین اور خلیفہ مجاز ہونے کی حیثیت سے چمنستان شرقپور شریف سے طالبانِ حق کو جام کے جام عطا فرمائے اور ہزاروں کی بگڑی بنانے کا سامان مہیا فرمایا۔ اپنی خانقاہ اور درِ دولت پر حاضر ہونے والے طالبانِ حق اور رہروان جادہ طریقت کے دامن اخلاص کو فیض عالیہ اور رشد و ہدایت سے مالامال فرمادیا۔

سنت رسالت مآب صلّی اللہ علیہ وسلّم کا جونہال شگفتہ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ نے چمنستان شرقپور شریف میں لگایا تھا، آپ کے برادرِ حقیقی اور خلیفہ مجاز و جانشین حضرت میاں غلام اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مبارک زندگی میں اس کی آبیاری فرمائی اور اس کی مہک چار دانگ عالم میں وابستگان آستانہ عالیہ کے ذریعہ پھیل گئی اور طالبانِ حق و غلامان مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم اس کے ذریعے اخروی کامرانیوں سے ہمکنار ہونے لگے اور سنت رسول مقبول صلّی اللہ علیہ وسلّم کا خوبصورت نقشہ جو چشمہ فیضان حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ سے جاری و ساری ہوا تھا، اس کی ضیاء پاش کرنوں سے ہزاروں لوگوں کے قلوب و اذہان منور و تاباں ہوگئے۔ فَرَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ رَحْمَةً وَّاسِعَةً۔ (۱)

ثانیءِ اثنین جانِ اولیاء

اے بہار گلستان اولیاء ۔۔۔ زینت و زیب جنانِ اولیاء
نور بزم نقشبند و شیر حقؒ ۔۔۔ ثانیءِ اثنین جانِ اولیاء
ذات پاکت و مظہر انوار حق ۔۔۔ آشکارا از تو شان اولیاء
خادم احمد غلام اللہ توئی ۔۔۔ اے وقار و عزّ و آنِ اولیاء
پاسبان اتّی پئے اقلیم فقر ۔۔۔ اے نگہدار جہانِ اولیاء
شمع عشق و سوز راپروانہ ام ۔۔۔ قبلۂ من آستانِ اولیاء
من کجا و ذکر وصف تو کجا ۔۔۔ ایکہ ہستی ترجمانِ اولیاء
شاعران مدّاح ارباب نشاط ۔۔۔ شیوہ ناظم بیانِ اولیاء (۲)

نتیجہ فکر: بشیر حسین ناظم

وصلِ اوّل

ابتدائی حالات

ولادت باسعادت

حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۴۷ھ/ ۱۹۲۸ء) کی ولادت باسعادت کے کچھ عرصہ بعد آپ کی والدہ ماجدہؒ نے عالم بقا کی طرف رحلت فرمائی تو آپ کے والد گرامی میاں عزیز الدین صاحبؒ نے دوسری شادی کر لی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان دوسری زوجہ محترمہ کے بطن سے ایک فرزند ارجمند عطا فرمایا: جن کا نام غلام اللہ رکھا گیا۔

حضرت میاں غلام اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ شرقپور شریف میں ۰۸-۱۳۰۹ھ/ ۱۸۹۱ء میں پیدا ہوئے۔ آپ ابھی پانچ سال کے تھے کہ والد بزرگوارؒ کا سایہ عاطفت سر سے اٹھ گیا اور اور آپ کی تمام تر پرورش آپ کے بڑے بھائی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ نے کی، چونکہ حضرت میاں صاحبؒ کے اولادِ نرینہ نہ تھی، اس لئے آپ نے تمام تر توجہ انہی پر صَرف فرمائی۔ (۳)

تعلیم وتربیت

آپ نے اپنی تعلیم لاہور میں مکمل فرمائی جبکہ آپ اپنے ننھیال کے ہاں قیام پذیر تھے۔ علوم دینی کے اکتساب کے بعد آپ نے علم طب کی طرف توجہ فرمائی۔ ان دنوں شرقپور شریف میں ایک مشہور طبیب حکیم محمد اسماعیل مُخی تھے۔ آپ نے ان سے فن طب حاصل فرمایا اور دوسری طرف میٹرک پاس کرنے کے بعد طبیہ کالج لاہور میں داخلہ لیا اور حکیم حاذق کا امتحان پاس کرنے کے بعد طبابت کا پیشہ اختیار فرمایا۔ اس فن میں مہارت حاصل کی اور مخلوقِ خدا کو اس سے بھرپور فائدہ بہم پہنچاتے رہے۔ حضرت میاں شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ آپ کو روحانی طبیب بنانا چاہتے تھے، اس لئے اس شغل سے منع فرما دیا۔ (۴)

دونوں بھائیوں کی مثالی محبت

حضرت میاں شیر محمد رحمۃ اللہ علیہ کو آپ سے بے حد محبت تھی۔ جن دنوں آپ لاہور میں زیر تعلیم تھے، حضرت میاں صاحبؒ وفور جذبات میں بھائی کی جدائی کے احساس میں مغلوب ہو جاتے تھے اور والدہ محترمہؒ سے اجازت طلب فرماتے اور عازمِ لاہور ہو جاتے۔ لیکن اکثر اوقات یہ ہوتا کہ حضرت میاں غلام اللہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے بھائی کے شوقِ دیدار میں مغلوب ہو کر لاہور سے شرقپور شریف کی طرف آرہے ہوتے تھے اور راستہ میں دونوں بھائیوں کی ملاقات ہو جاتی تھی اور پھر دونوں بھائی ایک دوسرے سے مل کر خوشحال ہو جاتے تھے۔ (۵)

وصل دوّم

روحانی مدارج۔ آغاز وعطائے خلافت۔ اختیار و ترک ملازمت

کچھ مدت بعد آپ نے شرقپور شریف میں میونسپل کمیٹی میں ملازمت اختیار فرمائی۔ مگر وہ شخصیت جس کو اللہ تعالیٰ مخلوقِ خدا کے روحانی امراض کی شفایابی کی ذمہ داری سونپنے والے تھے، ان کی طبیعت بھلا صرف ظاہری امراض کی شفا بخشی تک کس طرح محدود رہ سکتی تھی اور وہ شخصیت جسے عالم روحانیت کی فرمانروائی عطا ہونے والی تھی، کسی کی ملازمت کو مستقل طور پر کس طرح قبول کر سکتی تھی۔ غرض خدا تعالیٰ نے آپ کو منزل کا راہرو بنا دیا، جس کا جوہر آپ کی مبارک سرشت میں ودیعت کیا گیا تھا اور سنت رسول مقبول ﷺ کے اتباع اور شریعت حقہ کی پاسبانی کے فرائض آپ کو سونپ دیئے، جن کو آپ نے باحسن طریق نبھایا۔[۶]

شادی مبارک

حضرت میاں شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۴۷ھ/ ۱۹۲۸ء) نے پندرہ سال کی عمر میں آپ کی شادی کر دی اور نہ صرف اپنی تمام زمین حوالے کر دی بلکہ ان کے نام لگوا دی۔[۷]

نگاہ ولی کی تاثیر

حضرت میاں شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہ کیمیا صفت نے آپ کی طبیعت میں ایک ایسا اثر کیا کہ تمام دنیاوی علائق آپ کی نظر میں ہیچ ہو گئے اور راہ سلوک میں آپ کو ایسا طاق فرما دیا کہ آئندہ نسلیں حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کی اس کرامت مجسّم سے تا ابد اپنے دامن کو فیض سے بھرتی رہیں گی اور اس چشمہ عرفان سے علم و عرفان کے تشنہ کام اپنی تشنگی کی سیرابی کرتے رہیں گے:[۸]

کیمیا پیدا کن از مشت گلے

بوسہ زن بر آستان کاملے

واقعہ فیض رسانی

ایک روز شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ سخت سردی میں آپ کو چھت کے اوپر لے گئے اور فرمایا: ''غلام اللہ تجھے بتاؤں میں کون ہوں؟'' آپ خاموش رہے۔ حضرت میاں صاحبؒ نے پھر یہی بات دہرائی۔اس پر بھی آپ خاموش رہے۔

ایک روز آپ نے حضرت میاں صاحبؒ کے اس عجیب وغریب مگر پُر حکمت سوال کو یوں حل کیا کہ حضرت اقدسؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: ''حضرتؒ اگر آپ مجھ پر توجہ فرماتے تو ہمیں بھی کوئی کہتا کہ چھوٹے میاں صاحب ہیں۔'' حضرت میاں صاحبؒ اس پر خاموش رہے۔(۹)

بعد ازاں جمعۃ المبارک کا دن آیا تو نمازِ جمعہ کے وقت سے کچھ پہلے ہی حضرت میاں غلام اللہ رحمۃ اللہ علیہ مسجد میں داخل ہوئے اور وضو فرمایا۔ دونوں بھائیوں کا مسجد میں آمنا سامنا ہو گیا۔حضرت میاں شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے آج پہلی مرتبہ اپنے چھوٹے بھائی کو توجہ کی نظر سے دیکھا۔توجہ کا فرمانا ہی تھا کہ حضرت میاں غلام اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا عجیب حال ہو گیا۔ کھڑے کھڑے گر پڑے اور فرش پر لوٹنے لگے۔ چشمہ دور جا گرا، گھڑی ٹوٹ گئی۔ گریباں چاک کر لیا اور دیوانوں کی طرح بھائی جان کے قدم پکڑنے لگے۔ حضرت میاں صاحبؒ کے حکم کی تعمیل میں لوگ چھوٹے میاں صاحبؒ کو مسجد کی چھت پر لے گئے۔

حضرت میاں شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ نماز جمعہ سے فراغت کے بعد مسجد کی چھت پر تشریف لے گئے اور اپنے بھائی کو اسی حالت میں پایا۔آپ نے انھیں اٹھا کر اپنے سینے سے لگا لیا تو یک دم طبیعت کو قرار آ گیا۔انھیں یوں محسوس ہوا جیسے حضرت میاں شیر ربانی میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا ہاتھ حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ مبارک میں دے دیا ہو۔بس سینے سے لگانا ہی تھا کہ آپ کی کایا پلٹ گئی، آپ ہر لحاظ سے کامل ہو گئے۔(۱۰)

وصیت مرشد وعطائے خلافت

حضرت میاں شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ کی بیماری کے آخری دنوں کے بارے میں حضرت صاحبزادہ محمد عمر بیربلوی نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۸۷ھ/ ۱۹۶۷ء) رقمطراز ہیں:

''مرض الموت میں جب آں قبلہ ارباب عشق وذوق کے آخری ایام وصال آ

گئے تو آپ نے میاں صاحب ثانی صاحب کو بلا کر فرمایا کہ جمعہ پڑھانا، مسجد کا انتظام رکھنا اور کوئی آ جائے تو اس کا اہتمام لازم رکھنا۔"(۱۱)

اس قسم کے الفاظ فرمائے جس سے خانقاہ معلّٰی کی تولیت مقصود تھی، گو بعض احباب اس وقت حیران تھے، لیکن جیسے مشہور ہے: "فَعْلُ الْحَكِيْمِ لَا يَخْلُوْ عَنِ الْحِكْمَةِ" یعنی: حکیم کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔ اسی طرح ایک طرف حضرت میاں شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے رحلت فرمائی تو دوسری طرف حضرت میاں غلام اللہ رحمۃ اللہ علیہ آپ کے جانشین وخلیفہ قرار پائے اور بفضلِ ربی خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ، شرقپور شریف کی مسندِ ارشاد پر متمکن ہوئے۔(۱۲)

وصل سوّم

روحانی عظمت وفیض

ہمت توانا اور بلند حوصلگی

آپ کمال حسن تدبّر اور ہمت و جرأت کے ساتھ تمام انتظامی اُمور کی انجام دہی فرماتے رہے اور خانقاہ شریف پر آنے والے طالبانِ حق، زائرین اور عقیدت مندوں کی راہنمائی فرماتے رہے۔ تمام دنیا نے دیکھ لیا کہ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۴۷ھ/ ۱۹۲۸ء) کے وصال مبارک کے بعد آپ ان کے حقیقی جانشین ثابت ہوئے اور انہوں نے جو ارشاد و تلقین فرمائی تھی، آپ بالکل اس کی مجسم تصویر تھے اور وہ تمام اُصول و ضوابط جو حضرت میاں صاحبؒ نے متعین فرمائے تھے آپ نے کماحقہ' ان کا خیال رکھا اور طالبان راہِ طریقت کو بھی ان کا پابند فرمایا۔(۱۳)

ثانی لاثانی

حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے برادرِ عزیز حضرت میاں غلام اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو نگاہِ توحیدی سے اس منزل پہنچا دیا، جہاں کوئی آدمی برسوں کی ریاضت و مجاہدہ کے بعد بھی نہیں پہنچ سکتا۔ ایک نگاہِ ولایت نے حضرت میاں غلام اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو قطب دوراں کے منصب جلیلہ پر فائز کر دیا اور خلافت کی مسند پر متمکن فرما دیا۔ حضرت میاں شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ حضرت الحاج عبدالرحمٰن قصوری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۷۱ھ/ ۱۹۷۰ء) نے آپ کو ثانی لاثانی کا لقب دیا جو زبان زدِ خاص و عام بن گیا اور آپ میاں شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ کی عملی تصویر بن کر طالبان راہ حق کو چشمہ فیضان سے سیراب فرماتے رہے اور خدمت اسلام میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ فرمایا۔(۱۴)

ظہور نسبت کی عملی صورت

حضرت صاحبزادہ محمد عمر بیربلوی نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۸۷ھ/ ۱۹۶۷ء) تحریر فرماتے ہیں:

''وصال (حضرت میاں شیر ربانیؒ) کے وقت نہ تو میں موجود تھا اور نہ کسی سے سنا۔ ہاں بعد میں معلوم ہوا کہ حضرت نے اپنے بھائی صاحب کو بلا کر فرمایا: ''میاں جمعہ پڑھایا کرنا اور مسجد کو آباد رکھنا۔ کوئی آجائے تو کچھ اس کو بتلا دینا۔'' لیکن جب میں چہلم پر حاضر ہوا تو میاں غلام اللہ صاحب، غلام اللہ نہ تھے، بلکہ حضرت قبلہ غلام اللہؒ تھے۔ آپ نے بہت بڑا خطاب کیا اور مخلصین حیران رہ گئے، لیکن پھر بھی کسی کو یہ امید نہ تھی کہ یہ خلا جو حضرت قبلہ (میاں شیر ربانیؒ) کے وصال سے پیدا ہو گیا ہے، کسی دن پُر ہو جائے گا۔ شرقپور شریف میں عقیدت دن دوگنی رات چوگنی روشن تر ہوتی جائے گی۔ اللہ اکبر کیا ہوا؟ وہی کچھ جو اس شہر مئے توحید کے رنگ و روپ میں تھا۔ وہی آخر سجادہ نشین صاحب پر بھی رنگ آنا شروع ہو گیا، یہاں تک کہ حضرت میاں غلام اللہ صاحب ثانی لاثانی کے لقب سے مشہور ہو کر اس دنیا فانی سے رخصت ہوئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اور وہ کچھ کر گئے جو وہم و گمان میں نہ تھا اور یک طرفہ نہیں چو طرفہ دین کی خدمت گزاری کرتے ہوئے واصل ہوئے اور وصال کے بعد وہ درجہ حاصل ہوا، جو اپنے قبلہ حضرت میاں صاحب (شیر ربانیؒ) کے ساتھ خاص تھا اور روضہ انور کے اندر بھائی اور پیر و مرشد کے پہلو میں جگہ نصیب ہوئی۔''(۱۵)

حضرت شیر ربانیؒ کے سالانہ عرس کا اہتمام

آپ ہر سال حضرت شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۴۷ھ/ ۱۹۲۸ء) کے عرس کا اہتمام فرماتے تھے۔ یکم ربیع الاوّل سے اس کا آغاز ہوتا اور عقیدت مند و زائرین جوق در جوق اس میں شامل ہوتے۔ ۲ رربیع الاوّل کی رات سے ۳ رربیع الاوّل کی ظہر تک عرس کی تقریبات اپنے عروج پر ہوتی تھیں۔ بار بار اعلان کرایا جاتا تھا کہ تمام عقیدت مند لنگر شریف سے کھانا کھائیں، تاکہ تاجر لوگوں کو دکانیں کھول کر عرس کی روحانی تقریب کو میلہ بنانے کا موقع نہ ملے اور یوں سب لوگوں کو لنگر سے کھانا فراہم کیا جاتا تھا۔ عقیدت مند اور زائرین آپ کی زیارت اور مزارات مقدسہ کی زیارات سے مشرف ہونے کے بعد آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر واپسی کی درخواست کرتے تھے۔ اس موقع پر تمام عقیدت مندوں اور زائرین کو لنگر سے تبرکاً شیرینی دی جاتی تھی۔ عرس کے موقع پر آپ اعلان فرماتے تھے کہ زائرین عرس پر خواتین کو ساتھ لے کر نہ آئیں۔

آپ نے حضرت میاں شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے سالانہ عرس پر حاضر ہونے والے عقیدت مندوں کی سہولت اور آرام کی خاطر ایک بہت بڑا چھپر لوہے کی چادروں سے بنوایا تاکہ گرمی، سردی اور دیگر موسمی اثرات میں آنے والوں کو تکالیف کا سامنا نہ کرنا پڑے۔[(۱۶)]

تلقین وارشاد

آپ اپنے ہاں آنے والے طالبان راہ حق اور عقیدت مندوں وزائرین کو تلقین وارشاد فرماتے، جس سے ان کے دلوں میں دین مبین اسلام کی محبت وعقیدت بڑھ جاتی اور وہ رذائل ومنکرات کو چھوڑ کر اخلاقِ حمیدہ کے خوگر بن جاتے تھے۔

حضرت میاں شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۴۷ھ/ ۱۹۲۸ء) نے آپ کو وصیت فرمائی تھی کہ آپ کے پاس کوئی آجائے تو اس کی رہنمائی کرنا۔ اسی طرح حضرت میاں صاحبؒ نے اپنے عقیدت مندوں ومریدوں کو آپ سے تلقین وارشاد کا درس لینے کی تاکید فرمائی اور یہ تاکید حضرت میاں صاحبؒ کے وصال مبارک کے بعد بھی جاری رہی۔ اس کا ذکر محمد امین شرقپوری صاحب نے اپنی تالیف ''اولیائے نقشبند'' میں یوں کیا ہے:

> ''حضرت قبلہ (میاں شیر ربانی) رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت کے بعد میاں چراغ دین سکنہ للیانی، شرقپور شریف آتے اور حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کی زیارت کے بعد لوٹ جاتے۔ ایک مرتبہ قبلہ ثانی (حضرت میاں غلام اللہ) صاحب رحمۃ اللہ علیہ للیانی تشریف لے گئے۔ میاں چراغ دین نے خواب میں دیکھا کہ حضرت قبلہ (میاں شیر ربانی) رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے ہیں اور انہیں فرمارہے ہیں کہ آج میرے بھائی للیانی میں آئے ہوئے ہیں، تم شرقپور شریف جاتے ہو، مگر اُن سے مل کر نہیں آتے۔ یہ دو روپے لو اور میری طرف سے انہیں دے دو، بلکہ اپنی طرف سے بھی کچھ دے دینا۔ میاں چراغ دین آپ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے، یہ واقعہ سنایا اور نذر پیش کی۔''[(۱۷)]

حضرت مجدد الف ثانیؒ کے عرس میں شمولیت

آپ کے پیر ومرشد حضرت میاں شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہند

رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰۳۴ھ/۱۶۲۴ء) سے والہانہ لگاؤ تھا۔ آپ نے چونکہ اس شیفتگی کا بار ہا نظارہ کیا تھا، لہٰذا آپ بھی اسی جذبے و تاثیر کے حامل تھے۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے سالانہ عرس میں بڑے ذوق وشوق کے ساتھ شمولیت فرماتے اور روحانی فیوض و برکات حاصل کرتے اور پھر عقیدت مندوں اور زائرین کو مستفید فرماتے تھے۔(۱۸)

طریقہ بیعت

آپ کے پاس جو طالب بیعت کی درخواست کرتا، آپ سب سے پہلے اس سے پہلے گناہوں پر توبہ کراتے، تاکہ وہ مرید بننے کے بعد اعمال صالحہ کرنے لگے اور گناہوں کے قریب نہ جائے۔ پھر آپ سے شریعت مطہرہ کا مختصر نصاب تلقین فرماتے، تاکہ مرید ہونے والے کی زندگی میں دینی ذوق وجذبہ اجاگر ہو جائے۔ پھر اسمائے الٰہی میں سے کسی نام کے ذکر کرنے کا حکم دیتے اور اکثر یا کریم کا ورد بتلاتے تھے۔ اسی طرح مرید کی ہمت و استطاعت کو نگاہ میں رکھتے ہوئے اسے درود شریف کی تعداد تلقین فرماتے۔ پھر نماز پنجگانہ کے اہتمام کا حکم فرماتے۔ مسجد کی عظمت وتکریم کے حوالے سے سنت نبوی صلّی اللہ علیہ وسلّم کے مطابق مسجد میں داخل ہونے اور مسجد کے باہر نکلنے کے آداب کو ملحوظ رکھنے کی تاکید فرماتے تھے۔(۱۹)

رہبانیت سے دوری

آپ نے نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی سرگرم اور بھرپور مبارک زندگی کو سامنے رکھتے ہوئے، ہمیشہ لوگوں کو اس اَمر کی تلقین فرمائی کہ وہ معاشرے سے اپنا تعلق ورشتہ ہر گز نہ توڑیں اور اپنے عزیز و اقارب کے ساتھ صلہ رحمی کریں اور اپنے احباب کے ساتھ خوشگوار روابط قائم رکھیں۔ عبادت الٰہی کے حوالے سے مسجد سے وابستہ رہیں اور گویا سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی تعلیمات کے مطابق ظاہر با خلق اور باطن باحق رکھیں۔ دنیا میں باخدا ہو کر رہیں۔ حرص و ہوا سے بچیں، ترک دنیا نہ ہو، لیکن غرق دنیا بھی نہ ہو جائیں۔ بندے کا تعلق اپنے رب اور معبود حقیقی سے محکم ہونا چاہیے۔(۲۰)

فضول خرچی اور اسراف سے پرہیز

آپ غیر اسلامی رسوم، بالخصوص شادی بیاہ کے مواقع پر غلط رسومات، فضول خرچی اور

اسراف وتبریز سے منع فرماتے اور ایسی بے جا رسموں کی مذمت فرماتے اور ان سے بچنے کی تلقین فرماتے تھے۔ (۲۱)

خواتین کی بیعت میں اسلامی اقدار کی پاسداری

آپ خواتین کی بیعت میں پردے کا اہتمام فرماتے تھے اور کبھی ان کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھ میں نہ لیتے تھے۔ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اسوۂ حسنہ کے مطابق عورتوں کو پردے کی تلقین ذکر اذکار فرماتے اور اخلاق رذیلہ ومنکرات سے بچنے اور صفاتِ حمیدہ اور نیک اعمال اختیار کرنے کا حکم فرماتے تھے۔ عرس پر اعلان فرمایا کرتے تھے کہ زائرین خواتین کو ساتھ لے کر نہ آئیں۔ (۲۲)

فرض کی اہمیت سے آگاہ فرمانا

ایک دفعہ آپ کی سرپرستی میں کراچی میں ایک رات پورے دو گھنٹے محفل ذکر جاری رہی۔ آپ نے اچانک دعا کے لئے ہاتھ مبارک اٹھائے اور دعا سے قبل فرمایا: ''صبح کی نماز فرض ہے، لہٰذا یہ مستحب اور نفلی ذکر اس فرض کی ادائیگی سے محروم نہ کر دے، صبح کی نماز کا خاص خیال رکھا کرو۔'' (۲۳)

حج بیت اللہ وزیارت حرمین شریفین

آپ تین بار حج بیت اللہ اور زیارت حرمین شریفین کی سعادت سے مشرف ہوئے۔ پہلی دفعہ اپنی طرف سے، دوسری مرتبہ اپنی والدہ ماجدہؒ کی جانب سے اور تیسری بار حضرت میاں شیر ربانی شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے حج کیا۔

زیارت مزارات بزرگانِ دین

آپ متعدد بزرگان دین کے مزارات پر حاضر ہوئے۔ (۲۴)

نیک مقصد کے لئے بُرا راستہ اختیار نہ کرنا

آپ حج پر تشریف لے جانے کے لئے کراچی پہنچے، اتفاق سے کام نہ بنا۔ کسی آفیسر نے کہا کہ پانچ سو روپے دینے پر کام ہو جائے گا۔ آپ نے ارشاد فرمایا: ''جب نیک مقصد کے لئے جانا ہے تو اس

کے لئے براراستہ کیوں اختیار کیا جائے۔''

بفضلِ تعالیٰ آپ کا حج پر جانے کا معاملہ درست ہو گیا اور آپ حج پر تشریف لے گئے۔ مروی ہے کہ مذکورہ آفیسر کا انجام بُرا ہوا۔ (۲۵)

کم خوری

ایک دفعہ شرقپور شریف میں آپ اپنے دسترخوان پر تشریف فرما تھے اور اس پر انواع واقسام کے لذیذ کھانے چنے گئے تھے۔ آپ نے تھوڑے سے دودھ میں شہد ملایا اور کھانے کی بجائے اسی پر اکتفا فرمایا۔ پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی نے درخواست کی کہ حضرت تھوڑا سا کھانا تناول فرما لیجئے۔ آپ مسکرائے اور اپنے دودھ ملائے شہد کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: ''یہی بہت کافی ہے۔'' (۲۶)

کفایت شعاری کا نفع

ایک دفعہ فرمایا، سبزی اور پھل امیر بھی کھاتا ہے، غریب بھی۔ جب پھل نیا نیا مارکیٹ میں آتا ہے تو خاصا مہنگا ہوتا ہے۔ امیر لوگ شوق سے نیا پھل سمجھ کر خریدتے ہیں۔ قدرت کا یہ طریق ہے کہ کچھ عرصے بعد اور نئے پھل مارکیٹ میں آجاتے ہیں اور یہ پہلا مہنگا پھل سستا ہو جاتا ہے۔ اگر غریب اس وقت کھالے، بلکہ ہر پھل اور سبزی اس وقت کھائے، جبکہ وہ عام اور ارزاں ہو، تو سال بھر میں امیر شخص نے جن پھلوں اور سبزیوں کو مہنگے داموں میں خرید کر استعمال کیا، انہی پھلوں اور سبزیوں کو غریب کتنے ہی کم داموں میں خرید کر بھرپور استعمال کرسکتا ہے، لیکن ذرا صبر سے کام لینا پڑتا ہے۔ (۲۷)

دوا میں شفا منجانب اللہ ہوتی ہے

ایک دفعہ آپ بیمار تھے۔ پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی علالت کا سن کر ایک زود اثر اور مقوی دوا لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دوا آپ کی خدمت میں پیش کی۔ آپ نے ارشاد فرمایا: ''وہاں رکھ دو۔'' انہوں نے دوا رکھ دی اور وہاں دیکھا کہ اس میز پر بہت سی مختلف ادویات پڑی ہیں۔ بعدازاں حضرت اقدس نے انہیں فرمایا: ''دوائی میں شفا بھی اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوتی ہے۔'' (۲۸)

اندازِ تربیت

آپ جلال کی بجائے جمال کے انداز میں روحانی تربیت فرماتے تھے اور یہ آپ کا بہت بڑا کمال ہے۔ آپ کا قول ہے: ''تنور میں گرم تاؤ میں پکنے والی روٹی سے ذرا مٹھے تاؤ میں پکنے والی روٹی بہتر رہتی ہے۔'' (۲۹)

کرامت

ایک دہریہ لڑکا آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ آپ نے اسے صرف اتنا فرمایا: ''نماز پڑھا کرو۔''

اس مختصر جملے کا اس پر اتنا اثر ہوا کہ وہ لڑکا دین متین کا پابند ہو گیا اور وجودِ باری تعالیٰ پر ایسی ایسی دلیلیں قائم کرتا کہ سننے والے حیران رہ جاتے۔ (۳۰)

وصل چہارم

دینی و علمی خدمات

جامعہ حضرت میاں صاحبؒ کی تاسیس

آپ نے علومِ شریعت کو عام کرنے کا خصوصی اہتمام فرمایا اور حضرت شیر ربانی میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کے نامِ نامی پر ۱۳۶۳ھ/۱۹۴۴ء میں ''جامعہ حضرت میاں صاحبؒ'' کی تاسیس فرمائی، جس میں ایک طرف قراء حضرات کلام الٰہی کو تجوید کے ساتھ پڑھاتے اور حفاظ کرام قرآن مجید حفظ کرانے پر مامور تھے اور دوسری طرف علمائے کرام قرآن مجید، حدیث شریف، فقہ و کلام کا درس دیتے تھے اور پاکستان بھر سے طلباءِ طلب علم کی خاطر آتے اور تحصیلِ علم کے بعد دستار فضیلت آپ کے دست مبارک سے حاصل کر کے تاجوروں کا سا فخر محسوس کرتے ہوئے جاتے اور اس درسگاہ کے فیض سے لوگ آج تک سیراب ہو رہے ہیں۔ آپ خود اس درسگاہ کے قیام وطعام کے اخراجات کا اہتمام فرماتے تھے۔ (۳۱)

جامعہ حضرت میاں صاحبؒ سے سینکڑوں حفاظ، علما اور فاضلان و محققان فارغ التحصیل ہو کر پاکستان اور بیرونی ممالک میں دینی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

آپ نے اس کے علاوہ اپنے عقیدت مندوں اور مریدوں کے ذریعے بیسیوں مدارس کی تعمیر و ترقی میں بھرپور حصہ لیا۔

مساجد کی تعمیر و ترقی کے لئے مساعی جمیلہ

حضرت شیر ربانی میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۴۷ھ/ ۱۹۲۸ء) نے مساجد کی تعمیر و ترقی کے لئے جو تحریک شروع فرمائی تھی، آپ نے ان کے مبارک نقشِ قدم پر چل کر اس کارِ خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور وہ تمام مساجد جو حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کچی تعمیر کرائی تھیں، آپ نے ان تمام کو پختہ تعمیر کرانے کا اہتمام فرمایا۔ نیز تمام مساجد میں آئمہ و خطباء کو متعین فرمایا اور ان حضرات کی ہر طرح سے مالی اور دیگر ضروریات کی کفالت کا بندوبست فرمایا اور خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ شرقپور کو مولانا

جامی رحمۃ اللہ علیہ (م ۸۹۸ھ/۱۴۹۲ء) کے اس شعر کا مصداق بناڈالا:

خوشا مسجد و منبر و خانقا ہے
کہ در وے بود قیل و قال محمد ﷺ

آپ کی اپنی مسجد میں بھی بچوں کی تعلیم کا خصوصی انتظام تھا۔ اسی طرح مساجد کی تعمیر ومرمت کے ساتھ ساتھ، ان کی آبادی اوران میں بچوں کی تعلیم وتدریس کا بھی خصوصی انتظام فرماتے تھے۔ (۳۲)

کتب خانہ کا قیام

آپ کو دینی کتابیں جمع فرمانے کا بڑا ذوق وشوق تھا، کیونکہ آپ علم اور کتاب کی اہمیت سے بخوبی آگاہ تھے، لہٰذا آپ نے طلبہ، محققین اور علماء ومشائخ کے استفادہ کے لئے اپنی دینی درسگاہ کے ساتھ ایک عظیم دینی لائبریری کا قیام فرمایا: جس میں قرآن، تفسیر واُصول تفسیر، حدیث واُصول حدیث، فقہ و اُصول فقہ، نیز عربی، فارسی اور اُردو زبان وادب، تاریخ اسلام، صرف ونحو، منطق وکلام اور فلسفہ سے متعلق کتابیں ذخیرہ کی گئیں۔

عقیدت مندوں، زائرین اور عام لوگوں کو بھی اس سے مستفید ہونے کی اجازت تھی۔ (۳۳)

علم پروری وعلماء کی قدردانی

آپ اپنے پیرومرشد حضرت میاں شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۴۷ھ/ ۱۹۲۸ء) کی طرح علم پروری اور علماء ودانش وروں کی قدردانی فرمایا کرتے تھے۔ علماء ومشائخ سے ملاقات فرماتے۔ بعض دینی کتب کو اپنے خرچ پر طبع کراتے اوران کو اہلِ علم اور دوسرے متوسلین وعقیدت مندوں میں مفت تقسیم فرماتے تھے۔ (۳۴)

وصل پنجم

تبلیغی خدمات

حضرت میاں شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ (۱۳۴۷ھ/ ۱۹۲۸ء) نے آپ کو وصیت فرمائی تھی کہ جمعہ پڑھانا اور مسجد کا انتظام رکھنا، لہٰذا آپ جمعہ خود پڑھاتے اور حضرت میاں صاحبؒ کی مسجد شریف میں وعظ و نصیحت کا سلسلہ جاری رکھتے۔ اکثر وقت مسجد شریف میں گزارا کرتے اور طالبانِ راہِ حقیقت و طریقت کو یہیں پر اپنے ارشادات سے نوازتے تھے۔

علمائے کرام کو شرقپور شریف میں وعظ کی دعوت دیتے اور دینِ اسلام کی تبلیغ کا سلسلہ ہمیشہ جاری و ساری رہتا تھا۔ کبھی میلاد شریف کی روح پرور محفل جمی ہوئی ہوتی تھی، کبھی سیّدنا غوث اعظم (سیّد شیخ عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی) رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں جلسہ فرماتے اور کبھی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ذوات بابرکات کی اسلامی خدمات کو خراجِ عقیدت پیش کیا جاتا تھا۔ غرض آپ نے ناموسِ رسالت مآب صلّی اللہ علیہ وسلّم اور ناموسِ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو ہر قیمت پر اولیت بخشی اور اس کے احیا کا سامان بہم پہنچاتے رہے اور تادم زیست اس پر کاربند رہے اور آج تک آپ کی سنت پر عمل جاری ہے۔(۳۵)

آپ کا اندازِ تبلیغ سنت مطہرہ کے عین مطابق ہوتا تھا، جس سے زائرین، عقیدتمند اور طالبین سبھی برابر مستفید ہوتے اور انہیں رشد و ہدایت اور اصلاحِ نفس کا موقع نصیب ہوتا۔ آپ کی سادہ سی گفتگو میں بلا کی چاشنی اور روحانی سوز و گداز ہوتا تھا اور آپ کے بیان کی اثر آفرینی کا یہ عالم تھا کہ سامعین کے قلب واذہان نورِ ایمان وایقان سے لبریز اور منور ہو جاتے تھے۔

درس قرآن مجید

آپ اپنے پیر و مرشد حضرت میاں شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد (شرقپور شریف) میں صبح کی نماز کے بعد درس قرآن دیا کرتے تھے۔ قرآن کریم کی چند آیات تلاوت فرماتے اور پھر انتہائی سادہ اور عام فہم اسلوب میں ان کی تفسیر و تشریح فرماتے۔ اندازِ خطاب بہت ہی اثر انگیز ہوتا تھا۔ تفسیر حقانی کے

مطالعہ کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔ (۳۶)

وعظ و نصیحت

آپ کے وعظ کا انداز بھی منفرد تھا۔ آپ کی ہر بات دل کی گہرائیوں میں اتر جاتی۔ آپ کا خطبہ انتہائی پُر تاثیر ہوتا۔ بڑے سلیس، عام فہم لیکن فیض روحانی سے معمور انداز میں آپ لوگوں کو وعظ و نصیحت فرماتے۔ بعض لوگوں پر رقت طاری ہو جاتی۔ جمعۃ المبارک کے بعد اجتماعی دعا بھی بڑی اثر انگیز ہوتی اور لوگوں کے آمین کہنے کی آواز گویا اس امر کی عکاسی کر رہی ہوتی کہ وہ دل کی گہرائیوں سے دعا قبول ہونے کے آرزومند ہیں۔

خطبات جمعۃ المبارک میں تو بفضلِ تعالیٰ لوگ دور دراز علاقوں سے شریک ہوتے تھے اور ان میں یہ پڑھے لکھے، تعلیم یافتہ اور دیہات کے ہر طبقے کے لوگ شامل ہوتے تھے۔ (۳۷)

علمی و دینی تقریبات

آپ اپنی دینی درسگاہ جامعہ حضرت میاں صاحبؒ میں اکثر ایسی علمی تقریبات منعقد کراتے جن میں جید علمائے کرام اپنی بصیرت افروز تقاریر سے بزرگوں اور سلف صالحین کے حالات و واقعات، دین متین پر ان کی استقامت، ان کے عقائد حقّہ اور ان کے عظیم کردار پر روشنی ڈالتے۔ (۳۸)

وصل ششم

ملی خدمات

آپ نے جہاں دینی علوم اور تصوف کے میدان میں قابلِ تقلید خدمات انجام دی ہیں، وہاں سیاست میں بھی آپ کا کردار قابلِ فخر دکھائی دیتا ہے۔ تحریک پاکستان میں آپ نے قائداعظم محمد علی جناحؒ (م ۱۳۶۷ھ/ ۱۹۴۸ء) کا بھرپور ساتھ دیا اور اپنے خلفاء اور عقیدت مندوں کو مسلم لیگ سے تعاون کرنے کے لئے پیغامات بھیجے۔ ۱۶/فروری ۱۹۴۵ء (۱۳۶۴ھ) کو شرقپور شریف میں آپ کی زیر صدارت ایک عظیم الشان جلسۂ عام منعقد ہوا جس میں سردار شوکت حیات خان (م ۱۳۹۲ھ/ ۱۹۷۷ء)، نواب افتخار حسین ممدوٹ (م ۱۳۸۹ھ/ ۱۹۶۹ء)، میاں ممتاز محمد خان دولتانہ (م ۱۴۰۹ھ/ ۱۹۸۹ء)، راجہ غضنفر علی (م ۱۳۸۲ھ/ ۱۹۶۳ء)، مولانا محمد بخش مسلم (م ۱۴۰۷ھ/ ۱۹۸۷ء) اور دیگر اکابرین نے شرکت کی۔ اس جلسہ میں آپ نے عقیدت مندوں اور دیگر عوام النّاس سے اپیل کی کہ وہ مسلم لیگ سے بھرپور تعاون کریں، کیونکہ اسی میں مسلمانوں کی فلاح ہے۔ حکومت کی سخت پابندیوں کے باوجود آپ کی قیادت میں مسلم لیگ کا ایک پُر وقار جلوس نکالا گیا اور برطانوی حکومت پر یہ ثابت کر دیا گیا کہ برطانوی آئین مسلمانوں کے لئے قابلِ قبول نہیں۔ تحریک پاکستان میں آپ نے کئی مقامات پر جلسے کئے اور لوگوں کو تحریک کا ہم سفر بنایا۔(۳۹)

اس طرح آپ نے تحریک پاکستان میں بھرپور حصہ لیا اور شرقپور شریف میں مسلم لیگ کا پہلا اجلاس آپ کی مساعی سے اور آپ کی زیرِ صدارت ہوا، نیز اس کے اخراجات بھی آپ نے برداشت کئے۔ یہ وہ وقت تھا جب تمام پنجاب میں یونینسٹ پارٹی کے خوف سے مسلم لیگ کا نام لینا جان جوکھوں کا کام تھا، مگر آپ کی ہمت اور جرأت نے مسلم لیگ کو اس علاقے میں عوام کے دلوں کی دھڑکن بنا ڈالا۔ مملکتِ خداداد پاکستان کے معرضِ وجود میں آنے کے بعد قومی، صوبائی اور بلدیاتی جتنے الیکشن بھی ہوئے ہیں، حکومت خواہ کسی پارٹی کی بنے، شرقپور شریف سے ہمیشہ مسلم لیگ ہی کا نمائندہ کامیاب ہوا ہے۔ چنانچہ آپ کے پوتے اور حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری مدظلہ العالی کے صاحبزادے جناب میاں سعید احمد صاحب شرقپوری مسلم لیگ کے ٹکٹ پر دو دفعہ لگاتار ایم پی اے کی حیثیت سے کامیاب

ہوئے (۴۰) اور ۲۰۰۲ء کے انتخابات میں ان کے بھائی صاحب صاجزادہ میاں جلیل احمد صاحب شرقپوری ایم این اے منتخب ہوئے۔

اتحاد مسلم

آپ مسلمانوں میں باہمی اختلاف و انتشار کو مسلمانوں کا سنگین سیاسی مسئلہ قرار دیتے تھے۔ آپ کو جب بھی کسی جگہ موقع ملا، آپ نے اسلامی اخوت اور باہمی اتحاد کی اہمیت کو اُجاگر فرمایا اور مسلمانوں کو ملّی اور مذہبی طور پر باہم متحد رہنے کی تلقین فرمائی۔ (۴۱)

وصل ہفتم

سفرِ آخرت

وہ آفتاب عالم جو تقریباً تیس برس تک مسند خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ شرقپور شریف کے مطلع پر چمکتا اور دمکتا رہا، بالآخر قضائے الٰہی ۷ ربیع الاوّل ۱۳۷۷ھ/ ۲ اکتوبر ۱۹۵۷ء کو اُفق جہاں سے رحلت فرما کر واصل بحق ہوگیا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ۔ حضرت سیّد محفوظ حسین شاہ صاحب، سجادہ نشین مکان شریف (ہندوستان) نے نماز جنازہ پڑھائی اور آپ نے اپنے برادرِ گرامی وعزیز اور پیرومرشد کے مبارک پہلو میں آخری آرامگاہ پائی۔ فَرَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ رَحْمَةً وَّاسِعَة۔ (۴۲)

ہر سال ۱۷-۱۸ اکتوبر (بمطابق یکم ودوّم کاتک) آپ کا عرس مبارک شرقپور شریف میں منایا جاتا ہے۔

قطعہ تاریخ وصال

رفت چون سوئے آن درویش — بر بش بہ روان کلام اللہ
داصفی گفت سال رحلت او — زاہد بے ریا غلام اللہ

لوحِ مزار مبارک

اے شہید الفت محبوب ربّ العالمین
اے طریقت را امام، اے شریعت را امین
زیب و زین مسند شیر محمد مصطفیٰ
چشم الطاف و کرم برناقصاں بہر خدا (۴۳)

(فضل احمد)

صاحبزادگانِ گرامی وخلفائے عظام

آپ کے وصال کے بعد دربار شریف کے خلفاء نے آپ کے صاحبزادگان گرامی حضرت صاحبزادہ میاں غلام احمد صاحب (فرزند اکبر) اور حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد مدظلہ العالی (فرزند اصغر) کی سجادگی اور خلافت کو تسلیم کیا۔ (۴۴)

وصل ہشتم

اخلاق واوصاف حمیدہ

سادگی

آپ نے اپنی ہستی کو فنا کر دیا تھا۔ طرزِ زندگی کتاب اللہ اور سنتِ رسول مقبول صلّی اللہ علیہ وسلّم کے مطابق تھی۔ عام مجمع میں تشریف فرما ہوتے تو لباس کی سادگی کی بنا پر نو وارد آپ کو پہچانتا نہیں تھا۔ آپ اکثر سفید لباسِ زیب تن فرماتے۔ چادر اور بند گلے کی قمیص کے اوپر واسکٹ (صدر) ہوتی۔ خطبے کے وقت عبا اور جبّہ پہنتے تھے۔ اسی طرح خورد و نوش میں سادگی پسند تھے اور مرغوبات و مالوفات کو ترک فرما رکھا تھا۔ بود و باش اور قیل وقال میں سادگی مرغوب تھی۔ تصنّع اور تکلّف سے سخت نفرت تھی۔ (۴۵)

توکّل

آپ کے مبارک کردار میں توکل کا وصف بہت نمایاں تھا۔ لنگر شریف کے ہر روز کے معمولات اور سالانہ عرس کی تقریبات میں ہزاروں عقیدت مند اور زائرین آیا کرتے تھے، لیکن آپ متفکر اور پریشان نہیں ہوتے تھے اور تمام ضرورتوں کو اللہ کریم پورا فرما دیتے تھے۔ آپ کا یہ وصف مبارک اس قدر قابل رشک اور پہلو دار تھا کہ احباب اور ارادت مند اسے آپ کی کرامت کے طور پر ذکر کیا کرتے تھے۔

آپ کسی مرید سے، خواہ وہ مریدِ خاص ہی کیوں نہ ہو، کسی قسم کی توقع، امید اور غرض وابستہ نہ رکھتے۔ ہر ایک سے لوجہ پیش آتے۔ آپ وڈیروں کے ڈیروں پر، مریدوں اور متوسلین کے گھروں میں نہ جاتے تھے۔ اپنے مقربین میں سے کسی کو کبھی بھی اس تاثر کا موقع نہ دیتے تھے کہ اس کے بغیر خانقاہ کا کام نہیں چل سکتا۔ (۴۶)

پیکرِ شفقت

آپ اپنے عقیدت مندوں، مریدوں اور زائرین پر بہت زیادہ شفقت فرماتے تھے۔ ہر ایک کی عرض وگزارش پوری توجہ سے سماعت فرماتے۔ اگر کوئی مصیبت زدہ ہوتا تو اس کے لئے دعا فرماتے اور

ساتھ ہی صبر کی تلقین فرماتے۔ آپ کا ہر مرید وعقیدت مند یہی سمجھتا تھا کہ حضرت سب سے زیادہ مجھ پر شفقت فرماتے ہیں۔ درحقیقت آپ آفتاب روحانیت تھے اور آپ کی روحانیت اور شفقت آمیز کرنیں تمام ذی روح اجسام کو منور کر رہی تھیں۔ آپ اپنے مبارک ہاتھوں سے اپنے عقیدت مندوں اور زائرین کو کھانا کھلایا کرتے تھے۔ (۴۷)

اتباعِ سنت

آپ نے اپنے پیرومرشد حضرت میاں شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۴۷ھ/ ۱۹۲۸ء) کو اتباعِ سنت میں ہمیشہ عمل پیرا دیکھا تھا اور ان کی زندگی مبارک کو کتاب وسنت کی ترویج وترقی میں مصرف ہوتے ہوئے ملاحظہ فرمایا اور انہی کے فیضان تربیت سے روحانیت کی تابناک وادی میں قدم رکھا تھا، لہٰذا اتباعِ سنت آپ کے لئے گوہرِ مقصود تھا۔ سنت کی پیروی آپ کو ہر چیز سے زیادہ محبوب تھی اور آپ کے تمام معمولات مثلاً لباس میں، چلنے پھرنے میں، گفتگو میں، اخلاق کریمانہ میں، مجلسی زندگی میں، عبادت اور اوراد و وظائف کے شغف میں اور لوگوں کو تلقین وارشاد میں اتباعِ سنت کا رنگ گہرا و نمایاں ہوتا تھا۔ آپ اپنے متوسلین اور مریدین کو اسلامی آداب سکھاتے اور داڑھی رکھنے کی تلقین فرماتے تھے۔ (۴۸)

آپ کی ذاتِ گرامی سرچشمہ فیوض وبرکات تھی۔ آپ سنت مطہرہ کے داعی اور اتباع شریعت کے علم بردار تھے۔ آپ نے نقشبندی مجددی طریق کو، جس کا احیا حضرت میاں شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا، جاری رکھا۔ کبھی باطل کے سامنے سرنگوں نہ ہوئے، خواہ اس میں کتنی ہی تکلیف برداشت کرنا پڑتی۔ اس سلسلے میں ہر پیش آنے والی تکلیف کو خندہ پیشانی سے مردانہ وار برداشت فرماتے اور رضائے الٰہی کو تمام مصائب وتکالیف پر فائق سمجھتے تھے۔ (۴۹)

خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ شرقپور شریف پر اہتمامِ سنت

بانی خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ، خانقاہ عالیہ شرقپور شریف حضرت میاں شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ سنت کا خصوصی اہتمام فرماتے تھے۔ آپ کے بعد حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۷۷ھ/ ۱۹۵۷ء) بھی اتباعِ سنت پر بہت زیادہ زور دیتے تھے اور آپ کے زمانے میں خانقاہ شرقپور شریف کے متوسلین مسجد میں داخل ہوتے وقت دایاں قدم رکھنا اور دعا کرنا، مسجد سے باہر نکلتے وقت بایاں نکالنا اور

اللہ کی رحمت کا طلبگار ہونا، کھانا کھاتے وقت دایاں گھٹنا کھڑا رکھنا، بسم اللہ پڑھ کر کھانے کا آغاز کرنا، اپنے سامنے سے کھانا، دائیں ہاتھ سے کھانا، کھانے کے بعد دعا کرنا، مسجد میں بیٹھنے اور مجلس میں بیٹھنے کے آداب کا لحاظ رکھنا انتہائی ضروری سمجھتے تھے، جو در حقیقت سنت نبوی صلّی اللہ علیہ وسلّم کا خاص اتباع تھا اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ یہ اہتمامِ سنت آج حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری مدظلہ العالی نے بھی جاری رکھا ہوا ہے۔ (۵۰)

اعلائے کلمۃ اللہ کی مساعی جمیلہ

حضرت میاں شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ کی طرح آپ نے اعلائے کلمۃ اللہ اور اجرائے شریعت حقہ کے لئے اپنی زندگی مبارک وقت کر رکھی تھی اور سنت مطہرہ کی پیروی میں آپ منفرد مقام رکھتے تھے۔ آپ اتباع شریعت میں یگانہ روزگار تھے۔ سنت رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی نگہبانی فرمانے کو اپنی اوّلین ذمہ داری تصور فرمایا کرتے تھے اور خلافِ سنت مطہرہ کوئی عمل آپ کو پسند نہ تھا۔ آپ نے علوم شریعت کو عام کرنے کا خصوصی اہتمام فرمایا۔ اپنے پیر و مرشد حضرت میاں شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ کی طرح آپ کے مریدین اور عقیدت مند دامن عقیدت کو گلہائے سنت سے بھر پور کرتے ہیں اور ان کے باریش محاسن قرون اولیٰ کی یاد تازہ کرتے ہیں۔ (۵۱)

تواضع وانکساری

آپ کے عقیدت مند و مریدین دور دراز سے آپ کی زیارت کے لئے کشاں کشاں آیا کرتے تھے۔ آپ کہیں تشریف لے جاتے تو دو دو رویہ کھڑے ہو جاتے اور ان کی آرزو یہ ہوتی کہ وہ اپنی نگاہیں ان راستوں پر بچھا دیں، جہاں آپ کے مبارک قدم آتے ہیں۔ حضرت اقدس تواضع وانکساری کے پیکر تھے۔ آپ نگاہیں جھکائے وقار و تمکنت کے ساتھ گزر جاتے اور کسی طرح بھی فخر وغرور کے شائبہ تک کا اظہار نہ ہوتا۔ آپ لوگوں سے ملاقات کرتے، بیعت لیتے، مجلسی زندگی میں ہوتے یا تبلیغی دوروں پر تشریف فرما ہوتے، ہر جگہ تواضع اختیار فرماتے تھے اور کسر نفسی کا یہ عالم تھا کہ سجادہ نشین ہونے کے باوجود فرمایا کرتے تھے کہ میں تو اس قدر ہوں کہ جو کوئی حضرت میاں شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ کا مہمان آئے، اس کے ہاتھ دھلا دیا کروں اور کھانا کھلا دیا کروں۔ لوگوں کو اپنے مبارک گھٹنوں کو ہاتھ نہ لگانے دیتے تھے۔ خود کو اپنے پیر و مرشد حضرت میاں شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ کا خادم تصور فرماتے تھے اور فرمایا

کرتے تھے: ''میں تو لنگر چلا رہا ہوں۔'' لیکن مریدین، عقیدت منداور زائرین کے دل آپ کے احترام سے لبریز ہوتے تھے اور ان کی زبانیں آپ کی عظمت روحانیت کی معترف ہوتی تھیں۔ لوگوں کی گردنیں آپ کے حضور ادب واحترام سے جھکی رہتی تھیں اور یہ تمام چیزیں آپ کے مقام ومرتبہ اور ولایت کاملہ کی عظمت کی آئینہ دار تھیں۔ (۵۲)

اسلامی شعائر اپنانے کی تلقین

حضرت میاں شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ کی طرح آپ بھی اپنے عقیدت مندوں، زائرین اور دوسرے لوگوں کو مغربی تہذیب سے نفرت دلاتے تھے اور بڑی عمدہ مثالوں سے، نصیحت آموز انداز میں اسلامی شعائر اپنانے کی تلقین فرماتے تھے۔ (۵۳)

وصل نہم

معمولات، خطبات اور طرزِ نگارش اورادووظائف میں شمولیت

آپ کے مبارک زمانہ میں خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ شرقپور شریف کی مسجد میں نمازِ فجر کے بعد اور عشاء سے قبل درود شریف کا اہتمام ہوتا تھا۔ صبح نمازِ فجر کی جماعت کے بعد صف پر سفید چادر بچھا دی جاتی اور شمارے (کھجور کی گٹھلیوں پر مشتمل) چادر پر پھیلا دیئے جاتے۔ لوگ بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں شماروں پر درود شریف پڑھتے۔ شمارے پڑھے جانے کے بعد دعا ہوتی۔ عشاء کی نماز کے بعد یہی معمول دہرایا جاتا اور عشاء کی اذان کے بعد جماعت سے پہلے چادر پھیلا دی جاتی اور درود شریف پڑھا جاتا اور جماعت سے تھوڑی دیر قبل دعا ہوتی اور پھر عشاء کی نماز باجماعت ادا کی جاتی۔ (۵۴)

زرعی اراضی پرتشریف لے جانا

آپ کا معمول مبارک تھا کہ نمازِ فجر اور درود شریف کے ورد کے بعد آپ اکثر اپنی زرعی اراضی پر تشریف لے جاتے تھے۔ (۵۵)

زائرین کے ناشتہ کا اہتمام

نماز فجر کے بعد متوسلین و زائرین قرآن حکیم کی تلاوت، ذکر اذکار، مختصر اوراد ووظائف سے فارغ ہو جاتے تو آپ ان کے ناشتے کا اہتمام کراتے، جو مسجد یا بیٹھک میں ہوا کرتا تھا۔ (۵۶)

پنجگانہ نمازوں کی ادائیگی

آپ پنجگانہ نمازوں کی ادائیگی مسجد حضرت میاں صاحبؒ میں باجماعت ادا فرماتے تھے۔ اگر نماز سے قبل کچھ وقت ہوتا تو آپ سیدھے حجرے میں تشریف لے جاتے اور مبارک جوتے اور عصا مبارک مسجد کے مختصر برآمدے میں حجرے سے متصل کونہ میں رکھ دیتے اور جماعت سے تھوڑی دیر قبل

مسجد میں تشریف لاتے اور نماز باجماعت ادا فرماتے۔ نمازی حضرات آپ کی تلقین اور ارشاد کے مطابق حسب معمول ادب واحترام اور پورے نظم وضبط سے صف باندھ کر بیٹھے ہوتے۔ متشرع حضرات اگلی صفوں میں اور نوجوان اور بے ریش لوگ ازخود پچھلی صفوں میں بیٹھ جاتے تھے۔ (۵۷)

نگاہِ مبارک نیچی کر کے راستہ چلنا

آپ ظہر، عصر اور مغرب کی نمازوں میں جب بیٹھک سے روانہ ہوتے تو نگاہِ مبارک نیچی کر کے مسجد کی جانب رواں دواں ہوتے تھے۔ (۵۸)

زیارت وملاقات کا مبارک انداز

ظہر، عصر، مغرب کی نمازوں کے وقت لوگ ادب واحترام اور عقیدت سے دورویہ کھڑے ہو جاتے اور سلام پیش کرتے اور حاضرین سے مصافحہ فرماتے ہوئے آگے تشریف لے جاتے۔

ملاقات اور بیعت

نماز سے فراغت کے بعد آپ حجرے میں تشریف لے آتے۔ جن احباب نے ملنا ہوتا، وہ ملاقات کا شرف حاصل کرتے اور جن صاحبان نے شرف بیعت حاصل کرنا ہوتا وہ حجرے میں آجاتے اور آپ انہیں بیعت فرماتے۔ بیعت ہونے والوں کو اوّل توبہ کراتے بعد ازاں اللہ کے کسی مبارک نام کے ذکر، درود پاک، نماز پنجگانہ کی پابندی اور مسجد کے آداب وغیرہ پر مختصر تلقین فرماتے اور پھر دعا فرماتے۔

مراقبہ

بعد ازاں اسی حجرے میں آپ حسبِ معمول کچھ وقت مراقبہ فرماتے۔

بیٹھنے کا مبارک انداز

آپ کی عادت مبارکہ تھی کہ ہمیشہ دوزانوں بیٹھتے۔ بعض دفعہ مجلس گھنٹوں طویل ہوجاتی تو بھی آپ دوزانوں ہی بیٹھتے تھے۔

دعا فرمانا

لوگوں کو بیعت کرنے کے بعد باقی حاضرین مجلس سے فرداً فرداً ان کا مدعا دریافت فرماتے اور اس کے مطابق دعا فرماتے اور سب کو دعا میں شمولیت کا فرماتے۔

خطبات جمعۃ المبارک

آپ کے پیرومرشد حضرت میاں شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وصال سے قبل آپ کو سجادہ نشینی سے متعلق جو ارشادات فرمائے، ان میں نماز جمعۃ المبارک پڑھانے کی تلقین وتاکید بھی شامل تھی، گویا اس طرح آپ کے شیخ ومرشد آپ کی صلاحیتوں سے بخوبی آگاہ تھے اور انہوں نے روحانی طور پر آپ کو بے پناہ فیوض وبرکات سے نوازا تھا، لہٰذا آپ کے جمعۃ المبارک کے خطبات بڑے مؤثر اور دل نشین ہوتے تھے۔ آپ انتہائی سادہ الفاظ میں حاضرین کو اسلامی تعلیمات کی تلقین فرماتے، خطاب میں تصنع اور لفاظی سے اجتناب فرماتے۔ آپ کی کوشش یہ ہوتی تھی کہ لوگ اسلام کے احکام، شریعت کے انوار اور اپنے حقوق وفرائض سے آگاہ ہو جائیں اور ان کے اسلامی ذوق وشوق میں اضافہ ہو جائے اور وہ عبادت وریاضت اور اخلاق حمیدہ کے خوگر بن جائیں۔ آپ کے خطابات میں عقائدِ اسلام، ارکینِ اسلام، اخلاقِ فاضلہ، حقوق اللہ، حقوق العباد، معاشرتی آداب، تزکیہ واصلاح نفس، اسلام کے زرّیں معاشی اُصول، حلال وحرام کی تمیز، حرمتِ سود اور سب سے بڑھ کر عشقِ رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اہمیت وافادیت پر زور دیا جاتا تھا۔

آپ کا ایک خطبہ

میاں خدا بخش مرحوم نے اپنے روزنامچے میں آپ کے ایک خطبہ کے الفاظ ضبط کیے ہیں، ملاحظہ فرمائیں:

> ”۶؍اپریل ۱۹۲۸ء بروز جمعۃ المبارک برائے ادائیگی نماز جمعہ وزیارت شیخ کامل (حضرت میاں شیر ربانیؒ) شرقپور شریف حاضر ہوا۔ آپ (میاں شیر ربانیؒ) مکان شریف (ہندوستان) تشریف لے جا چکے تھے، لہٰذا آج جمعہ آپ کے پیارے بھائی حضرت میاں غلام اللہ صاحبؒ نے پڑھایا۔ آپ نے بھی کمال کر دیا۔ حاضرین کو خیال تھا کہ ابھی ابتدائی زمانہ ہے، شاید کوئی بات نہ بنے، مگر آپ نے کمال ہمت اور

خداداد قابلیت کی وجہ سے نہایت پرتاثیر وعظ شریف فرما کر حاضرین کو گرویدہ کر لیا۔ حمد و ثنا کے بعد سورۃ کوثر کی تفسیر وتشریح نہایت عالمانہ اور مؤثر انداز سے فرمائی۔ حاضرین پر آپ کا رعب وجلال طاری تھا۔

فرمایا: دنیوی معاملات میں سادگی اور دیانت داری ہونی چاہیے۔

فرمایا: ہمہ افعال واقوال شرع محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کے مطابق ہونے چاہئیں۔

فرمایا: مسلمانوں کو تجارت کی طرف دھیان دینا چاہیے۔ انگریز تجارت کرتے کرتے ہندوستان کے مالک بن بیٹھے ہیں۔

فرمایا: تبلیغ اسلام میں کوشش کرنی چاہیے۔

فرمایا: نماز کی پابندی دل وجان سے کرنی چاہیے۔ نماز پڑھنا بھی کسی اللہ کے بندے سے سیکھنی چاہیے۔ نماز میں خشوع وخضوع بدرجہ اتم چاہیے۔

فرمایا: ظاہر کا وضو کر لیا، باطن کا وضو بھی کسی اللہ کے بندے سے کرنا سیکھ لو۔

فرمایا: قربانی سے یہ مراد ہے کہ اللہ کی راہ میں ہر شے قربان کرنے سے دریغ نہ کرنا چاہیے۔

عظمت وشانِ مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم بیان کرتے ہوئے فرمایا:

ہمہ انبیاء در پناہ تواند — مقیم در بارگاہ تواند

توماہ منیر، ہمہ اختر اند — تو سلطان ملکی، ہمہ چاکر اند

فرمایا: جب مسلمانوں میں اخوت اور محبت کا جذبہ تھا تو اس وقت انہوں نے روم، سپین، ترکی، مصر اور دیگر بڑی بڑی سلطنتیں فتح کر لی تھیں، تاریخ اس کی گواہ ہے۔

فرمایا: مسلمان کا دین اور دنیا ایک ہے (جیسے ارشاد الٰہی ہے): رَبَّنَا آتِنَا فِی الدُّنیَا حَسَنَةً وَّفِی الآخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّار۔

فرمایا: اسلام ہی ایک ایسی طاقت ہے، جس کے سامنے باقی سب طاقتیں نابود ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم اسلام میں پوری طرح داخل ہو جاؤ گے تو تم کو بادشاہی عطا کر دی جائے گی، یہی وجہ تھی کہ جب مسلمان اس ہدایت پر عمل پیرا تھے، تو وہ فاتح کہلائے، بڑی سے بڑی طاقت ان کے سامنے نہ ٹھہر سکی۔

فرمایا: عزت اور ذلت دینا اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ جو نیک اعمال کرے گا اور اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرے گا اور جو اللہ کے رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم کو راضی رکھے گا، اسے عزت ملے گی، بصورتِ دیگر اس کے لئے ذلت ہے۔

فرمایا: اللہ تعالیٰ کی شان رب العلمین ہے۔
حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کی شان رحمۃ اللعالمین ہے۔
اللہ تعالیٰ لَیۡسَ کَمِثۡلِہٖ شَئِی ہے۔
حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کی شان اِنَّآ اَعۡطَیۡنٰکَ الۡکَوۡثَرُ ہے۔
اللہ تعالیٰ کی صفت اَلرَّءُ وۡفُ الرَّحِیۡم ہے۔
حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کی صفت بھی رَءُ وۡ فُ رَحِیۡم ہے۔
اللہ تعالیٰ کی صفت العَلِیُّ الۡعَظِیۡم ہے۔
حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کی صفت عَلٰی خُلُقٍ عَظِیۡم ہے۔(۵۹)

طرزِ نگارش: ہر مومن مسلمان کے لئے دعا

آپ اپنے ہر مکتوبات گرامی کا آغاز ان دعائیہ کلمات سے فرماتے تھے:

''اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک شہِ لولاک صلّی اللہ علیہ وسلّم کے طفیل ہر مومن مسلمان کا انجام بخیر فرمائیں۔''(۶۰)

پیرو مرشد کے مناقب لکھنا

آپ نے خانقاہ شریف نقشبندیہ مجددیہ، شرقپور شریف کے شجرہ طریقت کے شروع میں دیباچہ تحریر فرمایا: جس میں اپنے پیرو مرشد حضرت میاں شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں لکھا:

''حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۱۲۸۲ھ میں شرقپور شریف (ضلع شیخوپورہ، پنجاب) میں پیدا ہوئے۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی طرح آپ بھی بچپن ہی سے کھیل کود سے نفرت کرتے تھے اور علیحدگی کو پسند فرماتے تھے۔ گویا آپ مادرزاد ولی تھے۔ تین چار سال کے قلیل عرصہ میں آپ نے قرآن پاک اور دیگر کتابیں پڑھ لیں اور لکھنے میں بھی اچھی مہارت حاصل کر لی۔ آپ کا خط نہایت پاکیزہ تھا۔ امیر طریقت حضرت خواجہ بابا امیر الدین رحمۃ اللہ علیہ کے بیعت تھے۔ حضرت بابا صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ خداوند کریم مجھ سے سوال کرے گا کہ دنیا سے کیا لایا ہے، تو میں عرض کروں گا کہ شیر محمد کو لایا ہوں۔ اتباعِ سنت جو خواجگان نقشبند کا معمول اور

مسلک ہے، حضرت قبلہ میاں صاحبؒ اس کا منہ بولتا نمونہ تھے۔ شہرت اور نمود کو ناپسند فرماتے تھے۔ سیدھے سادے دین کی نہایت سیدھے اور سادے انداز میں تلقین فرماتے کہ بڑے بڑے مغرب زدہ اور بھولے بھٹکے مسلمان راہِ راست پر آجاتے۔ اظہارِ کرامت سے گریز کرتے۔ اس کے باوجود آپ سے بکثرت کرامتیں ظہور میں آئی ہیں۔ آپ کو اشاعت دین کا بے حد شوق تھا۔ فارسی زبان کی نایاب قلمی کتابوں کے تراجم اپنی گرہ سے شائع فرمائے۔ شرقپور شریف اور اس کے گرد و نواح میں کئی ایک مساجد تعمیر کرائیں۔ ایثار و سخاوت کا یہ عالم تھا کہ جو پاس ہوتا، راہ مولا میں لٹا دیتے۔ سینکڑوں آپ کے دستر خوان پر پلتے۔ کسر نفسی اور تواضع کی یہ کیفت تھی کہ ملنے والوں سے السّلام وعلیکم کہنے کی خود پہل کرتے۔ کوئی تعظیماً کھڑا ہوتا تو منع فرما دیتے۔ نحیف الجثہ تھے۔ جب چلتے تو نگاہیں نیچی رکھتے۔ انکساری اور عاجزی سے پیش آتے، مگر جہاں دین کی خلاف ورزی پاتے تو غصے میں بھی آجاتے۔ الحب للہ اور البغض للہ کی عمدہ مثال تھے۔ دنیوی امور میں بھی شریعت کو ملحوظ رکھتے۔ ملنے والوں سے بھی اس پر عمل کرنے کی تاکید فرماتے۔ ۳ ربیع الاوّل ۱۳۴۷ھ بروز پیر (دوشنبہ) بعمر تقریباً پنیسٹھ (۶۵) سال اس دارِ فانی سے عالم بقا کو سدھار گئے۔ حضرت کا سالانہ عرس شرقپور شریف میں یکم، دو اور تین ربیع الاوّل کو منعقد ہوتا ہے۔ اس مبارک اجتماع میں سادگی اور پاکیزگی کو ملحوظ رکھا جاتا ہے۔

(بسلسلہ عرس شریف صفر المظفر ہمیشہ ۲۹ دن کا شمار کیا کریں)۔ زائرین دور دور سے آتے ہیں اور روحانی کیف لوٹتے ہیں جو ایک مرتبہ اس مجلس میں شامل ہوتا ہے، بار بار اس سعادت کی تمنا کرتا ہے:

اولیا را در دروں ہم نعمہ ہاست
طالباں راں زاں حیات بے بہا ست

(احقر العباد میاں غلام اللہ عفی عنہ)
سجادہ نشین و برادرِ حقیقی
حضرت قبلہ میاں صاحبؒ"(۶۱)

منقبت حضرت ثانی لاثانی رحمۃ اللہ علیہ

واقف راز حقیقت حضرت ثانی ہوئے
کاشف سر محبت حضرت ثانی ہوئے
حامی حق و صداقت حضرت ثانی ہوئے
ماحی کفر و ضلالت حضرت ثانی ہوئے
وجہ تسکین ارادت حضرت ثانی ہوئے
پاک بازو پاک طینت حضرت ثانی ہوئے
جس قدر کھلتے رہے ہیں عشق احمد ﷺ کے گلاب
سر بہ سر ان سب کی نکہت حضرت ثانی ہوئے
حضرت شیر محمدؒ کے برادر ذی حشم
حامل جلال و شہرت حضرت ثانی ہوئے
جب گنہگار انِ امت ہو گئے حلقہ بگوش
باعث غفران و رحمت حضرت ثانی ہوئے
دین کی تبلیغ و اشاعت آپ سے ہوتی رہی
اس لئے عنوان مدحت حضرت ثانی ہوئے
نام لیواؤں کے دل میں جاگزیں باصد خلوص
عشق پیغمبر ﷺ کی صورت حضرت ثانی ہوئے
معرفت اللہ کی پائی غلام اللہ نے
آگہی کی اک روایت حضرت ثانی ہوئے
جاہلوں کو دین کی قدریں بتائیں آپ نے
عالموں کی شان و شوکت حضرت ثانی ہوئے
محترم حضرت جمیل احمد کے پدر ذی وقار
دین حق کی ایک دولت حضرت ثانی ہوئے
ن کی الفت تھی رسول اللہ ﷺ اور اصحابؓ سے
ں لئے شایانِ الفت حضرت ثانی ہوئے

تر زباں کیونکر نہ ہو محمود ان کے ذکر میں
مرکز حسن عقیدت حضرت ثانی ہوئے (۶۲)

نتیجہ فکر: راجا رشید محمود

مدح حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ

بحمد للہ میاں شیر محمدؒ
بفضل اللہ میاں شیر محمدؒ

جما یا دل پہ نقشہ اللہ ھو کا
جزاک اللہ میاں شیر محمدؒ

بحمد للہ غلام اللہ ثانیؒ
میاں شیر محمدؒ کے ہیں جانی

غلام اللہؒ کو ثانی بنایا
سخی اللہ میاں شیر محمدؒ

بقاباللہ کی نعمت ملی ہے
ہوئے اللہ میں وہ ایسے فانی

بحمد للہ غلام اللہ ثانیؒ
میاں شیر محمدؒ کے ہیں جانی (۶۳)

نتیجہ فکر: مولانا محمد ابراہیم خوشتر

باب سوّم

احوال ومناقب حضرت صاحبزادہ
میاں جمیل احمد شرقپوری
نقشبندی مجددی مدظلہ العالی

(۲۷؍شوال المکرّم ۱۳۵۱ھ/ ۲۳؍فروری ۱۹۳۳ء)

اگر از عشق حق خواہی نشانہ
جمیل احمد بود آغاز و انجام
بنوشید آب عشق و از جام احمد
توانائے وحدانی جام گلفام
ھرکہ خواھد طریق حق جوید
شد جمیل احمد بحر جوشانی
دلا گر تواضع کنی اختیار
شود خلق دنیا ترا دوست دار
بلطف و سخاوت جہانگیر باش
در اقلیم لطف و سخا میر باش

فخر المشائخ اور شمس المشائخ

حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری مدظلہ العالی پاکستان میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے ایسے روحانی خاندان کے چشم ہیں جن کا احترام ومقام اظہر من الشّمس ہے۔ اس روحانی ماحول میں آپ نے آموزش و پرورش پائی اور آپ کے پدر بزرگوار نے اپنی خصوصی روحانی تربیت سے آپ کو گوہر نایاب اور رہبر کامل بناڈالا۔

آپ نے خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ شرقپور شریف، ضلع شیخوپورہ کی مسندِ ارشاد پر جلوہ افروز ہونے کے بعد اپنے عقیدت مندوں اور زائرین کو سلسلہ نقشبندیہ کے فیوض و برکات سے مالا مال فرمایا۔ علاوہ ازیں ملکی اور غیر ملکی سطح پر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی ترویج و ترقی کے لئے قابلِ ستائش مساعی جمیلہ فرمائیں۔ آپ نے تبلیغ دین میں بڑی سعی فرمائی ہے خصوصاً حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰۳۴ھ/۱۲۶۴ء) کی تعلیمات و مصارف کو عام کرنے کے لئے زبردست تحریری وتقریری تحریک چلائی۔ پاکستان اور پاکستان سے باہر یوم مجدد منانے کے علاوہ آپ نے حضرت مجدد کے افکار و تعلیمات پر مبنی کتب طباعت کرائیں اور مفت تقسیم فرمائیں۔

آپ کو علم اور علماء سے والہانہ محبت ہے۔ اہلِ علم و فضل کی خوب قدردانی فرماتے ہیں۔ کتابوں کی طباعت اور مفت تقسیم آپ کو بے حد مرغوب ہے۔ آپ نے دارالمبلغین حضرت میاں صاحبؒ، شرقپور شریف کی بنیاد رکھی، جس سے فارغ التحصیل ہونے والے طلباء و علماء علم و عرفان کی روشنی پھیلانے میں مصروف ہیں۔ ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۳ء میں آپ نے جامعہ حضرت شیر ربانی برائے طالبات (شرقپور شریف) کی بنیاد رکھی ہے۔ دارالمبلغین حضرت میاں صاحبؒ اور مکتبہ نور اسلام کے نام سے اشاعتی ادارے قائم فرمائے۔ ماہنامہ نور اسلام جاری فرمایا جو تقریباً نصف صدی سے علمی و مذہبی خدمات انجام دے رہا ہے۔ اس کے خصوصی نمبر بہت زیادہ مقبول ہوئے، بالخصوص امام اعظم نمبر اور اولیائے نقشبند نمبر نے علمی و روحانی حلقوں میں خوب شہرت پائی۔

آپ کے علم و ادب پروری اور اہلِ علم و فضل کی قدردانی، مہمان نوازی اور عقیدت مندوں و زائرین پر شفقت وعنایت کا شہرہ خاص و عام میں بہت ہی زیادہ معروف ہے:

عظیم المرتبت فخر المشائخ — کرم فرمائے ما شمس المشائخ
ولائے حضرت شیر محمدؒ — ادائے دل ربا بدر المشائخ
جگر گوشہ و جان ثانی صاحب — سر انوار حق قمر المشائخ
عطائے رب رحمان جان سنت — کمال اهتدی صدر المشائخ

وصل اول

آغاز تکمیل علوم

نسب مبارک

حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد بن حضرت میاں غلام اللہ بن میاں عزیز الدین بن حافظ حسین بن حافظ محمد عمر بن حافظ صالح محمد بن حافظ محمد بن حافظ محمد، ثم رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ [1]

ولادت باسعادت

آپ ۲۷ رشوال المکرم ۱۳۵۱ھ/ ۲۳ رفروری ۱۹۳۳ء بروز جمعرات حضرت میاں غلام اللہ المعروف ثانی لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے گھر مبارک میں صبح صادق کے وقت جلوہ افروز ہوئے۔ اس وقت آپ کے والد بزرگوارؒ نماز فجر کی ادائیگی کے لئے مسجد میں تشریف فرما تھے۔ [2]

اظہارِ مسرت وشکرِ الٰہی والد بزرگوارؒ

نماز کی ادائیگی کے بعد حضرت میاں غلام اللہ ثانی لاثانی قدس سرہ گھر تشریف لائے تو مائی گاماں (دائی غلام فاطمہ زوجہ رحیم بخش ماچھی) نے آپ کو صاحبزادہ صاحب کی ولادت باسعادت کی خوشخبری سنائی۔ یہ مبارک خبر سن کر حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا چہرہ انور خوشی سے کھل گیا اور آپ نے شکر الٰہی ادا فرمایا۔ بعد ازاں اندر تشریف فرما ہوئے۔ مائی گاماں نے صاحبزادہ گرامی کو حضرت میاں صاحب کی خدمت میں پیش کیا اور عرض کی کہ حضور میرے شہزادے پیر کے کانوں میں اذان کہیں اور انہیں گھٹی بھی دیں۔ اس طرح مہربان وشفیق والد بزرگوار رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے سعادت مند صاحبزادے کے کانوں میں اذان کہی اور بعد ازاں آپ کے منہ مبارک میں گھٹی دی:

ایں سعادت بزور بازو نیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ

پھر فرمایا: ”پھول ہے، اِنْ شاءَ اللہ ولیوں والی خوشبو اور رنگ تو رکھے گا ہی۔“ بعد ازاں

صاحبزادہ صاحب کے ہونٹوں پر اپنی لب مبارک لگائی، آپ اس لب کو چوسنے لگے، یہاں تک کہ بڑے ہو کر بھی ہونٹ چوسا کرتے تھے۔ آپ ایک مدت تک فرمایا کرتے تھے کہ مجھے ہونٹ چوسنے میں ایک لذت محسوس ہوتی ہے۔

حضرت میاں غلام اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے سعادت مند صاحبزادے کی ولادت باسعادت کی خوشی میں دائی مائی گاماں کو دوسرے تحائف کے علاوہ ساٹھ روپے نقد عنایت فرمائے اور دوسرے روز اس کے شوہر رحیم بخش ماچھی کو پچیس روپے نقد اور کھیس عطا فرمایا۔(۳)

نامِ نامی کا رکھے جانا

آپ کا نام بھی آپ کے والد بزرگوار رحمۃ اللہ علیہ نے ہی رکھا اور یہ یوں کہ جب صاحبزادہ گرامی کا نام رکھنے کا موقع آیا تو اس وقت کسی خاتون صاحبہ نے حضرت میاں غلام رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ حضرت یہ صاحبزادہ تو بڑا جمیل (یعنی خوبصورت) ہے۔ اس پر حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''جمیل تو بس (حضرت) احمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہے۔'' چنانچہ صاحبزادہ گرامی کا نام نامی جمیل احمد رکھا گیا جو در حقیقت جمیل اور احمد کا امتزاج قرار پایا اور اس باوصف ہستی کو اللہ کریم نے مستقبل میں اسم بامسمّٰی بنا ڈالا۔

سنتِ عقیقہ مبارک

آپ کی ولادت باسعادت کے ساتویں روز بڑی دھوم دھام کے ساتھ سنت عقیقہ ادا کی گئی، اسی روز ختنہ بھی کرایا گیا۔ یہ خدمت وسعادت لالہ غلام محمد حجام کے حصے میں آئی اور لالہ غلام محمد حجام کو زبدۃ الاولیا شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد قدس سرہ اور حضرت میاں غلام اللہ قدس سرہ کی حجامت مبارک بنانے کا شرف بھی حاصل تھا۔(۴)

ابتدائی تعلیم وتربیت

آپ کی ابتدائی تعلیم وتربیت اپنے گھر کے پاکیزہ ماحول میں ہوئی۔ قرآن مجید کی ناظرہ تعلیم سے ابتدا ہوئی اور آپ نے قلیل مدت میں مولانا محمد علی صاحب سے سات سال کی عمر میں قرآن مجید کی ناظرہ تعلیم سے فراغت حاصل کر لی۔(۵)

پرائمری سکول شرقپور شریف میں داخلہ

سات سال کی عمر میں ۱۳۵۹ھ/۱۹۴۰ء میں آپ کو اسلامیہ پرائمری سکول شرقپور شریف میں داخل کرایا گیا۔ اس زمانے میں اس سکول کے ہیڈ ماسٹر محمد احمد خان تھے، جو ایک باریش اور پابند صوم وصلوٰۃ شخصیت تھے۔ ان دنوں سرکاری سکولوں میں ہندو اور مسلمان ایک ساتھ تعلیم وتعلّم میں مشغول ہوا کرتے تھے، لیکن اس اسلامیہ پرائمری سکول کا یہ خصوصی امتیاز تھا کہ اس میں صرف مسلمان اساتذہ تعینات کئے جاتے تھے۔ اس طرح آپ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ سکول کی تعلیم بھی مسلم اساتذہ سے حاصل فرمائی۔ (۶)

ابتدائی اسلامی تعلیم

قرآن مجید کی ناظرہ تعلیم سے فراغت کے بعد آپ نے اپنے والد گرامی حضرت میاں غلام اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے شیخ سعدی شیرازیؒ (م ۶۹۱ھ/۱۲۹۲ء) کی شہرہ آفاق تصنیف گلستان وبوستان اور بعض دیگر دینی کتب سبقاً پڑھیں اور ساتھ ساتھ پرائمری سکول کی تعلیم بھی جاری رہی۔ (۷)

گورنمنٹ ہائی سکول شرقپور شریف میں داخلہ

آپ نے ۱۳۶۳ھ/۱۹۴۴ء میں پرائمری کا امتحان امتیازی نمبروں سے پاس کیا اور اسی سال گورنمنٹ ہائی سکول شرقپور شریف میں پانچویں جماعت میں داخل ہو گئے اور پھر ۱۳۶۹ھ/۱۹۵۰ء میں میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ (۸)

تکمیل علوم اسلامیہ

ابتدائی اسلامی کتب اپنے والد گرامیؒ سے پڑھیں۔ پھر جب میٹرک پاس کر لی تو دینی کتب کی تعلیم اپنے والد مکرم رحمۃ اللہ علیہ، شیخ محمد عثمان قصوری صاحب، سیّد اقبال شاہ، شیخ مولوی حسن محمد صاحب، محمد احمد خان اور آغا دوست محمد سے حاصل کی۔

طب کی تعلیم

میٹرک سے فراغت کے بعد آپ طبیہ کالج (لاہور) میں طب کی تعلیم میں مشغول ہو گئے اور اس فن

میں حکیم نیر واسطی (م ۱۴۰۲ھ/۱۹۸۲ء) اور حکیم دوست محمد صابر ملتانی (م ۱۳۹۴ھ/۱۹۷۴ء) سے استفادہ کیا۔

فاضل فارسی اور ایف اے کی تعلیم

میٹرک کے بعد آپ نے فاضل فارسی کیا اور پھر اسلامیہ کالج لاہور سے ایف اے کیا۔ (۹)

بچپن کی صفاتِ ستودہ

آپ کا بچپن عام لڑکوں سے بالکل مختلف تھا۔ قیمتی وقت ضائع کرنا، شرارتیں کرنا، لڑائی جھگڑا کرنا اور دیگر غلط عادات سے آپ کو سخت نفرت تھی۔ لہٰذا آپ ایسے کاموں سے ہمیشہ دور رہتے تھے۔ اپنے اساتذہ کا بہت احترام فرماتے اور ان کی فرماں برداری کرتے تھے۔ پورے زمانۂ طالب علمی کے دوران کسی استاد کو آپ سے کبھی کوئی شکایت نہیں ہوئی۔

اساتذہ

آپ کے چند اساتذہ یہ ہیں:

۱۔ حضرت ثانی لاثانی میاں غلام اللہ شرقپوری صاحبؒ (م ۱۳۷۷ھ/ ۱۹۵۷ء)۔

۲۔ شیخ محمد عثمان قصوری صاحبؒ۔

۳۔ سیّد اقبال احمد شاہ صاحبؒ۔

۴۔ شیخ مولوی محمد حسن صاحبؒ۔

۵۔ محمد احمد خان صاحبؒ۔ (۱۰)

شادی

تقریباً ۲۲ سال کی عمر میں ۱۳۷۳ھ/۱۹۵۴ء میں آپ رشتۂ ازدواج میں منسلک ہوئے۔

صاحبزدگان گرامی

۱۔ جناب صاحبزادہ میاں خلیل احمد دام اقبالہ

۲۔ جناب صاحبزادہ میاں سعید احمد دام اقبالہ

۳۔ جناب صاحبزادہ میاں جلیل احمد دام اقبالہ

۴۔ جناب صاحبزادہ میاں غلام نقشبند مرحوم و مغفور

وصل دوّم

آغاز سلوک تا خلافت وجانشینی

بیعت طریقت

آپ نے جس عظیم المرتبت ہستی کے گھر میں آنکھ کھولی وہ روحانیت کا گہوارہ تھا اور یہ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۴۷ھ/ ۱۹۲۸ء) کے زمانے سے اتباعِ سنت نبوی صلّی اللہ علیہ وسلّم اور پیروی عمل صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا امین تھا اور ملک بھر میں ایک عظیم روحانی خانقاہ کی حیثیت کا حامل تھا۔

آپ نے اپنے والد محترم حضرت میاں غلام اللہ ثانی لاثانی شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۷۷ھ/ ۱۹۵۷ء) کے دست مبارک پر بیعت کی۔ جو اپنے بڑے بھائی شیخ وقت اور سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے عظیم صوفی و بزرگ شیر ربانی حضرت شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ وجانشین تھے۔ (۱۱)

ریاضت ومجاہدت

آپ کو اللہ کریم نے شروع سے ہی فطرت سلیم سے نوازا تھا۔ بچپن، لڑکپن اور جوانی کے اکثر ایام اپنے والد بزرگوار رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت فیض بار میں گزرے۔ لہٰذا شب بیداری، عبادت گزاری اور اللہ رب العزت اور اس کے حبیب مکرم حضرت محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی فرمانبرداری نصیب رہی۔

گھر کے دینی اور روحانی ماحول کے اثرات قلب وذہن پر نقش ہو چکے تھے، لہٰذا باقاعدہ بیعت کے بعد اوراد و وظائف سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں مشغول ہو گئے اور اپنے والد بزرگوار رحمۃ اللہ علیہ کی سرکردگی میں منازل سلوک طے کرنے لگے۔ (۱۲)

والد بزرگوار ومرشد گرامیؒ کی شفقت

آپ کے والد بزرگوار حضرت میاں غلام اللہ ثانی لاثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے جملہ عقیدت مندوں اور وابستگان سلسلہ پر ہمیشہ شفقت وعنایت فرمایا کرتے تھے، بلکہ معروف ہے کہ آپ کا ہر مرید و

عقیدت مند یہ خیال کرتا تھا کہ حضرت سب سے زیادہ مجھ پر مہربان ہیں۔ حضرت میاں صاحبؒ اپنے فرزندان گرامی کے ساتھ بھی انتہائی محبت و شفقت کا سلوک فرماتے تھے اور حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد مدظلہ العالی سے بے پناہ محبت فرماتے تھے اور آپ پر بے حد شفیق و مہربان تھے۔ (۱۳)

خلافت و جانشینی

آپ کے والد بزرگوار حضرت میاں غلام اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے ۷ربیع الثانی ۱۳۷۷ھ/۲راکتوبر ۱۹۵۷ء کو وصال فرمایا: اس وقت آپ کی عمر مبارک تقریباً پچیس سال تھی۔

حضرت میاں غلام اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے موقع پر دربار شریف کے خلفاء نے آپ کے صاحبزادگان گرامی حضرت صاحبزادہ میاں غلام احمد صاحب اور حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد مدظلہ العالی کی سجادگی اور خلافت کو تسلیم کیا۔ (۱۴)

اس طرح آپ ربیع الثانی ۱۳۷۷ھ/ اکتوبر ۱۹۵۷ء سے خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ، شرقپور شریف کی مسندِ ارشاد پر جلوہ افروز ہیں اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی ترویج و ترقی کے لئے شب و روز کوشاں ہیں اور وابستگان سلسلہ و عقیدتمندان خانقاہ عالیہ کی راہنمائی فرما رہے ہیں۔

شجرہ طریقت

حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری مدظلہ العالی نے خلافت سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ اپنے والد بزرگوار حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ سے پائی اور آپ نے اپنے بڑے بھائی شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ سے اور آپ نے حضرت خواجہ امیر الدین رحمۃ اللہ علیہ سے اور آپ نے حضرت خواجہ صادق علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے اور آپ نے حضرت امام علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے اور آپ نے حضرت خواجہ شاہ حسین احمد رحمۃ اللہ علیہ سے (مکان شریف) اور آپ نے حضرت خواجہ حاجی احمد رحمۃ اللہ علیہ سے اور آپ نے حضرت خواجہ محمد زمان رحمۃ اللہ علیہ سے (لواری شریف) اور آپ نے حضرت خواجہ شیخ محمد رحمۃ اللہ علیہ سے اور آپ نے حضرت خواجہ محمد ذکی رحمۃ اللہ علیہ سے اور آپ نے حضرت محمد حنیف رحمۃ اللہ علیہ سے اور آپ نے حضرت خواجہ عبد الاحد رحمۃ اللہ علیہ سے اور آپ نے خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ سے اور آپ نے حضرت خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ سے اور آپ نے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے اور آپ نے حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ سے

اور آپ مرید و خلیفہ تھے حضرت خواجہ محمد املنگی رحمۃ اللہ علیہ کے اور آپ حضرت خواجہ محمد درویش رحمۃ اللہ علیہ اور آپ حضرت خواجہ زاہد ولی رحمۃ اللہ علیہ کے اور آپ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کے اور آپ حضرت خواجہ یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ کے اور آپ حضرت خواجہ علاء الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کے اور آپ حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے اور آپ حضرت خواجہ سیّد امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ کے اور آپ حضرت خواجہ بابا محمود سماسی رحمۃ اللہ علیہ کے اور آپ خواجہ رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ کے اور آپ حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ اور آپ حضرت خواجہ عارف ریوگری رحمۃ اللہ علیہ اور آپ حضرت خواجہ عبد الخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ اور آپ حضرت خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کے اور آپ حضرت خواجہ بوعلی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ کے اور آپ حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کے اور آپ حضرت خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے اور آپ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے اور آپ حضرت امام قاسم رضی اللہ عنہ کے اور آپ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اور آپ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اور آپ رحمتِ دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے۔ [(۱۵)]

زیارت حرمین شریفین اور حج بیت اللہ کی سعادتیں

حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری مدظلہ العالی نے بارہا حج وعمرے کی سعادت حاصل کی۔ آج تک ۱۹ مرتبہ مدینہ منورہ میں نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے روضہ مبارک پر حاضری کا شرف نصیب ہو چکا ہے۔ [(۱۶)]

وصل سوّم

فضائل وخصائل

اتباعِ سنت خیر الانام صلّی اللہ علیہ وسلّم

حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری مدظلہ العالی علوم اسلامیہ میں مہارت تامہ رکھتے ہیں اور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی سنت مبارک کو بہت ہی زیادہ عزیز رکھتے ہیں اور ہر عمل شریعت مطہرہ کے مطابق کرتے ہیں۔ جس خانقاہ عالیہ سے شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ نے احیائے السنۃ کی تحریک کا آغاز فرمایا تھا، آپ اس کے امین و وارث ہیں۔ حضرت شیر ربانی شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت میاں غلام اللہ ثانی لا ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی طرح آپ بھی بے پردہ عورتوں سے سخت نفرت فرماتے ہیں، بلکہ ہر خلافِ سنت کام سے آپ پرہیز فرماتے ہیں اور دوسروں کو بھی سنت مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم اپنانے کی تلقین فرماتے ہیں۔ آپ کے باصفا مریدین میں سنت مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی عملی کیفیت دیکھی جاسکتی ہے۔ سنت مصطفوی صلّی اللہ علیہ وسلّم پر عامل ہونے کے باعث خانقاہ شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدتمند شکل وصورت سے پہچانا جاتا ہے۔ (۱۷)

حسن اخلاق

اللہ کریم نے آپ کو بے شمار اخلاق حمیدہ اور صفات ستودہ عطا فرمائی ہیں۔ غرور وتکبر سے سخت نفرت ہے اور عجز وانکساری آپ کا شیوہ عالی ہے۔ اپنے عقیدت مندوں اور مریدوں کو بھی حسن اخلاق کی تلقین فرماتے ہیں۔ بیماروں کی تیمارداری، بے کسوں کی امداد، مفلسوں کی اعانت اور ہر ایک کے ساتھ شفقت ومحبت سے پیش آنا آپ کو مرغوب ہے۔

آپ بہت ہی زیادہ متحمل مزاج ہیں۔ شگفتہ روئی اور خندہ پیشانی بہت پسند ہے اور ہر ایک کے غم خوار اور خیر خواہ بنتے ہیں۔ غلطی کو درگزر فرمادیتے ہیں۔ جنازے میں شرکت اور تعزیت کرنا بھی آپ کا معمول ہے۔

انکساری

آپ سراپائے عجز وانکساری ہیں۔ اپنی تعریف سننا ہرگز پسند نہیں فرماتے۔ اگر کوئی مرید یا عقیدت مند ایسا کرنے کی کوشش کرے تو آپ فوراً سختی سے منع فرما دیتے ہیں۔

ایک روز مرشد کامل کے بارے میں بات چیت جاری تھی۔ آپ نے اپنے مخصوص انداز میں فرمایا:

> ''ہم کونسے مرشد کامل ہیں؟ بس ایک خادم کی حیثیت سے بٹھا گئے ہیں۔ آنے والوں کو دال چپاتی کھلا دیتا ہوں، ورنہ مرشد کامل تو وہ ہوتا ہے جو اپنی نظر باطن سے اپنے پاس آنے والے مرید کے سینہ سے تمام کدورت وزنگار، حسد اور گناہ کی خواہش دھوڈالے، پھر اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے اور اسے خدا تک پہنچا دے۔''[18]

مہمان نوازی

آپ کی مہمان نوازی احباب، عقیدت مندوں اور عوام الناس میں ضرب المثل کی مانند مشہور و معروف ہے۔ آپ کا دستر خوان بہت وسیع ہے اور یہ کسی مقام یا زمانہ سے مقید نہیں، بلکہ ہر وقت اور ہر ملک میں بچھا رہتا ہے۔ یہ دستر خوان ''خوان شیر ربانی''، ''خوان ثانی لا ثانی'' اور ''خوان جمیل'' کی صورت میں شرقپور شریف، اسلام آباد، کراچی، لاہور، کوئٹہ، پشاور، مدینہ منورہ، ترکی، عراق، لندن اور کئی دوسرے ممالک میں بچھتا ہے اور اس سے خاص و عام، مسلم اور غیر مسلم سبھی مستفید ہوتے ہیں اور اِنْ شَاءَ اللہ ہوتے رہیں گے۔

اس دستر خوان عالی کی ظاہری و باطنی خوبیاں بے شمار ہیں۔ اس کی برکت سے بیمار شفا پاتے ہیں۔ مریدوں اور عقیدت مندوں کی مرادیں بَر آتی ہیں۔ جسے ایک پر اس دستر خوان پر بیٹھنا نصیب ہو جائے، وہ ہمیشہ اس سعادت مندی کے حصول کے لئے کوشاں رہتا ہے۔

درس وتدریس

آپ دار المبلغین کے طلبہ کو گلستان و بوستان سعدیؒ اور بعض دیگر کتب پڑھاتے رہے ہیں اور ایک کہنہ مشق اور مجرب استاد و مدرس کی تمام خوبیاں اللہ کریم نے آپ کو ودیعت فرمائی ہیں۔

اپنے حلقہ ارادت میں آنے والوں کو قرآن مجید اور کتب فقہ وتصوف کا درس دیا کرتے تھے۔ علاوہ ازیں آپ کی خواہش و کوشش ہوتی ہے کہ ہر آنے والا مرید و عقیدت مند کچھ نہ کچھ سیکھ کر جائے۔ (۱۹)

حلیہ مبارک

آپ دراز قد، حسین وجمیل اور بارُعب چہرے، خوبصورت موٹی اور سیاہ آنکھیں، کشادہ پیشانی، بلند بینی مبارک کے حامل ہیں۔ نگاہ مبارک ہمیشہ نیچی رکھتے ہیں، گفتار میں نرمی کا غلبہ ہے لیکن اللہ اور اس کے حبیب مکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی رضا وخوشنودی کے کاموں میں آواز میں رعب وجلالت کا پہلو نمایاں ہوتا ہے۔

چہرہ انور ہمیشہ پُر رونق اور چاند کی طرح کھلا رہتا ہے۔ دوران مراقبہ اور ذکر وعبادت خشیت الٰہی کے اثرات کی وجہ سے متفکر دکھائی دیتے ہیں۔ نشست و برخاست اور گفتار میں بھی سنت کا ہر پہلو نمایاں رہتا ہے۔

ہر آنے والے کے ساتھ نرمی، ملائمت اور شفقت وعنایت کا معاملہ فرماتے ہیں۔ خلاف شریعت وسنت امور کو ہرگز پسند نہیں فرماتے۔ علاوہ ازیں عفوودرگزر اور پردہ پوشی کا رویہ اختیار فرماتے ہیں۔ (۲۰)

لباس مبارک

آپ سنت نبوی صلّی اللہ علیہ وسلّم کے مطابق لباس زیب تن فرماتے ہیں۔ سفید پوشاک مرغوب ہے۔ کرتا، تہمند اور پگڑی اکثر وبیشتر پہنتے ہیں اور شلوار، قمیض اور ٹوپی بھی پسند ہے۔ اسی طرح گاہ بگاہ جبہ اور پاجامہ بھی پہن لیتے ہیں۔ آپ بہت خوش پوشاک ہیں لیکن تکبر وتفاخر سے سخت نفرت ہے۔

خوردونوش

خوردونوش میں ہر حلال و پاکیزہ چیز تناول فرماتے ہیں، کوئی چیز ناپسند نہیں۔ آپ کی مجلس میں کوئی ہدیہ ونذرانہ کھانے پینے سے متعلق آئے تو فوراً حاضرین میں تقسیم فرما دیتے ہیں۔ فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ شئے اس کی مخلوق تک پہنچاؤ، یہی بندگی ہے۔ بعض دفعہ تو یوں حالت طاری ہو جاتی ہے کہ جب تک آمدہ شئے ختم نہ ہو جائے بار بار حاضرین میں تقسیم فرماتے رہتے ہیں۔

وصل چہارم

نگارشات وتألیفات

آپ کو علم وادب سے خصوصی لگاؤ ہے۔تصنیف وتألیفات کی اہمیت سے خوب آگاہ ہیں، لہٰذا اہلِ علم وادب کی بہت زیادہ قدر دانی فرماتے ہیں۔آپ کی نگارشات اور تألیفات کی تعداد زیادہ ہے جو طبع ہو چکی ہیں اور آپ ہمیشہ کتاب شائع کرانے کے بعد مفت تقسیم فرماتے ہیں، بلکہ ڈاک خرچ برداشت کر کے ملک اور بیرون ملک علماء فضلاء اور لائبریریوں کے لئے بھجوا دیتے ہیں۔ان میں سے کچھ درج ذیل ہیں:

۱۔ مسائل نماز

۲۔ مسلک مجدد

۳۔ تذکرہ حضرت امام ابو حنیفہؒ

۴۔ ارشادات حضرت مجدد الف ثانیؒ

۵۔ تذکرہ اولیائے نقشبند (۲ ضخیم جلدیں)

۶۔ تذکرہ شیر ربانیؒ

۷۔ تذکرہ حضرت مجدد الف ثانیؒ (۳ جلدیں)

۸۔ تنویر حرم

۹۔ عربی گرامر [۲۱]

وصل پنجم

ملفوظاتِ گرامی

حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد مدظلہ العالی ربیع الثانی ۱۳۷۷ھ/ اکتوبر ۱۹۵۷ء سے مسندِ ارشاد خانقاہ عالیہ شرقپور پر جلوہ افروز ہیں۔ اس نصف صدی میں ہزاروں عقیدت مندوں اور زائرین نے آپ کی زبان مبارک سے لاکھوں ملفوظات سنے اور ان کی برکت سے اپنے اذہان وقلوب کو منور و تاباں بنایا۔ افسوس کہ گوہر ہائے روحانیت کو کتابی شکل میں جمع نہیں کیا گیا۔ مطبوعہ لٹریچر سے چند ایک ملفوظات بطور تبرک یہاں نقل کئے جاتے ہیں:

اصل بات

ایک دفعہ حلقہ مریدین میں فرمایا: تم میں بیٹھ جاتے ہو تو میں باتیں کر لیتا ہوں اور تم لوگ عقیدت کی بنا پر سن لیتے ہو، لیکن اصل بات یہ ہے کہ ہمارے اغیار ہمارے اچھے کاموں کی تعریف کریں۔

درویشی کے لوازمات

فرمایا: جو شخص درویشی اختیار کرتا ہے، اس کے لئے ضروری ہے کہ چار چیزوں میں کمال حاصل کرے:

۱۔ کم سوئے۔ ۲۔ کم بولے۔ ۳۔ کم کھائے۔ ۴۔ صحبت خلق کم رکھے۔

راز دوستی

فرمایا: دوسروں کو دوست بناؤ، مگر دوست بنانے سے قبل دوستی کے حقوق کو سمجھ لو۔ ان حقوق میں سے ایک میں بتا دیتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ آدمی بھید اور اسرار دوسروں پر نہ کھولے اور ایک یہ بھی ہے کہ دوست کی طرف سے جو کچھ بھی آئے، خواہ تکلیف ہی کیوں نہ ہو، اس پر راضی رہے اور خوشی کا اظہار کرے کہ اس کے دوست نے اسے یاد تو کیا۔

درویش کون؟

فرمایا: درویش وہ ہوتا ہے، جس نے خواب (غفلت میں سونا) اپنے اوپر حرام کرلیا ہو، زبان (فضول) گفتگو کرنے سے گونگی کرلی ہو، طعام کو خاشاک بنا دیا ہو اور صحبت خلق کو مار افعی (خطرناک سانپ) سمجھتا ہو۔

مرد کی مردانگی

فرمایا: بندوں کو مرد بن کر رہنا چاہیے اور مرد کی مردانگی یہ ہے کہ اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہ کرے اور اللہ کے خوف کے علاوہ ہر خوف سے بے خوف رہے۔

محبت کا پھل

ایک محفل میں فرمایا: محبت ایک ایسی آگ ہے، جو محبوب کے خیال کے سوا ہر چیز کو جلا ڈالتی ہے۔

خدا کی دوستی کا راز

ایک بار حضرت اقدس تذکرہ اولیائے برصغیر کا مطالعہ فرما رہے تھے کہ واہ واہ اور عش عش کرنے لگے۔ پھر حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ رحمۃ اللہ علیہ (م ۶۳۳ھ/ ۱۲۳۶ء) کا یہ قول مبارک دہرانے لگے کہ جو خدا کا دوست بننا چاہتا ہے، اسے چار باتیں اختیار کرنی ہوں گی:

۱۔ تواضع ۲۔ شفقت ۳۔ سخاوت ۴۔ صحبت صالحین۔

اللہ والے

فرمایا: اللہ والے اللہ کی مخلوق کے خیر خواہ ہوتے ہیں۔

احترامِ حدود اللہ

ایک بار مسجد شیر ربانی، وسن پورہ، لاہور میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا: لوگو! اللہ تعالیٰ سے معاملہ درست رکھو، دنیوی خواہش کے لئے اس کی قائم کردہ حدوں کو نہ توڑو۔

قدرِ اہل اللہ

فرمایا: اہل اللہ کی کتابیں پڑھو، ان کی صحبت اختیار کرو، ان کے افعال پر تنقید نہ کرو۔

نفسانی غرض کا ضرر

آپ اکثر یہ بات فرمایا کرتے ہیں کہ جس کام میں نفسانی غرض آ جائے، اس سے برکت اٹھ جاتی ہے۔

دشمن سے گریز

فرمایا: جس شخص کی دشمنی ظاہر ہو جائے، اس کی دوستی سے گریز کرو۔

دروغ گوئی کا نقصان

فرمایا: دروغ گوئی سے انسان کی عظمت، حرمت، عزت اور اعتبار تلف ہو جاتا ہے۔

دردِ دل

ایک بار بڑی حسرت سے فرمایا کہ کاش لہو ولعب میں ضائع کرنے والے پیسے تم غرباء میں تقسیم کرسکو۔

محبت اہل بیت اطہارؓ

فرمایا: محبت اہل بیتؓ کا تقاضا یہ ہے کہ سادات کے ہر فرد کی تعظیم کی جائے۔

دوستی ودشمنی

فرمایا: دوستی دوستوں کے عیبوں پر پردہ ڈالنے کا نام ہے اور دشمنی (ان کے) عیب ڈھونڈنے کا نام ہے۔

دعویٰ باطل

فرمایا: جو شخص آپ کی خامیوں کی جستجو کرتا ہے، اس کی آپ کے ساتھ محبت کا دعویٰ باطل ہے۔

عالم یا شیخ (مرد کامل) کی بے عزتی کا وبال

ایک دن حضرت خواجہ محبوب الٰہی نظام الدین اولیاءؒ رحمۃ اللہ علیہ (م ۷۲۵ھ/ ۱۳۲۵ء) کا یہ ارشاد مبارک بار بار بیان فرماتے رہے کہ جو شخص کسی عالم یا شیخ (مرد کامل) کی بے عزتی کرے گا، وہ قیامت کے دن منافقین کی صف میں کھڑا کیا جائے گا۔

اشیاء کی طرح پیرومرشد بھی خالص نہیں ملتے

ایک دن مسکراتے ہوئے فرمایا: جس طرح آج کل عام چیزیں خالص نہیں مل رہی ہیں، اسی طرح پیراور مرشد بھی خالص نہیں مل رہے ہیں۔

ہر کام کا وقت مقرر ہے

فرمایا: ہر کام کا ایک وقت مقرر ہوتا ہے، جب وہ وقت آتا ہے تو کام خود بخود ہو جاتا ہے۔ (۲۲)

وصل ششم

آپ کے پسندیدہ اشعار

ذیل میں وہ اشعار درج کیے جاتے ہیں جو حضرت میاں صاجزادہ جمیل احمد شرقپوری مدظلہ العالی اکثر گنگناتے رہتے ہیں۔

الف۔ فارسی

ما در پیالہ عکس رخ یار دیدہ ایم
اے بے خبر زلذت شربِ دوام ما

دلا هر کہ بنهاد خوان کرم
بشد نام دار جهان کرم

دلا گر تواضع کنی اختیار
شود خلق دنیا ترا دوست دار

بلطف و سخاوت جهانگیر باش
دراقلیم لطف و سخا میر باش

سخیان ز اموال بر می خورند
بخیلان غم سیم و زر می خورند

بخیل ار بود زاهد بحر و بر
بهشتی نباشد بحکم خبر

بخیل ار چه باشد تونگر بمال
بخواری چومفلس خورد گوشمال

ب۔ اُردو

ہر شمع اپنے زعم میں اک برق طور ہے
دنیا ہے جس کا نام وہ دارالغرور ہے

ضمیر لالہ میں روشن چراغ آرزو کر دے
چمن کے ذرے ذرے کو شہید جستجو کر دے
جوہر میں لا الہ تو کیا خوف
تعلیم ہو گو فرنگیانہ

ج۔ پنجابی اشعار

اٹھ فریدا ستیا تیری داڑھی آیا بور
اگا نیڑے ہو گیا تے پچھا رہ گیا دور
لوئے لوئے بھر لے کڑیئے جے تدھ بھانڈا بھرنا
شام پئی بن شام محمد گھر جاندی نے ڈرنا
کالے وال رخصت ہوئے چٹیاں لایا ڈیرا
اکھ کھول محمد بخشا موت سنہوا آیا
سنگدے ساتھی لدی جاندے اساں وی لد جانا
ڈیگرتے دن آیا محمد اوڑک نوں ڈب جانا
چٹا کاغذ داغی ہو یا پھری سیاہی غم دی
دکھاں پلیا زور محمد نہیں خبر اک دم دی
جھل جھل ہمت ہار نہ ہاریں اک دن پھرسی پاسہ
پھکا منگن چڑھے محمد اوڑک بھردا کاسہ
لکھ ہزار بہار حسن دی اندر خاک سمانی
لا پریت محمد اس دے نال جسدی جگ وچ رہوے کہانی

گل وچ پا کے پھاہ غماں دا، ذکروں چھک مدھانی
ہمت نال محمد بخشا مکھن آیا جانی
جے ربّ مِلدا نہاتیاں دھوتیاں، ملدا ڈڈاں مچھیاں ہُو
جے ربّ مِلدا مون منایاں، ملدا بھیڈاں سسیاں ہُو
جے ربّ مِلدا جتیاں ستیاں، ملدا داندا کھسیاں ہو
ربّ مِلدا حضرت باہو، نیتاں جنہاں دیاں اچھیاں ہُو (۲۳)

وصل ہفتم

تقاریر اور انٹرویو

حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری مدظلہ العالی ایک بھرپور زندگی گزار رہے ہیں۔ آپ کی شخصیت کے کئی پہلو ہیں۔ آپ ایک بلند مرتبت پیرومرشد، مدبّر، سیاست دان اور عالم دین کی حیثیت سے معروف کار ہیں۔ لہذا آپ نے کئی تقاریر کی ہیں اور متعدد انٹرویوز دیئے ہیں۔ ان میں سے چند یہاں نقل ہیں:

اسلامی معاشرے کی تشکیل میں صوفیاء کا کردار

میاں صاحب (حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری مدظلہ العالی) نے موجودہ وقت اور حالات کے مطابق مشائخ کرام کی ذمہ داریوں پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا:

"صوفیائے کرام نے اسلامی معاشرے کی تشکیل میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ برصغیر پاکستان و ہند ہی میں نہیں، بلکہ جہاں بھی اسلام کی شمع روشن ہوئی، وہ صوفیائے کرام اور اولیائے عظام کی تعلیمات اور خاموش تبلیغ کا نتیجہ ہے۔ کسی بھی معاشرے کے صحت مند اور صالح ہونے کا دارومدار اس معاشرے میں رہنے والے افراد کے انفرادی کردار کے مجموعی تناسب کے برابر ہوتا ہے۔ اگر افراد اچھے ہوں گے تو معاشرہ نتیجتاً صحت مند، صالح اور مستحکم ہوگا۔ صوفیائے کرام اور مشائخ عظام نے افراد کے کردار اور سیرت کو بدل ڈالا ہے اور ان میں انقلاب برپا کیا ہے اور اب بھی کر رہے ہیں۔ لیکن حالات اور زمانے کے ساتھ تبلیغ کے انداز کو بدل ڈالا ہے، لہذا صوفیائے کرام اور مشائخ عظام کو ان تقاضوں کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے پمفلٹوں، کتابوں، تقریروں اور اپنے شاندار کردار کے ذریعے تبلیغ کرنا ہوگی، کیونکہ کردار ہی تبلیغ کا ایسا مؤثر ذریعہ ہے جس سے ایک انسان متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا، کردار نہ ہو تو زبانی تبلیغ بھی بے اثر ثابت ہوتی ہے۔"(۴۴)

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کا فیض عام کرنا

آپ نے فرمایا:

''میں اپنے والد مکرم کے وصال کے بعد سے تبلیغ و ترویج اسلام کی کوششوں میں مصروف ہوں اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کا فیض عام کرنے کی سعی کر رہا ہوں۔ میں نے پاکستان میں اور بیرونِ ملک، بالخصوص برطانیہ میں مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندیؒ کے ایام منانے کا سلسلہ شروع کیا، جس سے لوگوں کو ان کے حالاتِ زندگی اور دینِ اکبری کے حوالے سے آگاہی ہوئی۔ میں اب بھی حضرت مجدد الف ثانیؒ کے عقائد اور نظریات کی تبلیغ میں سرگرم ہوں۔''(۲۵)

وصل ہشتم

دینی و ملّی خدمات

تحریک ختم نبوت اور تحریک نظام مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم میں حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری مدظلہ العالی نے پاکستان کے نامور علماء، صلحاء اور مشائخ کے شانہ بشانہ بھرپور حصہ لیا اور اس سلسلے میں قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کیں۔ (۲۶)

علماء و مشائخ کے اتحاد کے لئے مساعی

علماء و مشائخ اور عوام اہل سنت کو ایک پلیٹ فارم پر متحد و منظّم کرنے کے سلسلے میں آپ ہمیشہ کوشاں رہتے ہیں۔ اس ضمن میں ایک بار فرمایا:

"جمعیت علماء پاکستان عوام اہلِ سنت کو منظّم کرنے کے سلسلے میں اہم اور مؤثر کردار ادا کر رہی ہے اور عوام میں روز بروز اجتماعی شعور بڑھ رہا ہے اور ۱۹۷۰ء کے بعد عوام اہلِ سنت میں بیداری کی ایک ایسی لہر آئی ہے، جس سے یقین ہو چلا ہے کہ یہ ٹوٹا ہوا تار جلد ہی مہ کامل بن جائے گا، لیکن اس سلسلے میں مزید محنت اور کوشش کرنے کی ضرورت ہے۔ جہاں تک علماء و مشائخ کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنے کا خیال ہے تو میرے نزدیک دو ہی طریقے ہیں:

پہلا یہ کہ دردمند، صاحبِ فکر و بصیرت افراد حضرات علماء و مشائخ سے ذاتی اور انفرادی طور پر ملاقات کر کے انہیں موجودہ وقت کے تقاضوں کے پیشِ نظر ان کی ذمہ داریوں سے آگاہ کریں اور انہیں اجتماعی سطح پر ملی خدمات کے لئے آمادہ کریں۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ علماء و مشائخ کے مختلف اوقات میں اجلاس بلائے جائیں اور ان کے سامنے دور حاضر کے مسائل کو رکھا جائے اور ان کے حل کے لئے متفقہ فارمولا طے کیا جائے اور انہیں اتحاد و تنظیم کی اہمیت اور ضرورت سے آگاہ کیا جائے۔ اس طرح فکری یک جہتی سے انہیں اجتماعی طور پر ملّی خدمت کی انجام دہی پر آمادہ کیا جائے۔ اس قسم کی مجالس سے باہمی افہام و تفہیم کے ذریعے اتحاد اور یک جہتی کو فروغ حاصل ہوگا۔" (۲۷)

سیاسی جدوجہد

حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری مدظلہ العالی کا شمار جمعیت علمائے پاکستان کے مرکزی قائدین میں ہوتا ہے۔آپ کی مذہبی خدمات کی طرح سیاسی وملی خدمات کا دائرہ بھی بہت وسیع ہے۔

آپ نے نفاذ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور تحفظ مقامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جمعیت علماء پاکستان کے پلیٹ فارم سے سیاست میں بھرپور حصہ لیا اور ۱۹۷۱ء میں جمعیت علماء پاکستان کے ٹکٹ میں قصور کے حلقہ سے قومی اسمبلی کا الیکشن لڑا۔

۱۹۷۷ء کے عام انتخابات میں بھی آپ نے پاکستان قومی اتحاد کے ٹکٹ پر الیکشن میں حصہ لیا۔ ۱۹۷۸ء میں جمعیت علماء پاکستان کے انتخابات ہوئے تو آپ کو اس کا مرکزی نائب صدر چنا گیا۔ چند سال سے زیادہ مصروفیت کے باعث آپ میدان سیاست سے الگ ہیں اور آپ کے صاحبزادے جناب سعید احمد شرقپوری جمعیت علمائے پاکستان کے پلیٹ فارم سے عملی سیاست میں وارد ہوئے ہیں جو ۱۹۹۳ء کے الیکشن میں پنجاب اسمبلی کے رُکن منتخب ہوئے اور دوبارہ ۱۹۹۶ء میں ایم پی اے رہے اور ۲۰۰۲ء کے الیکشن میں آپ کے صاحبزادے جناب میاں جلیل احمد شرقپوری ایم این اے منتخب ہوئے ہیں۔

دیہات کی خوش حالی کے بارے میں آپ کا بیان

ایک دفعہ حاجی امجد مجاہد نے حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد مدظلہ العالی سے ۱۹۷۷ء کے الیکشن کے دنوں میں انٹرویو لیا اور آپ سے سوال کیا کہ دیہات کی عوام مسائل سے دوچار ہے اور ان کے مسائل کس طرح حل ہوسکتے ہیں؟

آپ نے فرمایا: ''پاکستان بنیادی طور پر ایک زرعی ملک ہے اور پاکستان کی ترقی کا انحصار زرعی ترقی پر ہے۔ پاکستان کی اسّی فیصد آبادی بھی دیہاتوں میں رہتی ہے۔ جب تک دیہات کی عوام کو بنیادی سہولتیں (بجلی، پانی، صحت، تعلیم) فراہم نہیں کی جائیں گی۔ اس وقت تک پاکستان ترقی نہیں کر سکتا۔ دیہات میں نہ تو عوام کو بجلی اور پانی ضرورت کے مطابق فراہم کیا جاتا ہے اور نہ ہی صحت اور تعلیم کی سہولتیں میسر ہیں۔ افسوسناک امر یہ ہے کہ استاد اور ڈاکٹر دیہاتوں میں جانے سے اکثر و بیشتر گریز کرتے ہیں۔ اگر حکومت دیہات میں ملازمین کو سہولتیں فراہم کرے اور انہیں خصوصی مراعات دی

جائیں اور ساتھ ہی ساتھ دیہات میں ڈسپنسریاں اور تعلیمی ادارے کھولے جائیں اور ملازمین کو دیہات میں رہائش کی سہولتیں بھی فراہم کی جائیں تو دیہات کے عوام بھی صحت اور تعلیم کی جدید سہولتوں سے مستفیض ہو سکتے ہیں۔"

آپ نے فرمایا: "دیہات، قصبوں اور چھوٹے شہروں میں تعلیم بالغاں کے مراکز، اسکول، کالج اور ہسپتال قائم کئے جائیں، تاکہ شہروں کی طرح دیہات کی عوام بھی پرسکون طور پر ملکی ترقی میں اپنا کردار ادا کرسکیں۔"

آپ نے فرمایا: "دیہات کے عوام کا ایک مسئلہ بیروزگاری ہے۔ اس سلسلے میں جن علاقوں میں جس قسم کا بھی خام مال دستیاب ہوسکتا ہے، اس قسم کی صنعتیں ان علاقوں میں قائم کی جائیں، تاکہ ملک صنعتی طور پر بھی ترقی کرسکے اور عوام کی بیروزگاری کا مسئلہ بھی ختم ہو۔"

آپ نے فرمایا: "نوجوانوں کو مختلف قسم کے ہنر اور دستکاری سکھانے کے لئے مختلف تربیتی ادارے قائم کئے جائیں۔ بچیوں کے لئے انڈسٹریل ہوم کھولے جائیں اور عام کسانوں کو اچھا بیج، کھاد اور زرعی آلات کم سے کم قیمت پر مہیا کئے جائیں۔ تحصیل کی سطح پر ورکشاپ قائم کی جائیں۔"

آپ نے فرمایا: "دیہات کے عوام کا بہت سا وقت اور روپیہ مقدمہ بازی میں صرف ہو جاتا ہے، لہٰذا چھوٹے بڑے جھگڑوں کو نمٹانے کے لئے مقامی طور پر صالح، معزز اور سمجھ دار افراد پر مشتمل پنچائتیں قائم کی جائیں، تاکہ تمام جھگڑے مقامی طور پر جلد سے جلد طے ہوسکیں۔"(۲۸)

وصل نہم

روحانی و علمی خدمات

یوم سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ علیہ تعالیٰ عنہ کا اجراء

حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری مدظلہ العالی جہاں دوسرے بزرگانِ دین کے ایام منانے کا اہتمام فرماتے ہیں، وہاں قافلہ نقشبندیہ کے بانی اور سالارِ اعظم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (م ۱۳ھ/۶۳۴ء) کی سیرت و کارہائے نمایاں سے عوام النّاس کو روشناس کرانے کے لئے ہر سال ۲۲ رجمادی الثانی کو ''یوم صدیق اکبر رضی اللہ عنہ'' کا انعقاد بھی فرماتے ہیں اور اپنے عقیدت مندوں کو یہ دن منانے اور منعقد کرنے کی تلقین فرماتے ہیں۔ دراصل آپ نے ''یوم صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ'' منانے کی ابتدا کی، جو بعد میں ''تحریک یوم صدیق اکبر رضی اللہ عنہ'' میں تبدیل ہوگئی۔ اس طرح اس تحریک کے بانی بھی آپ ہی ہیں۔(۲۹)

تحریک یوم مجددؒ

حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری مدظلہ العالی نے پاکستان میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰۳۴ھ/۱۶۲۴ء) کے کارہائے نمایاں، تعلیمات اور تبلیغی مشن کو عوام النّاس میں متعارف کرانے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ آپ تحریک یوم مجدد کے بانی ہیں۔ آپ نے ۱۹۶۰ء سے یوم مجددؒ منانے کا آغاز فرمایا، جو ہر سال ۲۸ رصفر المظفر کو منایا جاتا ہے۔ آپ نے اس تحریک کا آغاز فرماتے ہوئے بڑی جانفشانی اور محنت سے اخبارات، رسائل اور اشتہارات کے ذریعے اس میں شریک ہونے کی عام اپیل کی۔ آپ کی مساعی جمیلہ کی بدولت اب ہر سال صفر المظفر میں یوم مجدد الف ثانیؒ جہاں ملک کے گوشہ گوشہ میں نہایت تزک و احتشام سے منایا جاتا ہے، وہاں بیرونی ممالک میں بھی آپ کی عقیدت منداس کا خوب اہتمام کرتے ہیں۔

آپ نے روزنامہ مشرق کے نمائندہ خصوصی، مقیم لندن کو ذی قعدہ ۱۴۰۰ھ/ستمبر ۱۹۷۹ء میں یومِ مجددؒ اور تعلیمات مجدد کے سلسلے میں ایک انٹرویو دیا، جس میں فرمایا:

''حضرت مجدد الف ثانیؒ دوقومی نظریہ کے بانی تھے۔ آپ کے اس نظریہ نے دنیائے اسلام کے اندر مسلمانوں میں لسانی، طبقاتی، جغرافیائی، ملکی اور نسلی امتیاز کو ختم کرنے میں بھرپور کردار ادا کیا اور تمام دنیا کے مسلمانوں کو بحیثیت مسلمان اتباعِ سنت نبوی ﷺ پر عمل پیرا ہونے پر مجبور کر دیا۔ حضرت مجددؒ کی تعلیمات صرف برصغیر پاک وہند کے مسلمانوں کے لئے ہی مینارِ نور کی حیثیت نہیں رکھتیں، بلکہ دنیائے اسلام کے تمام ممالک کے مسلمانوں کی راہنمائی کی حیثیت بھی رکھتی ہیں۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی احمد فاروقیؒ نے مسلمان معاشرے کو تمام بدعنوان اور غیر شرعی رسومات سے پاک کرنے کے لئے اپنی جانی و مالی قربانیوں کی پروا نہیں کی اور پوری دنیا کے اندر دین اسلام کی موجودہ صورت آپ کی مساعی جمیلہ، محنت اور کاوش کا نتیجہ ہے اور پوری دنیا کے اندر مسلمانوں کی تحریکیں تعلیمات مجددیہ کی مرہونِ منت ہیں۔ حضرت مجددؒ نے بادشاہوں کے سامنے کلمۂ حق بلند کیا اور ان کو دین اسلام کے سامنے جھکنے پر مجبور کر دیا۔ حضرت مجددؒ نے سلاطین، امراء، وزراء اور مشائخ وعلماء کو مکتوبات کے ذریعے تبلیغ فرمائی۔''

آپ نے مزید فرمایا: ''حضرت مجددؒ کی تعلیمات پر عمل آج بھی مسلمانوں کو راسخ العقیدہ پکا اور سچا مسلمان بنا سکتا ہے اور مسلمانوں کی نجاتِ اخروی کا ضامن بن سکتا ہے۔ حضرت مجددؒ کی تبلیغ کا اثر آج بھی پوری دنیا میں موجود ہے اور افغانستان، ترکی اور ہندوستان کے علاوہ متعدد بلادِ اسلامیہ آج بھی تعلیمات مجددیہ کا مرکز ہیں۔''

آپ نے دنیائے اسلام کے علماء، مشائخ، وکلا، ادباء اور صاحب ثروت حضرات سے ہمیشہ یہ اپیل کی ہے کہ وہ پوری دنیا کے اندر تعلیمات امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کو پھیلانے اور عام کرنے میں اپنے تن، من اور دھن کی بازی لگائیں۔ (۳۱)

حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری مدظلہ العالی کا علماء کرام سے گہرا تعلق ہے، اس لئے علماء کرام آپ کی سرپرستی میں دینی، ملّی اور مذہبی کام کرنا سعادت تصور کرتے ہیں، چنانچہ کراچی سے لے کر خیبر تک ملک کے گوشے گوشے میں منعقد ہونے والی محافل، تقریبات، جلسوں اور کانفرنسوں کی سرپرستی اور صدارت آپ فرماتے ہیں۔ آپ اجتماعات میں اپنے صدارتی خطاب میں بزرگانِ دین کے ایام منانے، قرآن وسنت کا مطالعہ کرنے، حقوق اللہ وحقوق العباد کا خیال رکھنے اور نماز پنجگانہ کی پابند، کرنے کا تلقین فرماتے ہیں۔

تبلیغِ اسلام

تبلیغِ دین علماء کرام کے فرائض میں شامل ہے۔ رحمتِ دو عالم ﷺ کا مبارک ارشاد ہے کہ بَلِّغُوْ عَنِّیْ وَلَوْ آیَۃً ،یعنی میری طرف سے بات لوگوں تک پہنچادو، خواہ وہ ایک آیت ہی ہو (حدیث)۔ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری مدظلہ العالی ایک ممتاز عالمِ دین اور بین الاقوامی مبلغ ہیں۔ آپ کے خطبات کا دائرہ پنجاب یا پاکستان تک محدود نہیں ہے، بلکہ یہ ترکی، عراق، لندن، مدینہ طیبہ اور دوسرے ممالک تک پھیلا ہوا ہے۔ آپ کا خطاب پُرتاثیر، پُرمحبت اور تربیتی اُمور کے بارے میں ہوتا ہے۔

حضرت اقدس کئی سال تک جامع مسجد شیر ربانی، وسن لاہور میں خطبہ جمعۃ المبارک ارشاد فرماتے رہے ہیں۔ آپ کی تبلیغی کوششوں سے بیشمار لوگوں نے اسلام قبول کیا اور ہزاروں کی تقدیر میں ایسا انقلاب آیا کہ وہ اسلامی تعلیمات کے مطابق زندگی گزارنے لگے۔ (۳۱)

عرس حضرت شیر ربانیؒ اور عرس حضرت ثانی لاثانیؒ

حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری مدظلہ العالی شرقپور شریف، ضلع شیخوپورہ میں تین عرس منعقد فرماتے ہیں:

پہلا عرس ہر قمری سال میں ۱، ۲، ۳ ربیع الاوّل کو منایا جاتا ہے اور یہ شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ (م ۳ ربیع الاوّل ۱۳۴۷ھ/ ۱۹۲۸ء) بانی خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ شرقپور شریف کا عرس ہے۔

دوسرا عرس ہر سال اکتوبر کی ۱۷-۱۸ تاریخ کو منایا جاتا ہے اور یہ حضرت میاں غلام اللہ ثانی لاثانی رحمۃ اللہ علیہ (م ۷ ربیع الاوّل ۱۳۷۷ھ/ ۱۹۵۷ء) کا عرس ہے جو شیر ربانی میاں حضرت شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کے چھوٹے بھائی، خلیفہ مجاز اور جانشین تھے۔

تیسرا عرس ہر سال صفر المظفر میں منایا جاتا ہے جو حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہ (م ۲۸ صفر ۱۰۳۴ھ/ ۱۶۲۴ء) کا عرس ہے، جو "تحریک یوم مجدد الف ثانی" کے سالِ اجراء ۱۳۸۰ھ/ ۱۹۶۰ء سے منایا جارہا ہے۔

دارالمبلغین حضرت میاں صاحبؒ، شرقپور شریف

زبدۃ الاولیاء حضرت میاں شیر محمد المعروف میاں شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۴۷ھ/ ۱۹۲۸ء) نے اپنے دورِ مبارک میں ''تحریک احیائے سنت'' کی بنیاد رکھی تھی۔ آپ کے خلیفہ مجاز اور جانشین معظم حضرت میاں غلام اللہ المعروف ثانی لاثانی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۷۷ھ/ ۱۹۵۷ء) نے ۱۳۶۳ھ/ ۱۹۴۴ء میں ''جامعہ حضرت میاں صاحبؒ'' کی بنیاد رکھی۔ آپ کے فرزند گرامی، جانشین مکرم اور سجادہ نشین مسندِ ارشاد خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ، شرقپور شریف حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری مدظلہ العالی نے ''تحریک احیائے سنت'' کو مزید ترقی دینے کے لئے ۱۳۸۰ھ/ ۱۹۶۰ء میں شرقپور شریف میں 'دارالمبلغین حضرت میاں صاحبؒ' کے نام سے ایک ادارے کی بنیاد رکھی جس میں قرآن، حدیث، تفسیر، فقہ، منطق وفلسفہ، صرف ونحو اور ادب ولغت کے دینی علوم وفنون کی تعلیم دی جاتی ہے۔ اس ادارے میں ہزاروں حفاظ اور علماء نے فیض حاصل کیا اور بعد ازاں دنیا بھر میں علم وعرفان کی روشنی کی روشنی پھیلانے میں مصروف ہوگئے۔ (۳۲)

جامعہ حضرت شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ برائے طالبات، شرقپور شریف

دارالمبلغین حضرت میاں صاحبؒ۔ شرقپور شریف میں صرف لڑکوں کو زیورِ تعلیم سے آراستہ کیا جاتا تھا، لہٰذا نبی اکرم ﷺ کے ارشاد مبارک کہ علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے، کی تعمیل میں طالبات کے لئے شرقپور شریف میں حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری مدظلہ العالی نے ۱۴۱۳ھ/ ۱۹۹۳ء میں جامعہ حضرت شیر ربانی برائے طالبات کی بنیاد رکھی، جس میں الحمدللہ بڑے اہتمام و وقار کے ساتھ مقامی و بیرونی طالبات کی ایک کثیر تعداد اس جامعہ میں دینی علوم حاصل کررہی ہے۔ (۳۳)

مدارس ومساجد کی تعمیر وترقی

زبدۃ الاولیاء شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ (م ۱۳۴۷ھ/ ۱۹۲۸ء) نے تعمیر مساجد کا سلسلہ شروع فرمایا تھا، جو آج تک جاری وساری ہے اور اس نے ایک تحریک کی صورت اختیار کرلی۔ حضرت میاں صاحبؒ کے عقیدت مند اور مرید اس کارِ خیر میں شامل ہونے کے لئے مشتاق و بیتاب

رہتے ہیں۔ حضرت میاں صاحبؒ کے وصال مبارک کے بعد آپ کے خلیفہ مجاز و جانشین حضرت میاں صاحب غلام اللہ رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۷۷ھ/ ۱۹۵۷ء) بھی مساجد تعمیر کرانے میں سرگرمِ عمل رہے۔ آپ کے بعد صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری مدظلہ العالی نے اپنے بلند مرتبہ مرشدوں کی اس عمدہ روش کو زندہ وتابندہ رکھا ہوا ہے۔ آپ کا علم اور علماء سے گہرا تعلق ہے اور آپ علماء کی عظمت اور فضیلت کے قدردان ہیں اور مدرسین وعلماء پر ہمیشہ دستِ شفقت رکھتے ہیں۔ جس کی وجہ سے دینی مدارس کے مہتمم حضرات اور خطباء مساجد کی دلی خواہش ہوتی ہے کہ حضرت اقدس ہماری سرپرستی فرمائیں۔ آپ کی سرپرستی میں سینکڑوں مساجد اور مدارس چل رہے ہیں۔ جن مساجد اور دینی مدارس کی آپ سرپرستی فرما رہے ہیں، وہ پاکستان تک محدود نہیں، بلکہ عراق، ترکی، مدینہ منورہ اور دوسرے ممالک میں بھی پائے جاتے ہیں۔ آپ نے بہت سے دینی مدارس کی تعمیر میں مالی مدد فرمائی ہے اور پاکستان میں تقریباً ۶۲ مساجد آپ کے زیرِ اہتمام تعمیر ہو چکی ہیں، جن کی تعمیر میں آپ نے مالی معاونت فرمائی ہے اور یہ سلسلہ تاحال جاری وساری ہے۔ ان میں سے زبدۃ الاولیاء شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ کے نامِ نامی سے منسوب شدہ مساجد درج ذیل ہیں:

۱۔ جامع مسجد شیر ربانیؒ، محلّہ شیر ربانیؒ، شرقپور شریف، ضلع شیخوپورہ۔
۲۔ جامع مسجد شیر ربانیؒ، عقب سول ہسپتال، شرقپور شریف، ضلع شیخوپورہ۔
۳۔ جامع مسجد شیر ربانیؒ، اکبر روڈ، وَن پورہ، لاہور۔
۴۔ جامع مسجد شیر ربانیؒ، غوث پار، باغبانپورہ، لاہور۔
۵۔ جامع مسجد قادریہ شیر ربانیؒ، ۲۱-۱ ایکڑ سکیم، نیو مزنگ، سمن آباد، لاہور۔
۶۔ جامع مسجد شیر ربانیؒ، سانده کلاں، لاہور۔
۷۔ جامع مسجد شیر ربانیؒ، چونگی امرسدھو، لاہور۔
۸۔ جامع مسجد شیر ربانیؒ، شاہدرہ ٹاؤن، لاہور۔
۹۔ جامع مسجد شیر ربانیؒ، موہلن وال، لاہور۔
۱۰۔ جامع مسجد شیر ربانیؒ، موضع گیدڑی، نزد کھڑیانوالہ، ضلع فیصل آباد۔
۱۱۔ جامع مسجد شیر ربانیؒ، سلطان ٹاؤن، فیصل آباد۔
۱۲۔ جامع مسجد شیر ربانیؒ، محلّہ منیر آباد، گلزار کالونی، فیصل آباد۔
۱۳۔ جامع مسجد شیر ربانیؒ، سمندری، ضلع فیصل آباد۔

۱۴۔ جامع مسجد شیر ربانیؒ، چک نمبر ۲۳۰، تحصیل وضلع وہاڑی۔

۱۵۔ جامع مسجد شیر ربانیؒ، نزد چونگی نمبر ۹، خانیوال، ملتان۔

۱۶۔ جامع مسجد شیر ربانیؒ، ۹ چک، لیاقت پور، ضلع رحیم یار خان۔

۱۷۔ جامع مسجد شیر ربانیؒ، اڈہ شیر پاک، صادق آباد، ضلع رحیم یار خان۔

۱۸۔ جامع مسجد شیر ربانیؒ، چک نمبر ۸، نزد اڈہ تیرہ ہزاری، ضلع رحیم یار خان۔

۱۹۔ جامع مسجد شیر ربانیؒ، گرہ، تحصیل ٹانک، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان۔

۲۰۔ جامع مسجد شیر ربانیؒ، پھالیہ، ضلع گجرات۔

۲۱۔ جامع مسجد شیر ربانیؒ، گیائیں گجراں، ضلع کوٹلی، آزاد کشمیر۔

۲۲۔ جامع مسجد شیر ربانیؒ۔ قلعہ سوجان سنگھ، نزد خانقاہ ڈوگراں، ضلع شیخوپورہ۔

۲۳۔ جامع مسجد شیر ربانیؒ، جھبر، ضلع شیخوپورہ۔

۲۴۔ جامع مسجد شیر ربانیؒ، محلّہ رسول پورہ، شیخوپورہ۔

۲۵۔ جامع مسجد شیر ربانیؒ، الامین پلازہ، مال روڈ، راولپنڈی کینٹ۔

۲۶۔ جامع مسجد شیر ربانیؒ، عقب گورا قبرستان، نزد ملٹری ہسپتال (سی ایم ایچ)، راولپنڈی۔

۲۷۔ جامع مسجد شیر ربانیؒ، سیکٹر ایف نائن، اسلام آباد۔

۲۸۔ جامع مسجد شیر ربانیؒ، پشاور (شہر)۔ (۳۴)

وصل دہم

علم پروری وقدر دانی اہلِ علم وفضل

کتابوں کی طباعت اور مفت تقسیم

حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری مدظلہ العالی بڑے علم دوست اور علم پرور ہیں۔ آپ اہلِ علم کی خوب قدر دانی فرماتے ہیں اور درحقیقت خادم العلم والعلماء ہیں۔

آپ نہ صرف دینی کتب کی اشاعت فرما کر اُن کو مفت تقسیم فرماتے رہتے ہیں، بلکہ شفقت اور علم دوستی کی انتہا یہ ہے کہ کتابیں خرید کر بھی اپنے عقیدت مندوں اور عوام النّاس کو عنایت فرماتے ہیں۔ اس طرح آج تک آپ ہزاروں کتب ورسائل اہلِ علم وفضل اور اپنے اردات مندوں میں مفت تقسیم فرما چکے ہیں اور یہ سلسلہ تاحال جاری وساری ہے۔ ان میں سے جو مکتبہ نور اسلام، شرقپور شریف سے طبع کرا کے مفت تقسیم فرمائیں، ان کی تفصیل مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ خزینہ معرفت

از صوفی محمد ابراہیم قصوری نقشبندی، حضرت میاں شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے احوال ومناقب اور ملفوظات میں ہے۔ چند بار طبع ہوئی ہے۔ ان میں سے ایک طباعت: شرقپور شریف، مکتبہ نور اسلام، مقبول عام پریس لاہور، ۱۳۴۷ھ/ ۱۹۲۸ء، ۳۲۸ص۔ بار دیگر: شرقپور شریف، دارالمبلغین، المکہ پریس، لاہور، ۱۹۷۶ء، ۳۹۲ص۔ (۳۵)

۲۔ حضرت مجدد اور ان کے ناقدین (اُردو)

از شاہ ابوالحسن زید فاروقی، شرقپور شریف: دارالمبلغین حضرت میاں صاحبؒ، ۱۴۰۰ھ/ ۱۳۷۹، ۲۷۲ص۔ (۳۶)

۳۔ المنتخبات من المکتوبات، امام ربانی مجدد الف ثانیؒ (عربی)

مرتبہ: حسین حلمی ایشیق من سعید استابنولی، بار اوّل استنبول، مکتبہ ایشیق سے طبع ہوئی۔ بعد ازاں دارالمبلغین حضرت میاں صاحبؒ، شرقپور شریف کی طرف سے شائع ہوئی۔

۴۔ سرہند شریف (تلخیص از کتابچہ المنتخبات من المکتوبات)
مرتبہ میاں جمیل احمد شرقپوری، شرقپوری شریف: دار المبلغین حضرت میاں صاحبؒ، ۱۳۹۸ھ/ ۱۹۷۸ء، ۲۴ص۔ (۳۷)

۵۔ تتمہ معارج النبوۃ (فارسی)
از ملا معین الدین واعظ کاشفی ہروی (م ۹۱۰ھ/ ۱۵۰۵ء)۔ شرقپور شریف: دار المبلغین حضرت میاں صاحبؒ، س۔ن، ۸۰ص۔

۶۔ The Naqshbandies

By Sardar Ali Ahmad Khan, Sharaqpur Sharif, Distt Sheikhupura, Dar-ul-Muballagheen Hazrat Mian Sahib, 1412/1992, 300pp.

اس کے آخری دو مضامین بالترتیب خالد بشیر اور غلام سرور نقشبندی کے قلم سے حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ اور میاں غلام اللہ شرقپوریؒ (م ۱۳۷۷ھ/ ۱۹۵۷ء) پر ہیں۔

۷۔ مرآۃ المحققین (اُردو)
از قطب عالم حضرت سیّد امام علی شاہ نقشبندی مکان شریفیؒ (م ۱۲۸۲ھ/ ۱۸۶۶ء)، شرقپور شریف: دار المبلغین حضرت میاں صاحبؒ، بسعی واہتمام حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد صاحب، س، ن، ۱۱۶ص۔ (۳۸)

۸۔ نعتیہ قصیدہ
از حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ (م ۱۵۰ھ/ ۷۶۷ء)۔ شرقپور شریف: دار المبلغین حضرت میاں صاحبؒ۔

۹۔ تائید اہل سنت
مترجم و مصحح (متن فارسی): ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان نقشبندی مجددی سندھی۔ شرقپور شریف: دار المبلغین حضرت میاں صاحب، س۔ن، ۵۸ص۔

۱۰۔ مختصر حالات حضرت شیر ربانی وحضرت ثانی لاثانی میاں غلام اللہ شرقپوری (اُردو)
مرتبہ: حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری مدظلہ العالی۔ شرقپور شریف: مکتبہ نور اسلام، س، ن۔

۱۱۔ فضائل ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (اُردو)

ازمولانا منصب علی شرقپوری۔ شرقپور شریف: دارالمبلغین حضرت میاں صاحبؒ۔

۱۲۔ مِنۃ المصلی

۱۳۔ نظام مصطفیٰ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) اور ہماری زندگی (اُردو)

۱۴۔ ماہنامہ نور اسلام (اُردو)

یہ رسالہ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری مدظلہ العالی نے ۱۳۷۴ھ/ ۱۹۵۵ء میں بیاد گاہ حضرت میاں غلام اللہ رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۷۷ھ/ ۱۹۵۷ء) خلیفہ و جانشین شیر ربانی میاں حضرت شیر محمد شرقپوریؒ (م ۱۳۴۷ھ/ ۱۹۲۸ء)، شرقپور شریف، ضلع شیخوپورہ سے جاری فرمایا اور آپ کی ادارت میں بحمدللہ تا حال طبع ہو رہا ہے۔

۱۵۔ ماہنامہ نور اسلام کا شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ نمبر (اُردو)

مرتبہ: حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری مدظلہ العالی۔ شرقپور شریف: مکتبہ نور اسلام، ۲۰۰ ص۔ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری نقشبندی مجددیؒ (م ۱۳۴۷ھ/ ۱۹۲۸ء) کے احوال و مناقب۔ (۳۹)

۱۶۔ ماہنامہ نور اسلام کا امام اعظم نمبر (اُردو)

مرتبہ: حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری مدظلہ العالی، حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ/ ۷۶۷ء) کے احوال و مناقب پر خصوصی عمدہ اور ضخیم شمارہ ہے۔ شرقپور شریف، مکتبہ نور اسلام، شمارہ، ستمبر۔ اکتوبر ۱۹۷۵ء۔

۱۷۔ ماہنامہ نور اسلام کا اولیائے نقشبند نمبر (اُردو)

مرتبہ: حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری مدظلہ العالی۔

شرقپور شریف: مکتبہ نور اسلام، مکہ پریس لاہور، ۱۳۹۹ھ/ ۱۹۷۹ء، ۲ جلدیں: ۵۱۲+۴۹۶ ص۔ ک: اولیائے نقشبندیہ کے احوال و مناقب پر خصوصی شمارہ ہے۔ (۴۰)

۱۸۔ ماہنامہ نور اسلام کا مجدد الف ثانیؒ نمبر (اُردو)

مرتبہ: حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری مدظلہ العالی۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ (م ۱۰۳۴ھ/ ۱۶۲۴ء) کے احوال و مناقب پر خصوصی شمارہ ہے۔ شرقپور شریف، مکتبہ نور اسلام، دو جلدیں۔

۱۹۔ فضائل حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ (اُردو)
مرتبہ: حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری مدظلہ العالی۔
۲۰۔ مختصر حالات امام ربانی مجدد الف ثانیؒ (اُردو)
مرتبہ: حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری مدظلہ العالی۔
۲۱۔ ارشادات مجدد (اُردو)
مرتبہ: حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری مدظلہ العالی۔ شرقپور شریف: دارالمبلغین حضرت میاں صاحبؒ، کیمبرج پریس لاہور، ۱۹۷۸ء، ۱۷۴ص۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ کی تعلیمات۔ (۴۱)

۲۲۔ مسلک مجدد (اُردو)
مرتبہ: حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری مدظلہ العالی۔
شرقپور شریف: دارالمبلغین، المکہ پریس لاہور، ۱۳۹۴ھ/۱۹۷۴ء (طبع چہارم)، ۴۸ص۔ (۴۲)
۲۳۔ مقالات یوم مجددؒ (اُردو)
مرتبہ: حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری مدظلہ العالی۔
۲۴۔ الجذبۃ الشوقیۃ الی الحضرۃ المجددیہ (عربی)
مرتبہ: حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری مدظلہ العالی۔ شرقپور شریف: دارالمبلغین حضرت میاں صاحبؒ، ۱۳۹۵ھ/ ۱۹۷۵ء، ۱۹ص۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ (م ۱۰۳۴ھ/۱۶۲۴ء) کی مدح میں قصائد۔ (۴۵)
۲۵۔ مدنی تاجدار کا تحفہ نماز (اُردو)
مرتبہ: حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری مدظلہ العالی۔ شرقپور شریف: دارالمبلغین حضرت میاں صاحبؒ۔
۲۶۔ مناسک حج (اُردو)
مرتبہ: حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری مدظلہ العالی۔ شرقپور شریف: دارالمبلغین حضرت میاں صاحبؒ۔
۲۷۔ صدائے حق (اُردو)
مرتبہ: حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری مدظلہ العالی۔ شرقپور شریف: دارالمبلغین

حضرت میاں صاحبؒ۔

۲۸۔ تنویرحرم (اُردو)

مرتبہ: حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری مدظلہ العالی۔ شرقپور شریف: دارالمبلغین حضرت میاں صاحبؒ۔

۲۹۔ آسان گرامر (اُردو۔عربی)

مرتبہ: حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری مدظلہ العالی۔ شرقپور شریف: دارالمبلغین حضرت میاں صاحبؒ۔

۳۰۔ لمحہ فکریہ (اُردو)

مرتبہ: حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری مدظلہ العالی۔ شرقپور شریف: دارالمبلغین حضرت میاں صاحبؒ۔

۳۱۔ شجرہ طیبہ مع معمولات نقشبندیہ

مرتبہ: حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری مدظلہ العالی۔ شرقپور شریف: مکتبہ نور اسلام۔ س۔ن۔

۳۲۔ تذکرہ زبدۃ الاولیا شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری نقشبندی مجددی قدس سرہ العزیز (فارسی)، تألیف: محمد نذیر رانجھا۔ شرقپور شریف: دارالمبلغین حضرت میاں صاحبؒ، آرزیڈ پیکیجز، لاہور، ۱۴۱۶ھ/ ۱۹۹۵ء (طبع اوّل)، ۷۶ص۔[۴۴]

روداد تقریبِ رونمائی
تذکرہ زبدۃ الاولیاء شیر ربانی
حضرت میاں شیر محمد شرقپوری نقشبندی مجددیؒ

تمہید

بزمِ جمیل غلامان شیر ربانیؒ، اسلام آباد کے زیر اہتمام کتاب "تذکرہ زبدۃ الاولیاء شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری نقشبندی مجددی قدس سرہ العزیز (فارسی) تألیف محمد نذیر رانجھا" کی تعارفی تقریب بروز اتوار ۲۱/اپریل ۱۹۹۶ء (۱۴۱۶ھ) چار بجے شام فلیش مین ہوٹل، راولپنڈی میں منعقد ہوئی، جس میں خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ شرقپور شریف کے سجادہ نشین حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری مدظلہ العالی مہمانِ خصوصی تھے، جن کی خصوصی توجہ وشفقت کی بدولت یہ کتاب مستطاب تألیف اور طبع ہوئی تھی۔

اس پروقار اور روح پرور تقریب کی صدارت جناب ڈاکٹر ایس ایم زمان نے کی، جبکہ سٹیج سیکرٹری کے فرائض جناب مولانا حافظ شیر عالم مجددی مرحوم نے انتہائی خوبصورت انداز میں انجام دیئے۔ خطاب کے لئے ڈاکٹر عبدالمالک عرفانی مرحوم (م ۱۴۱۹ھ/۱۹۹۸ء)، ڈاکٹر حافظ محمد طفیل، ڈاکٹر صاحبزادہ ساجد الرحمٰن، ڈاکٹر سیّد عارف نوشاہی اور علامہ محمد یوسف چشتی مدعو تھے، جبکہ تلاوت قرآن مجید کے لئے قاری ڈاکٹر محمد یونس، نعت کے لئے حاجی ادریس احمد، "شیر ربانی نامہ" کے لئے ڈاکٹر محمد حسین تسبیحی مدعو تھے۔(۴۵)

فلیش مین ہوٹل کے وسیع وعریض اور خوبصورت ہال میں اس تقریب کا آغاز ملک کے نامور قاری ڈاکٹر محمد یونس صاحب کی خوبصورت وروح پرور تلاوت قرآن مجید سے ہوا۔ اس کے بعد حاجی ادریس احمد صاحب نے نعت رسول مقبول ﷺ سنائی، جس سے سامعین بہت ہی زیادہ مسرور ہوئے۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض مولانا حافظ شیر عالم مجددی مرحوم نے انتہائی خوبصورت انداز میں انجام دیئے۔ انہوں نے "تذکرہ زبدۃ الاولیاء شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری قدس سرہ العزیز" اور اس کے مؤلف کے بارے میں مختصر الفاظ میں بڑی جامعیت کے ساتھ تعارفی کلمات پیش کرتے ہوئے کہا:

''اولیائے کرام کے وجودِ پاک سے نہ صرف ملک خداداد پاکستان میں دین اسلام کے شجر کی آبیاری ہوئی، بلکہ سارے عالم اسلام میں ان نفوس قدسیہ نے محبت الٰہی سے لوگوں کے دلوں کو معمور کیا ہے اور عشق رسول مقبول ﷺ کا جذبہ اہلِ ایمان کے دلوں میں ابھارا ہے۔ انہی مبارک اور پاکیزہ ہستیوں میں سے ایک ہستی شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری قدس سرہ العزیز کی ہے، جن کے فیوض و برکات سے خطۂ پاک و ہند کے ہزاروں اہلِ ایمان نے اپنے دلوں کو منور و تابناک بنایا ہے۔ فخر المشائخ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری دامت برکاتہم العالیہ کا سایہ راہرویان وادی عرفان وتصوف اور غلامان مصطفیٰ ﷺ کے لئے ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ آپ حضرت میاں شیر محمد ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے فیوض و برکات سے پاکستان اور دوسرے ممالک کے ہزاروں اہل ایمان کو مالا مال فرما رہے ہیں اور اس تقریب سعید میں آپ مہمان خصوصی کی مسند پر جلوہ افروز ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ظلِ روحانی اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے فیض عالی کو ہمیشہ قائم ودائم رکھے۔ آمین!

تذکرہ زبدۃ الاولیاء شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری قدس سرہ العزیز فارسی زبان میں جناب محمد نذیر رانجھا نے تألیف کیا ہے، جو اس وقت اسلامی نظریاتی کونسل، اسلام آباد سے وابستہ ہیں۔ علمی و ادبی حلقوں میں ان کا نام جانا پہچانا ہے۔ وہ فارسی اور اُردو زبانوں میں قبل ازیں متعدد تحقیقی کتب تصنیف، تألیف اور ترجمہ کر چکے ہیں جن میں شرح مثنوی معنوی مولانا رومؒ، نسائم گلشن (شرح گلشن راز) اور حضرت مولانا یعقوب چرخی قدس العزیز کے رسائل قابل ذکر ہیں۔ محمد نذیر رانجھا صاحب سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں خواجہ خواجگان مخدوم زماں حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد صاحب بسط اللہ ظلہم العالی سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ، کندیاں، ضلع میانوالی کے ہاتھ مبارک پر بیعت ہیں۔ انھیں شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ سے عقیدت کا شرف حاصل ہے، جس کی بدولت انہوں نے کتاب، تذکرہ زبدۃ الاولیاء شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ تألیف کی ہے۔ یہ کتاب مفصل طور پر بعد میں چھپ رہی ہے، جبکہ اس کی فارسی تلخیص زیورِ طبع سے آراستہ ہو کر منصۂ شہود پر آچکی ہے جس کی تعارفی تقریب کے لئے اہلِ علم وفضل کی کثیر تعداد یہاں موجود ہے۔ حضرات گرامی ابھی آپ کتاب کے بارے میں مختلف محققین اور اسکالرز صاحبان کی آرا سنیں گے۔ اس کتاب کی تعارفی تقریب کے مہمان خصوصی فخر المشائخ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری دامت برکاتہم العالیہ ہیں، جبکہ کرسی صدارت پر پاکستان کے معروف مذہبی اسکالر ڈاکٹر ایس ایم زمان

متمکن ہیں۔ میں سب سے پہلے جناب محمد نذیر رانجھا کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ تشریف لائیں اور کتاب زبدۃ الاولیاء شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری قدس سرہ العزیز کی تالیف کے ضمن میں اپنے خیالات سے ہمیں آگاہ فرمائیں۔''

تذکرہ زبدۃ الاولیاء کے مؤلف کا اظہارِ خیال

مؤلف کتاب احقر راقم الحروف نے اپنے خطاب میں حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری مدظلہ العالی کی شفقت کا ذکر کیا اور آخر میں عرض کیا کہ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری کا فیضانِ نظر ہے کہ دنیا کے جھمیلوں میں گرفتار رہتے ہوئے اس خاکسار کے ہاتھوں اس کتاب (تذکرہ زبدۃ الاولیاء) کی ترتیب وتدوین کا کام ہوگیا اور یہ سب اللہ کریم کا فضل وکرم ہے، جس نے یہ مبارک توفیق ارزانی فرمائی ہے۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی ذَالِكَ

جناب ڈاکٹر محمد حسین تسبیحی کا اظہارِ خیال

بعد ازاں معروف ایرانی دانشور جناب ڈاکٹر محمد حسین تسبیحی سٹیج پر تشریف لائے اور یوں خطاب فرمایا:

''میں تقریباً ربع صدی سے حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری دامت برکاتہم العالیہ کی محبت اور شفقت سے لذت آشنا ہوں اور مجھے شرقپور شریف جا کر حضرت میاں شیر ربانی قدس سرہ العزیز کے آستانہ عالیہ پر حاضری دینے کا شرف بھی نصیب ہوا ہے۔ آپ کا مزار پُرنور اس خطۂ پاک میں بقعۂ نور کی حیثیت رکھتا ہے، جس کی روحانی کرنیں چارسو پھیل رہی ہیں۔ حضرت میاں شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے شرقپور شریف میں دینِ اسلام کے جس روحانی فیض اور ترویج وترقی کا سلسلہ شروع فرمایا تھا وہ الحمدللہ آج محترم المقام حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری دامت برکاتہم العالیہ کے دم قدم سے جاری ہے۔ حضرت صاحبزادہ صاحب اپنے سلسلے کے بزرگوں کے مشن کو ایک منظّم تحریک کی صورت میں جاری رکھے ہوئے ہیں اور اس طرح معارف نقشبندیہ پر مبنی متعدد کتب فارسی و اُردو زبان میں آستانہ عالیہ شرقپور شریف کے دارالمبلغین کی جانب سے طبع ہو کر منصۂ شہور پر آچکی ہیں۔ خانقاہی نظام میں سلسلہ نقشبندیہ کے بزرگوں نے فارسی زبان میں بے شمار عرفانی کتب تصنیف وتالیف کی ہیں، جو مخطوطات کی صورت میں دنیا کی لائبریریوں میں محفوظ ہیں۔ حضرت صاحبزادہ صاحب مدظلہ العالی

اپنے بزرگوں کے نقشِ قدم پر گامزن ہیں اور علمی وعرفانی کتب شائع فرما کر اہلِ علم وفضل میں مفت تقسیم فرمانے کا آپ نے سلسلہ شروع فرما رکھا ہے۔

آپ کی مساعی جمیلہ سے طبع ہونے والی کتب میں ایک کتاب تذکرہ زبدۃ الاولیاء شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری قدس سرہ العزیز کا اضافہ ہوا ہے، جسے جناب محمد نذیر رانجھا نے تألیف کیا ہے۔ محمد نذیر رانجھا ۱۹۷۳ء سے ۱۹۸۵ء تک مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد میں ہمارے رفیقِ کار رہے ہیں۔ علم وادب سے انھیں خاص شغف حاصل ہے اور صوفیائے عظام سے قلبی لگاؤ رکھتے ہیں۔ فارسی زبان میں تحقیق وترجمہ کر کے انہوں نے خوب نام کمایا ہے اور مرکز تحقیقات فارسی ایران وپاکستان سے ان کی متعدد تحقیقی کتب طبع ہوئی ہیں۔ کتاب تذکرہ زبدۃ الاولیاء کے لئے بندہ نے ''شیر ربانی نامہ'' لکھ کر حضرت صاحبزادہ صاحب مدظلہ العالی کے حضور نذرانۂ عقیدت پیش کیا ہے، جو حاضرین گرامی کے سامنے پڑھتا ہوں:

شیر ربانی نامہ

زبدۃ الاولیاء ربانی — گوھر درج عشق ربانی
پند و اندرز ز او نوائے دل — ضو فشان است شیر ربانی
نورِ اسلام آستانہ او — روشنی بخش عالی و دانی
شد بہ شیر محمد او معروف — شیر احمد مجدد ثانی
شرقپور از وجود او روشن — حافظ آیہ ھائے قرآنی
شرقپور شریف آبادان — از وجود امام روحانی
جاذب قلب و جان ھر مومن — چشمہ آب پاک فیضانی
ھر کہ خو اھد طریقت اسلام — نورِ اسلام و نور رحمانی
عارفانہ کلام او بر خوان — تا شود جان تو ۔ گلستانی
ازجمیل احمد آمد این دفتر — رھنما بھر ھر مسلمانی
لفظ زیبائے معنوی بنگر — صادق القول شیخ نورانی
شد جمیل احمد جانشین پدر — بانی بارگاہ ربانی

صاحب ذوق و فکر والا خود — نظم و نثر و کلام عرفانی
ترجمہ کردہ دفتر عرفان — این محمد نذیر انسانی
رانجھا شد ملقب و اکنون — خوشہ چین جہان روحانی
نقشبندی لقب بود چون گل — با بیان و کلام ایمانی
فارسی شد زبان بہ ھر محفل — در وفا عہد خوب پیمانی
ھر چہ خواہی بجو ازین دفتر — حال و احوال شیر ربانی
نور اسلام اگر بود از شرق — شرقپور است چرا بہ پنہانی؟
دیدہ ام بارگاہ و درگہ او — مزرع و سبزہ بہارانی
میزبان بود آن جمیل احمد — کردہ جان مرا بہ مہمانی
در کتب خانہ اش بود موجود — گنج عرفان و گنج سلطانی
ھر کہ خواہد طریق حق جوید — شد جمیل احمد بحر جوشانی
ثانی لا ثانی جانشین آمد — او غلام اللہ خدا دانی
شو روانہ بہ شرقپور شریف — بشنو الفاظ شاہ لاثانی
شہر لاہور و جلوہ یاران — نور داتا و عشق سبحانی
آن حکیم محمد موسیٰ — شد حکیم دل و جہانبانی
رھنمائے ھمہ جوانان شد — در مطبش ببین دعا خوانی
من اسیر کلام موسیٰ ام — حافظش باد خدائے ربانی
این رھا راہ حق ھمی جوید — زبدۃ اولیائے ربانی (۴۶)

جناب ڈاکٹر محمد حسین تسبیحی نے انتہائی خوش الحانی سے اپنے فارسی اشعار بعنوان ''شیر ربانی'' پڑھے، جن کے اختتام پر حاضرین نے انھیں خوب داد دی۔

جناب ڈاکٹر عبدالمالک عرفانی مرحوم کا اظہارِ خیال

اس کے بعد معروف دانشور جناب ڈاکٹر عبدالمالک عرفانی (م ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء) سٹیج پر تشریف لائے اور انہوں نے یوں خطاب کیا:

''یہ تقریب سعید حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ کے ذکر پر مشتمل جناب محمد نذیر رانجھا کی تالیف

''تذکرہ زبدۃ الاولیاء'' کی رونمائی کے سلسلے میں منعقد کی جارہی ہے۔اس میں خاکسار کو بھی حصہ لینے کی سعادت حاصل ہورہی ہے، جس کے لئے منتظمین تقریب کا شکر گزار ہوں۔

میں بحر تصوف کا شناور نہیں ہوں، نہ ہی مسائل تصوف کے بیان پر قدرت رکھتا ہوں۔ میں انوار وتجلیات کی ضوفشانی کے تجربات کا حامل بھی نہیں ہوں اور نہ ہی تنزلات الٰہیہ کی خیال آرائیوں اور تصورات شیخ کی بزم آرائیوں تک میری رسائی ہے۔قلبی وارداتوں، روحانی مشاہدات اور کشف اسرار کے مقامات تک بھی نہیں پہنچ سکا۔ میں تو ابھی عرفان کے سمندر کے کنارے سنگریزوں سے کھیل رہا ہوں۔اس لئے میرے لئے انتہائی مشکل ہے کہ جناب محمد نذیر رانجھا کی تحریر اوران کے خیالات کے بیان کا حق ادا کرسکوں۔لہٰذا میری گزارشات میں اگراذکار باطنیہ کی چاشنی نہ ملے تو معذور فرمائیں۔

جناب محمد نذیر رانجھا کی تالیف ''تذکرہ زبدۃ الاولیاء'' فارسی زبان میں حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ کی سیرت اور افکار عالیہ پر مشتمل ہے۔یہ مختصر سی کتاب اپنے اندر جملہ ظاہری و باطنی اور صوری ومعنوی محاسن رکھتی ہے اور صحیح معنوں میں کوزے میں دریا بند ہے۔ دس ابواب میں حضرت میاں صاحبؒ کے حالات وافکار کو کمال جامعیت اور حسین امتزاج کے ساتھ سمودیا گیا ہے۔

پھول کا پودا جس زمین میں کاشت کیا جاتا ہے، اس سرزمین کی زرخیزی اور دیگر خصوصیات اس پھول پر بھی مترتّب ہوتے ہیں۔باب اوّل میں اس خانوادے کے مختصر حالات درج ہیں، جس کے گل سرسبد حضرت میاں صاحبؒ خیابان تصوف میں نمایاں مقام رکھتے ہیں، جن کی شمیم عارفانہ سے ایک زمانہ مہک رہاہے۔

باب دوّم میں حضرت میاں صاحبؒ کی زندگی کے حالات وواقعات دیئے گئے ہیں۔ ولادت باسعادت کی بشارت اور وقوع کا ذکر والہانہ انداز میں مذکور ہے۔حضرت میاں صاحبؒ ابتدا ہی سے جس ذوق ذکرِ الٰہی کے حامل تھے اور جس روش عارفانہ پر گامزن تھے، اس کے احوال کا حسن بیان دلوں کو گرماتا ہے۔اس سے حضرت میاں صاحبؒ کے ذکرِ الٰہی میں وجد کی کیفیت اور وارفتگی کی حالت، عہد طفلی میں کتب عرفانی وفارسی کی آموزش، فنِ خطاطی میں مہارت اور مشاغل علمیہ کے دوران عرفان الٰہی کے استغراق اور سوز وگداز سے اشک فشانی کا بیان متاثر کن ہے۔

صاحب تذکرہ محمد نذیر رانجھا نے حضرت میاں صاحبؒ کے عالم شباب کے جو حالات لکھے ہیں، ان سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا عہد جوانی تزکیۂ نفس کی ریاضتوں، خلوت گزینی کی حلاوتوں، حالت سکر کی جذب آفرینیوں اور عشق الٰہی کی سرشاریوں میں گزرا۔وہ تقویٰ کی مجسّم تصویر تھے۔صاحب تذکرہ لکھتے ہیں:

''می گویند درویشی بود بہ نام ''فضل دین'' کہ در مسجد حضرت میاں شیر ربانی قدس سرہ اقامت داشت، مردی بود خیلی متقی و نیک، طعام از خانہ مشتبہ ہرگز نمی خورد و بر کسانیکہ اعتماد کامل داشت کہ رزق ایشان حلال وطیب است، از ایشان آردمی گرفت و بدست خود نان می پخت۔ حضرت میاں صاحبؒ نان خود بہ اومی داد و نانی کہ اومی پخت، آن را تناول می فرمود۔'' (ص ۲۱)

یعنی: کہتے ہیں کہ فضل دین نامی ایک درویش حضرت میاں شیر ربانیؒ کی مسجد میں مقیم تھے، جو کسی مشکوک گھر سے کھانا نہیں کھاتے تھے اور جن لوگوں پر کامل اعتماد ہوتا کہ ان کا رزق حلال اور طیّب ہے، ان سے آٹا لے لیتے اور اپنے ہاتھ سے روٹی پکا لیتے۔ حضرت میاں صاحبؒ اپنی روٹی انہیں دے دیتے تھے اور جو وہ پکاتے تھے، وہ خود تناول فرما لیا کرتے تھے۔

اس قدر حلال روزی کا اہتمام بجائے خود تصوف کی جان اور بنیاد ہے اور اس سے بڑھ کر کوئی کرامت نہیں ہوسکتی۔ حلال رزق قبولیت دعا کی کلید ہے، عشق الٰہی کی روح ہے اور مراتب اعلیٰ کی سیڑھی ہے۔

اللہ سے محبت ہو تو اس کے بندوں سے محبت ضروری ہے، حضرت میاں صاحبؒ کی خلقِ خدا سے شفقت اور مسکین پروری ایک معمول تھا۔

جس شخص کا عہد شباب، اخلاق و کردار، معاش و معاشرت، ذکر و فکر اور تزکیہ و تعدیل میں اس قدر ارضع واعلیٰ اور پاکیزہ ہو، اسے ولی کامل سے کم کوئی درجہ نہیں دیا جا سکتا۔

اگرچہ حضرت میاں صاحبؒ کے مرشد اعلیٰ حضرت محمد ﷺ تھے اور آپ ﷺ کا اسوۂ حسنہ ان کی منزل و مراد تھا، تاہم حلقہ بیعت حضرت خواجہ امیر الدین نقشبندیؒ سے منسلک تھے اور انھیں سے پہلے علوم باطنی اور پھر خرقہ خلافت حاصل کیا۔ اس کے بعد آپ نے شرقپور میں خانقاہ نقشبندیہ کی بنا ڈالی۔

صاحب تذکرہ محمد نذیر رانجھا نے حضرت میاں صاحبؒ کی جن خصوصیات پر خاص طور پر روشنی ڈالی ہے، ان میں اتباعِ سنت، ارشاد و تبلیغ دین، اصلاح احوال مردمان، احترام مردمان، جذبہ محبت عارفانہ، تاثیر نگاہ مبارک، فنائے کامل اور فراست صادق قابلِ ذکر ہیں۔ یہ خصوصات ایک مرد مومن کا سرمایہ افتخار اور زاد آخرت ہے۔

تذکرہ میں حضرت میاں صاحبؒ کی کرامات کا ذکر ذرا مختصر ہے، لیکن تذکرہ میں ان کی جو اعلیٰ خصوصیات اور خوبیاں بیان کی گئی ہیں، وہ بجائے خود کرامات کی حیثیت رکھتی ہیں۔

آپ کی خدمات دین میں تعمیر مساجد خاص طور پر مذکور ہیں۔ مختلف شہروں اور مقامات میں ستائیس مساجد آپ کے نام پر تعمیر کی گئیں۔

باب ہشتم میں حضرت میاں صاحب کے ملفوظات گرامی بیان کیے گئے ہیں، ان میں سے کسی ایک کا انتخاب کرنا مشکل ہے، تاہم چند ایک ایسے ہیں جو خود حضرت میاں صاحبؒ کی سیرت و کردار کا پرتو ہیں، مثلاً فرماتے ہیں:

چھ قسم کے لوگ چھ قسم کی برائیوں کی وجہ سے جہنم میں جائیں گے:

۱۔ مردمان عرب بوجہ تعصب وعداوت۔

۲۔ مالدار لوگ بوجہ تکبر۔

۳۔ تاجر لوگ بوجہ فریب کاری۔

۴۔ عام لوگ بوجہ جہل ونادانی۔

۵۔ حاکم لوگ بوجہ ظلم وستم۔

۶۔ عالم لوگ بوجہ حسد۔

ظاہر ہے کہ اگر ان لوگوں میں یہ برائیاں نہ ہوں تو جہنم میں نہیں جائیں گے۔ مقصود یہ ہے کہ یہ لوگ ان برائیوں سے بچے رہیں۔

حضرت میاں صاحبؒ فرماتے تھے کہ بری خصلت کو ترک کرنا سو سالہ عبادت سے افضل ہے۔

آپ نے فرمایا کہ اگر ہمارے اندر تین خصلتیں موجود ہوں تو اللہ تعالیٰ ہمارے حساب کتاب میں آسانی پیدا کر دے گا اور جنت میں داخل کر دے گا:

۱۔ جو شخص تمہیں نہ دے، تم اس کو دو اور اسے محروم نہ کرو۔

۲۔ جس شخص نے تم پر ظلم کیا تم اس کو معاف کرو۔

۳۔ جو عزیز، رشتہ دار تم سے قطع تعلق کریں، تم ان سے ملو اور ان سے قطع تعلق نہ کرو۔

آپ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت بیان کیا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کی نماز ہرگز قبول نہیں کرے گا، جس کے پیٹ میں حرام لقمہ جائے گا۔

آپ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت بیان کرتے تھے کہ اگر تم اتنی نمازیں پڑھو کہ مثل کمان خم کھاؤ اور اتنے روزے رکھو کہ مانند تیر لاغر ہو جاؤ، تو بھی اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال قبول نہیں کرے گا، اگر تم حرام سے باز نہ آؤ۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ جو کوئی چالیس روز مشتبہ مال کھائے، اس کا دل سیاہ ہو جائے گا۔

میں اپنی گزارشات کا خاتمہ اس شعر پر کرتا ہوں، جسے حضرت میاں صاحبؒ اکثر دہراتے تھے:

چو بلبل بر آن گل فدایم کنی
چو پروانہ جلوہ نمایم کنی

یعنی: اے اللہ مجھے ایسا بنا دے کہ میں بلبل کی طرح اس گل پر، یعنی حضرت محمد ﷺ پر فدا ہوتا رہوں اور مجھے ایسا بنا دے کہ پروانے کی طرح ان کے جلوؤں پر نثار ہوتا رہوں۔

میں سمجھتا ہوں کہ ہر مسلمان کی زبان پر یہ شعر جاری ہونا چاہیے۔"

جناب ڈاکٹر حافظ محمد طفیل کا اظہارِ خیال

بعد ازاں ادارہ تحقیقات اسلامی (بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی) اسلام آباد، کے معروف اسکالر جناب ڈاکٹر حافظ محمد طفیل نے خطاب کیا۔ انہوں نے حضرت میاں شیر ربانی قدس سرہ کی مبارک زندگی کے مختلف پہلوؤں کا ذکر کرتے ہوئے کہا:

"حضرت میاں شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ ایک عظیم روحانی پیشوا گزرے ہیں۔ آپ اپنے معاصر صلحاء اور عرفاء میں بڑے صاحب رتبہ ولی اللہ تھے۔ ملک کے کونے کونے میں مختلف مکاتیب فکر کے لوگ آپ کے ہاں حاضر ہو کر آپ کے فیوض و برکات سے مالا مال ہوتے تھے۔ آپ تمام آنے والوں کو انتہائی محبت اور شفقت سے نوازا کرتے تھے۔ حضرت میاں شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ سالکانِ طریقت کی تربیت فرماتے ہوئے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے بلند اُصولوں کی پاسداری فرمایا کرتے تھے۔ اتباع رسول اکرم ﷺ سلسلہ نقشبندیہ کی اہم خوبی ہے۔ یہ حضرات نفلی عبادات کو فرض عبادات کی تقویت کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔

ڈاکٹر صاحب نے حضرت میاں شیر ربانی قدس سرہ کی مبارک زندگی سے چند درس آموز واقعات بطورِ نمونہ سامعین کے سامنے پیش کئے۔ اپنے خطاب کے آخر میں انہوں نے کہا: "حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری مدظلہ ایک مرشد ہونے کے ساتھ ساتھ ایک مبلغ بھی ہیں اور آپ نے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ اور حضرت امام اعظمؒ پر متعدد کتب شائع کرائی ہیں اور ان کو مفت تقسیم فرمایا ہے۔ اس زمانے میں خانقاہوں سے یوں علم و دانش اور دین و حکمت کی خدمت ہو، یہ بہت ہی عظمت کی بات ہے۔ کتاب تذکرہ زبدۃ الاولیاء شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ کی اشاعت اسی سلسلے کی ایک خوبصورت کڑی ہے، جو اس وقت حاضرین کے ہاتھوں میں ہے۔ اس کتاب کے مؤلف محمد نذیر رانجھا صاحب فارسی و اُردو کی متعدد تحقیقی کتابوں کے مصحح، مترجم اور مصنف کی حیثیت سے اہلِ علم و فضل

میں ممتاز حیثیت رکھتے ہیں۔ وہ مبارک باد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے انتہائی محنت، سلیقے، دقتِ نظر اور عقیدت سے یہ مختصر مگر جامع کتاب مرتب کر کے حضرت میاں شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے عقیدت مندوں میں اپنا شمار کرلیا ہے۔''

جناب ڈاکٹر صاحبزادہ ساجد الرحمٰن کا اظہارِ خیال

اس کے بعد ادارہ تحقیقات اسلامی کے معروف اسکالر اور نامور مقرر جناب ڈاکٹر صاحبزادہ ساجد الرحمٰن، سجادہ نشین خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ، بگھار شریف، کہوٹہ، راولپنڈی، نے اپنا خطاب شروع کیا۔ انہوں نے اپنے مخصوص انداز اور خوبصورت طرزِ بیان میں برصغیر پاک و ہند کے صوفیا کے مختلف سلاسل کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

''چھٹی صدی ہجری میں سلسلہ چشتیہ نے اسلام کے درخت کی آبیاری کی، جبکہ نقشبندی سلسلہ نے اس درخت کی حفاظت کی۔ سلسلہ چشتیہ باہر سے ہندوستان میں آیا۔ یہاں دنیائے اسلام میں سب سے زیادہ مقبولیت اس سلسلے کو اس خطے میں ہوئی اور اس نے مقبولیت کی بلندیوں کو چھوا اور اس سلسلے کے پیروکاروں نے ہزاروں لوگوں کو اسلام کی حقیقت سے آشنا کیا۔ ہندوستان کے بڑے بڑے بادشاہ اس سلسلے کے بزرگوں کے آستانوں پر آ کر اپنی نیاز مندی کا اظہار کرتے رہے۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند قدس سرہ العزیز سے جاری ہوا اور سمرقند و بخارا سے ہوتا ہوا حضرت خواجہ محمد باقی باللہ قدس سرہ العزیز کے دم قدم سے ہندوستان میں متعارف ہوا، لیکن اس سلسلہ عالیہ کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ یہ خطۂ ہندوستان سے نکل کر دنیا کے گوشے گوشے میں پھیل گیا۔ اس کی ترویج و ترقی کا ذکر برصغیر پاک و ہند میں حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز کی مبارک ہستی بنی، جن کے خلفاء اور مریدینِ ملک کے گوشے گوشے میں مقیم ہو کر اس سلسلہ کے فنون و برکات سے لوگوں کو مالا مال فرماتے رہے۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے متعدد خلفاء افغانستان، سمرقند، بلخ، بخارا، ترکستان، ترکی اور دیگر اسلامی ممالک میں جا بسے اور یوں اس سلسلہ عالیہ کے انوار چار دانگ عالم میں پھیل گئے اور نقشبندیہ مجددیہ صلحاء اور عرفاء کی خانقاہیں رشد و ہدایت کا منبع بن گئیں۔

سرزمین شرقپور شریف کو یہ شرف و بزرگی حاصل ہے کہ یہاں حضرت میاں شیر ربانی قدس سرہ العزیز جیسی مبارک اور باعظمت ھستی جلوہ افروز ہوئی ہے، جس نے ایک عرصۂ دراز تک اپنے روحانی انوار سے لاتعداد طالبانِ حق کے دلوں کو منور و تابناک کیے رکھا۔ شرقپور شریف میں آج بھی

آپ کا مزار مقدس مرجع الخلائق ہے۔ حضرت میاں شیر ربانی قدس سرہ العزیز سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی ان پاکباز ہستیوں میں سے ایک ہیں، جنہوں نے نہ صرف مسلمانوں کو صراطِ مستقیم پر گامزن ہونے میں راہنمائی و معاونت فرمائی، بلکہ غیر مسلموں کو بھی دینِ اسلام کی حقیقت و معرفت سے لذت آشنا بنایا۔ آپ کی مجلس میں آنے والا ہر طالب نبی مکرم ﷺ کا سچا عاشق اور با عمل مسلمان بن جاتا تھا۔ آپ کو نبی کریم ﷺ سے والہانہ عشق اور محبت تھا۔ آپ ہمہ وقت اور ہر لحہ رسول مقبول ﷺ کی سنت مطہرہ کی ترویج کے لئے کوشاں رہتے تھے۔ داڑھی منڈانے والے مسلمانوں سے بڑی سختی اور درشتی سے پیش آتے تھے۔"

جناب صاحبزادہ ساجد الرحمٰن نے حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری مدظلہ العالی کی علمی و ادبی مساعی جمیلہ اور دار المبلغین شرقپور شریف کے اشاعتی منصوبوں کو خوب سراہا اور اسے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کا جاری سدا بہار روحانی فیض قرار دیا۔ آپ نے کتاب تذکرہ زبدۃ الاولیاء شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری نقشبندی مجددی قدس سرہ العزیز کو ایک انتہائی کامیاب کوشش قرار دیا۔ انہوں نے کہا کہ محمد نذیر رانجھا نے بڑی محنت اور لگن کے ساتھ اس کتاب کو محققانہ انداز میں پیش کیا ہے۔ یہ نہ صرف روحانی حلقوں میں مقبول ہوگی، بلکہ اہلِ علم وفضل بھی اس سے بہرہ ور ہوں گے۔ یہ کتاب رانجھا صاحب کے لئے دنیا میں نام کمانے کا ذریعہ اور آخرت میں عارفانِ الٰہی کے محبّوں کی صف میں شامل ہونے کا سبب بنے گی۔ رانجھا صاحب اسلامی تصوف پر گہری دسترس رکھتے ہیں اور اولیاء اللہ کے محاسن و تذکرہ نویسی میں ان کا اسلوب بڑا اسلیس و رواں اور پسندیدہ ہے۔ میں انھیں ایسی عمدہ اور تحقیقی کتاب تالیف کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب ڈاکٹر سیّد عارف نوشاہی کا اظہارِ خیال

بعد ازاں جناب ڈاکٹر سیّد عارف نوشاہی نے خطاب کیا۔ انہوں نے اپنے مخصوص انداز میں اپنا تحریری مقالہ پڑھنا شروع کیا:

"یہ فروری ۱۹۷۴ء کی ایک صبح تھی۔ میں مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، راولپنڈی کے کتب خانہ گنج بخش میں پہلے دن کی ملازمت کے لئے پہنچا۔ وہاں دو صاحب بیٹھے تھے۔ ایک ایرانی کتابدار (لائبریرین) جنہیں میں پہلے سے جانتا تھا، بلکہ وہ ہی مجھے وہاں لائے تھے اور دوسرے ان کے ایک پاکستانی معاون جنہیں میں نہیں جانتا تھا۔ یہ ایک بیس بائیس سالہ نوجوان تھے، کوٹ پینٹ پہنے

ہوئے، گول مٹول بھرا ہوا چہرہ، جس پر تیکھی مونچھیں۔ مجھے ان کی برابر والی میز کرسی پر بیٹھا دیا گیا۔ ان سے تعارف ہوا۔ یہ محمد نذیر رانجھا تھے، لفظ رانجھا سے تو میں پہلے ہی مانوس تھا۔ ''محمد نذیر'' سے بھی گھلنے ملنے میں زیادہ دیر نہ لگی۔ ہم زبان تو ہم تھے ہی، ہم عمری، ہم پیشگی، ہم کاری، ہم نشینی نے ہم دلی بھی پیدا کردی۔ مگر کتاب خانے میں خاموش ہونے کا قانون اور اوپر سے محترم کتابدار کی طرف سے بھی ہمارے بولنے پر ڈانٹ ڈپٹ، سچ تو یہ ہے کہ ہم قانونِ زبان بندی پر بہت بے مزہ ہوتے۔ کتب خانے میں ہم دونوں کا کام کتابوں کے کارڈ بنانا تھا۔ ہم نے زبان بندی کا توڑ یہ نکالا کہ انھیں کارڈوں پر اپنی بات لکھ کر ایک دوسرے کی طرف سرکا دیتے اور یوں سارا دن ہماری تحریری گفتگو چلتی رہتی۔ رفتہ رفتہ ان کارڈوں پر شعروں کا تبادلہ ہونے لگا۔ یہ وہ اشعار تھے جو ہم پر ہی وارد ہوتے۔ کتب خانے کے علمی ماحول اور وہاں پڑھے لکھے لوگوں کی آمد ورفت کی وجہ سے ہم میں بھی لکھنے پڑھنے کے جراثیم پیدا ہونے لگے۔ چونکہ کچھ کرنے کا عزم اور کچھ بننے کا زعم تھا، ہم نے کچا پکا لکھنا شروع کر دیا اور شاعری میں بھی ایک استاد سے باقاعدہ اصلاح لینے لگے۔ ابھی ہماری رفاقت کے سات ماہ ہی گزرے تھے کہ تمبر ۱۹۷۴ء میں ہمارے اُردو فارسی مقالات کا چھوٹا سا مشترکہ مجموعہ ''نئے چراغ'' کے نام سے چھپ کر آ گیا۔ ۱۹۷۷ء میں ہم نے اپنے اشعار کا مجموعہ ''یادوں کے مینار'' کے نام سے شائع کیا۔ رانجھا صاحب کی ایک غزل کے شعر:

دل کی دولت بھلا لٹنے کا کیوں ہو کچھ غم
ہم تو مشہور ہیں گھر بار لٹانے والے

سے ان کا ''رانجھا'' ہونا صاف جھلک رہا ہے۔ مگر یہ اس وقت کی باتیں ہیں، جب آتش جواں تھا، مرادوں کے دن تھے، جوانی کی راتیں تھیں اور رانجھا صاحب پر سلسلہ نوشاہیہ کا بھی جمالی اثر تھا۔ شباب کے انہی ایام میں جب یہ سلسلہ نقشبندیہ سے وابستہ ہوئے تو معلوم ہوا۔ یہاں تو ''ہوش دَر دَم'' اور ''نظر بر قدم'' کی قید ہے۔ نوشاہیوں کے ہاں ''بے ہوشی دم بہ دم'' اور ''نگاہ بر قدم'' تھی۔ طریقہ نقشبندیہ کی جلالت نے اثر دکھایا اور رانجھا صاحب جو اپنے نام کے ساتھ ایک مناسبت سے ''ڈاکٹر'' لکھا کرتے تھے، اب ''مولانا'' ہو گئے۔ وہ شعر وغزل کو تج کر صوفیانہ ادب کی طرف راغب ہوئے اور سر سلسلہ نقشبندیہ خواجہ بہاء الدین نقشبندؒ کے مرید یعقوب چرخیؒ کی تصانیف پر تحقیق وتراجم کو اپنا خاص موضوع بنایا اور وقفے وقفے سے انہوں نے حضرت چرخیؒ کے تمام غیر مطبوعہ رسائل چھاپ دیئے اور نقشبندیات پر ایک مفید اضافہ کیا۔ نقشبندیات سے ہٹ کر انہوں نے تصوف کی کچھ اور کتابوں، تذکروں اور

مخطوطات کی فہرستوں پر بھی کام کیا جو سب کی سب فارسی زبان میں ہیں۔ مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان میں میرا اور رانجھا صاحب کا ساتھ سات سال تک رہا۔ پہلے میں اس ادارے سے گیا، بعد میں وہ بھی رخصت ہو لئے۔ ان کا قبلہ درست تھا، لہٰذا وہ قومی ہجرہ کونسل (اسلام آباد) سے ہوتے ہوئے اسلامی نظریاتی کونسل میں آ کر ٹک گئے۔ ہم کج جہت تھے، مکے گئے، مدینے گئے، کربلا گئے، واپس وہیں آئے جہاں سے گئے تھے۔ میں اب بھی کتب خانہ گنج بخش میں ہوں۔ میرے کمرے میں دو میزیں ہیں، مگر برابر والی میز خالی پڑی ہے۔ میں اسے دیکھ کر رانجھا صاحب کو یاد کرتا ہوں:

ما و مجنوں ہم سبق بودیم در دیوان عشق
او بہ صحرا رفت و ما در کوچہ ھارسوا شدیم

مولانا جامیؒ کے شیخ طریقت سعد الدین کاشغریؒ ہمیشہ ہرات (افغانستان) کی جامع مسجد کے دروازے پر مریدوں سمیت مجلس آرا ہوتے تھے۔ یہ مسجد مولانا جامیؒ کے گھر کے قریب ہی واقع تھی اور مولانا اسی راستے سے مسجد جایا کرتے تھے۔ ابھی وہ مخدوم سعد الدین کاشغریؒ کے مرید نہیں ہوئے تھے۔ مولانا جامیؒ جب بھی وہاں سے گذرتے، مخدومؒ انھیں دیکھ کر اپنے مریدوں سے کہتے: ''اس شخص میں عجیب قابلیت ہے، ہم تو اس پر فریفتہ ہیں، معلوم نہیں اسے کیسے اپنی گرفت میں لائیں؟'' اور جب ایک دن مولانا جامیؒ، مخدوم سعد الدین کاشغریؒ کی خدمت میں حاضر ہو گئے تو مخدومؒ نے فرمایا: ''شاہباز در چنگ ما افتادہ۔'' لیجئے شہباز ہماری گرفت میں آ گیا۔ رانجھا صاحب ایسا کام کا دھنی ''در چنگ میاں جمیل احمد صاحب افتادہ''، امید ہے وہ ان سے خوب علمی کام لیں گے۔ میرے خیال میں جس قدر علمی روایت سلسلہ نقشبندیہ میں پختہ اور مسلسل چلی آ رہی ہے، باقی سلاسل میں نہیں ہے۔ اگر حضرت میاں صاحب کی توجہ خاص سے پاکستان میں یہ علمی روایت نہ زندہ رہے، بلکہ پھلتی پھولتی بھی رہے تو خانقاہوں اور سجادہ نشینوں کے بارے میں وہ سوء ظن کچھ کم ہو جائے گا کہ اب پیر اور مرید کا تعلق صرف تعویذ اور نذر و نیاز تک ہی محدود رہ گیا ہے۔

خوشی اس بات کی ہے کہ حضرت میاں صاحب فارسی کی بھی سرپرستی فرما رہے ہیں، جو ہمارے دیار میں اب مہجور زبان ہے۔ حضرت میاں صاحب کے مخاطب ظاہر ہے اب ایرانی، افغانی اور تاجیکی ہیں۔ میں ایران اور ایرانیوں کے درمیان کئی سال رہنے کی بنا پر یہ کہنے کی جسارت کر رہا ہوں کہ ان کا کتاب کے بارے میں ذوق اتنا لطیف ہے کہ ہمیں فارسی کتابیں معنوی حسن کے ساتھ اعلیٰ ظاہری خوبصورتی کے ساتھ پیش کرنا ہوں گی۔ کتاب کا موجودہ ٹائپ کسی طرح بھی ایرانیوں کے لئے مانوس

نہیں ہے، چونکہ حضرت میاں صاحب اس موضوع پر مفصل فارسی تذکرہ چھاپنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ لہٰذا وہ اسے اعلیٰ ٹائپ اور صوری محاسن کے ساتھ منظر عام پر لائیں، تاکہ یہ تمام محنت ضائع نہ ہو۔"

جناب ڈاکٹر ایس ایم زمان کا اظہارِ خیال

اس کے بعد تقریب کے صدارتی مہمان جناب ڈاکٹر ایس ایم زمان نے اپنے خطاب میں فرمایا:

"سب سے آخر میں آنے والے کو یہ نقصان ہوتا ہے کہ اسے وقت انتہائی کم ملتا ہے اور اس نے جو کچھ کہنا ہوتا ہے وہ کہہ نہیں پاتا۔ دین کی حقیقت تصوف اور تصوف کی حقیقت اتباعِ سنت اور اسوۂ حسنہ رسول مقبول ﷺ پر عمل پیرا ہونا ہے۔ اولیائے کرام کو اللہ تعالیٰ یہ وصف خصوصی طور پر عطا فرماتے ہیں۔ وہ مجاہدیت و ریاضت کی کٹھن وادیوں کی جادہ پیمائی کرتے ہوئے منزلِ مقصود تک پہنچتے ہیں۔ ان کو منزل مقصود و مرجع اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی ہوتی ہے، جس کے حصول کے لئے وہ اپنی تمام توانائیاں صرف کر دیتے ہیں۔ حضرت میاں شیر ربانی قدس سرہ العزیز نے ساری زندگی اسی مشن میں سرگرم عمل رہتے ہوئے گزاری۔ آپ نے اس جادہ مستقیم پر گامزن رہتے ہوئے خلقِ خدا کو کفر اور گمراہی کے اندھیروں سے نکالنے کی سعی کی اور اتباعِ سنت کے جذبہ و عمل کو فروغ دینے کے لئے بڑی مجاہدانہ کوشش فرمائیں۔

آج ہم حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری مدظلہ العالی کو حضرت میاں شیر ربانی قدس سرہ کے مبارک پیغام اور مشن کو آگے بڑھانے میں سرگرم عمل دیکھتے ہیں تو ہمیں دلی خوشی ہوتی ہے کہ الحمدللہ خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ شرقپور شریف کے فیوض و برکات جاری و ساری ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت صاحبزادہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی علمی، دینی، ادبی اور روحانی کوششوں سے مزید مستفید ہونے کی توفیق عنایت فرمائے۔ آمین!

میرے احباب جانتے ہیں کہ میں کتاب کے بارے میں کچھ کہنے میں بڑا محتاط رویہ اپناتا ہوں اور ایک طرح سے کم گو اور سخت رو واقع ہوا ہوں۔ اس کے باوجود میں بڑے وثوق سے کہتا ہوں کہ جناب محمد رانجھا نے کتاب "تذکرہ زبدۃ الاولیاء" بہت ہی محققانہ اور جامع انداز میں مرتّب کی ہے۔ حضرت میاں شیر ربانی قدس سرہ العزیز کے حالات پر مبنی جو بھی اہم مآخذ گزشتہ دنوں میرے مطالعہ میں رہے ہیں اور ان میں حضرت میاں شیر ربانی قدس سرہ العزیز کی زندگی کے جتنے نمایاں اور اہم واقعات

درج ہیں، جناب محمد نذیر رانجھا نے ان سب کو انتہائی مؤثر اور خوبصورت و جامع انداز میں اپنی کتاب میں فارسی زبان میں جمع کر دیا ہے۔ ان کی یہ چھوٹی سی کتاب تھوڑے وقت میں پڑھ کر قاری کو حضرت میاں شیر ربانی قدس سرہ العزیز کی زندگی کے اہم واقعات سے آگاہی حاصل ہو جاتی ہے۔ مؤلف نے تذکرہ زبدۃ الاولیاء کو اس قدر مستند و جامع بنایا ہے کہ میں حضرت صاحبزادہ جمیل احمد شرقپوری دامت برکاتہم العالیہ سے اس بات کی سفارش کرتا ہوں کہ آپ اب اس کتاب کا اُردو اور انگریزی ترجمہ کرا کے شائع فرمائیں۔''(۴۷)

حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری مدظلہ العالی کے اختتامی اور دعائیہ کلماتِ مبارک

سب سے آخر میں حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری مدظلہ العالی سٹیج پر تشریف فرما ہوئے۔ آپ نے انتہائی مختصر الفاظ میں تمام حاضرین اور مہمانوں کا شکریہ ادا کرتے ہوئے فرمایا:

''عرفاء کا قول ہے کہ جب اہلِ دل کی مجلس میں بیٹھو تو دل کو قابو میں رکھو اور جب اہلِ علم کی مجلس میں بیٹھو تو زبان کو قابو میں رکھو۔ میں سب حاضرینِ مجلس اور مہمانانِ گرامی کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے حضرت میاں شیر ربانی قدس سرہ العزیز پر لکھی جانے والی کتاب: ''تذکرہ زبدۃ الاولیاء'' کی اس تعارفی تقریب میں بھرپور حصہ لیا۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اپنے فضل و کرم سے نوازے۔ محمد نذیر رانجھا صاحب جنہوں نے یہ کتاب لکھی، ڈاکٹر قاری محمد یونس صاحب، مولانا حافظ شیر عالم مجددی صاحب اور تمام دوسرے صاحبان جنہوں نے اس تقریب کے انتظامی اُمور میں ہماری معاونت کی، فقیر ان سب کے لئے دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں دنیا و آخرت کی کامیابی نصیب فرمائے۔ آمین، ثم آمین۔''

بعد ازاں حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری مدظلہ العالی نے تمام حاضرین اور مسلمانانِ عالم کی دنیاوی اور اخروی کامرانیوں کے لئے دعا فرمائی اور پھر حاضرین ماکولات و مشروبات سے محظوظ ہوئے۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ الْکَرِیْمِ

تعارف وتبصرہ

زبدۃ الاولیاء شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری (۴۸)

جناب ڈاکٹر ایس ایم زمان، سابق چیئرمین اسلامی نظریاتی کونسل، اسلام آباد نے اس تقریب سعید کے بعد ۱۹۹۷ء میں کتاب: ''زبدۃ الاولیاء شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ'' پر ادارۃ تحقیقات اسلام (اسلام آباد) کے مؤقر مجلہ ''فکر ونظر'' میں تبصرہ تحریر کیا تھا، جو درج ذیل ہے:

حضرت شیر ربانی جناب میاں شیر محمد شرقپوریؒ صرف ایک صاحب دل بزرگ اور ولی وصوفی عصر ہی نہیں تھے، بلکہ علمیت اور علم دوستی میں بھی انہیں مقام امتیاز حاصل تھا۔ جناب محمد نذیر رانجھا کی اس کتاب پر تبصرے کا آغاز حضرت شرقپوریؒ کی اس علم دوستی کی چند مثالوں سے کرنا بے محل نہ ہوگا۔

۱۔ جناب ابوالبرکات امام علی شاہ نقشبندی مکان شریفی (م ۱۲۸۲ھ) (۴۹) کی فارسی تألیف۔ ''مرآۃ المحققین'' ان کے مرشد حضرت سیّد حسین شاہ نقشبندی المعروف بھورے والا (متوفی ۱۲۴۴ھ) کے احوال وملفوظات پر مشتمل ہے۔ شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد کی تعمیل میں مولوی غلام رسول نقشبندی نے اُردو ترجمہ کیا اور حضرت میاں صاحبؒ نے اسے شائع فرمایا۔ سرورق کے دو صفحات کی خطاطی خود حضرت نے فرمائی جو آپ کی خوشنویسی کا مبارک نمونہ ہے۔ کتاب کے شروع میں مترجم کی ایک نظم ہے جس کے ہر بیت کے حرفِ آغاز کو ملاتے جائیں تو حضرت کا اسم سامی ''مولوی شیر محمد'' بنتا ہے۔ (مطبوعہ مطبع کریمی لاہور)۔

۲۔ اس سے بھی فزوں تر علمی خدمت امیر کبیر سیّد علی ہمدانیؒ کی شہرہ آفاق کتاب ''ذخیرۃ الملوک'' کا اُردو ترجمہ ''منہاج السلوک'' (۵۰) تھا، جو آپ کی فرمائش پر حضرت اللہ بخش تونسوی کے ایک متوسل اور شرقپور میں بحیثیت مدرس اقامت گزین مولوی غلام قادر صاحب نے کیا۔ ۳۱۲ صفحات پر مشتمل یہ کتاب ۱۳۳۴ھ میں شائع ہوئی (۵۱)۔ حضرت صاحب کو اپنے نام کا کتاب میں اندراج پسند نہیں تھا، مترجم نے یہ تدبیر کی کہ شروع میں دو نظمیں شامل کیں۔ پہلی نظم کے سات ابیات میں سے ہر بیت کے پہلے حرف کو جوڑتے چلے جانے سے آپ کا نام ''شیر محمد'' اور دوسری نظم کے پہلے ۲۰ اشعار میں سے ہر ایک کے مصرعہ اولیٰ کا حرفِ اوّل اخذ کر لینے سے آپ کا نام ونسبت ''مولوی شیر محمد شرقپوری'' برآمد ہوتے ہیں۔ آخری بیت سے تاریخ تألیف (۱۳۳۳ھ) نکلتی ہے۔

(۳)۔ تصوف کی معروف عربی کتاب ''حکایات الصالحین'' کا اُردو ترجمہ مشتمل بر ۹۰۰ صفحات بھی ''مجالس المحسنین'' کے نام سے آپ کے اہتمام کی بدولت شائع ہوا۔

صاحبزادہ جمیل احمد صاحب نے اس روایت مبارکہ کو زندہ رکھتے ہوئے مکتبہ نور اسلام کے نام سے ایک اشاعتی ادارہ قائم فرما کر درجنوں کتابیں شائع فرمائی ہیں جو بالعموم صوفیہ نقشبند اور بالخصوص حضرت شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے سوانح و آثار و ملفوظات کے موضوع پر ہیں۔ اسی ادارہ کے زیر نگرانی ماہنامہ ''نور اسلام'' (اُردو) شرقپور شریف سے شائع ہوتا ہے، جس کے خصوصی شمارے امام اعظمؒ نمبر اور حضرت مجدد الف ثانیؒ نمبر (اولیائے نقشبند نمبر) [۵۲] امتیازی شہرت کے حامل رہے ہیں۔

محمد نذیر رانجھا صاحب نے حضرت شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ مختصر تذکرہ فارسی زبان میں مرتب کرنے کا بیڑا کیوں اٹھایا؟ اس کا مختصر جواب تو ہمیں صاحبزادہ میاں جمیل احمد صاحب کی پیش گفتار (ص ۵۔۷) سے مل جاتا ہے۔ اولاً اس مختصر پیش لفظ میں صاحبزادہ صاحب نے حضرت شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت اور مشن کو پانچ سطروں کے ایک پیراگراف میں بحسنِ ایجاز بیان کر دیا ہے۔ آیہ کریمہ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِىْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (۳:۳۱) کو نقل کر کے فرماتے ہیں:

''ممدوح ما حضرت میاں شیر محمد شرقپوری این نکتہ مہمی را نیک فہمید و اتباعِ سنت را پیکر بود، و نہ تنہا خودش اتباعِ سنت مطہرہ را لازم گرفت، دیگراں را ہم بایں مراد تلقین فرمودہ۔ این تلقین گاہے بطریق جلال بود و گاھے بطریق جمال۔ و لے تمنائے دلی او بود کہ ہمہ مسلمانان بہ صمیم قلب پیروی سنت پیغمبر ﷺ را بعہدہ خود گیرند۔'' (ص ۶)

پھر مادہ پرستی کے اس دور میں اہل اللہ کی سیرت کے مطالعہ کی اہمیت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتے ہیں:

> ''دریں عصر کہ عصر سائنس و تکنولوجی ہست سوانح مبارک اولیای حق یک منارہ نور میباشد۔ این امر لازم را احساس کردہ شد کہ نژاد نو را بہ زندگانی حضرت ممدوحؒ معرفی شود تا اذھان منطقی و فلسفی جدید...... از روح اسلام آشنا شوند و مقام و مرتبہ شارح اسلام ﷺ را بشناسند و دین مستقیم اسلام را رہبر و رہنمای خود ساختہ در دین و دنیا کامرانی می جویند۔'' (ص ۷)

حضرت میاں صاحبؒ کی بعض اُردو و پنجابی سوانح کا تذکرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں:

''برای این مقصود مجلات متعددی بزبان اُردو و پنجابی نوشتہ شدہ و انتشار یافتند مثل خزینہ

معرفت،[۵۳] انقلاب الحقیقت،[۵۴] تذکرہ،[۵۵] اولیای نقشبند المعروف شیر ربانی، آفتاب ولایت،[۵۶] ذکرمحبوب،[۵۷] خطبات شیر ربانیؒ،[۵۸] ومنبع انوار،[۵۹] وغیران۔[۶۰] (ص ۷)

پھر اس سوال کا جواب آتا ہے جو ہم نے ابھی ابھی اٹھایا تھا۔ راقمطراز ہیں:

''بندہ را ایک آرزوئے دیرینہ بود کہ بزبان انگلیسی، فارسی، وعربی ہم چند کتب طبع شوند کہ فیوض و برکات ایں ولی کامل...... را بخوانندگان ایں زبانہای خارجی معرفی شود......

الحمدللہ کہ آقای محمد نذیر رانجھا ایں کتاب را بزبان فارشی نوشتہ تمنای مرا عملی ساخت۔'' (ص ۷)

ظاہر ہے حضرت میاں صاحب قدس سرۃ العزیز کا یہ مختصر فارسی تذکرہ جو اس تبصرہ کا عنوان ہے، اس موضوع پر پہلی تصنیف نہیں ہے۔ صاحبزادہ جمیل احمد صاحب نے پیش گفتار میں چند مؤلفات کا ذکر کیا ہے۔ خود مؤلف کتاب نے ص ۷۳ پر ''مآخذ'' کے عنوان کے تحت سات مصادر کا ذکر کیا ہے جن میں متذکرہ صدر مؤلفات کے علاوہ تذکرہ حضرت سیّد میر جان کابلی نقشبندی مجددی از میاں اخلاق احمد (لاہور، ۱۹۸۸ء) اور میاں جمیل احمد صاحب کی تألیف مختصر حالات حضرت شیر ربانی وحضرت ثانی لاثانی میاں غلام اللہ شرقپوری بھی مذکور ہیں۔ سردار علی احمد خاں کی مرتبہ انگریزی تألیف The Naqshbandis (شرقپور، ۱۹۹۲ء ط۔۲) میں آخری دو مضامین بالترتیب خالد بشیر اور غلام سرور نقشبندی کے قلم سے میاں شیر محمد صاحب اور میاں غلام اللہ صاحب پر ہیں۔ تاہم ۳۰۰ صفحات کی اس کتاب کا بیشتر حصہ حضرت مجدد الف ثانیؒ اور ان کے فلسفہ پر مشتمل ہے۔ جس میں پروفیسر خلیق احمد نظامی جیسے فضلاء کے مضامین بھی شامل ہیں۔ مزید براں اس ضمن میں انجمن شیر ربانی جڑانوالہ کی شائع کردہ تذکرہ شیر ربانی و مسلک شیر ربانی اور گل محمد گلزائی کی پشتو تألیف یوچمن گنجے دوگلونہ کا ذکر بھی کیا جاسکتا ہے۔

رانجھا صاحب کی کتاب کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ ۷۶ صفحات کے مختصر دامن میں دس ابواب پر منقسم شیر ربانی کی حیات مبارکہ کے بھی اہم پہلوؤں کو بڑے سلیقے کے ساتھ سمیٹ لیا گیا ہے۔ احوال خانوادہ، ولادت وطفولیت اور آموزش و پرورش، بیعت اور سر روحانی، اتباع سنت اور ارشاد و تبلیغ، کشف و کرامات، سفر آخرت اور جانشین، تعمیر مساجد اور اشاعت کتب دینی میں عملی سرگرمی، ابیات و ملفوظات و واردات قلبی اور خلفاء محترم سبھی موضوعات کا اجمالی مگر جامع جائزہ لیا گیا ہے۔ ترک سنت پر حضرت میاں صاحب کی اپنے برادر خالہ زاد اور وقت کی مقتدر شخصیت میاں محمد شفیع کو تہدید کا ذکر ہے۔ (ص ۳۲،) حضرت اقبال کی شرقپور میں حاضری کی حکایت بھی موجود ہے۔ (ص ۳۴-۳۵) ایسے اہم تاریخی واقعات کے بیان میں حوالہ وسند کا فقدان کھٹکتا ہے۔

تاہم زیر تبصرہ تصنیف کی انفرادیت صرف اس پہلو سے ہی نہیں کہ یہ فارسی زبان میں حضرت میاں صاحب پر پہلی تصنیف ہے بلکہ کسی مبالغہ کے بغیر خالصتہً معروضی انتقاد کی روشنی میں اسے میاں صاحب کی سوانح حیات پر ایسی مختصر اور نہایت جامع کتاب قرار دیا جاسکتا ہے جس کی افادیت کے پیشِ نظر اس کے اُردو اور انگریزی ترجمہ کی اشاعت بھی ایک اہم علمی خدمت ہوگی۔ محمد نذیر رانجھا صاحب پہلے ہی ایک متواضع مگر بے حد محنتی، اور باصلاحیت محقق کی حیثیت سے استناد حاصل کرنے کا استحقاق رکھتے ہیں۔ اس ضمن میں ان کی مؤلفات ''کنز العلم و العمل'' (اسلام آباد، عتیق پبلشنگ ہاؤس، ۱۹۹۴ء) اور احادیث کے اُردو تراجم (کتابیات) (اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۹۵ء) بطور مثال پیش کی جاسکتی ہیں۔ مولانا جلال الدین رومی کی مثنوی کی ''شرح مثنوی معنوی'' (از شاہ داعی اللہ شیرازی) اور اسی شارح کی ''نسائم گلشن'' (شرح گلشن راز) جیسی وقیع کتب بھی رانجھا صاحب کی تصحیح وپیش گفتار، (تحقیق وتقدیم) کے ساتھ مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد کے زیر اہتمام اشاعت پذیر ہوچکی ہیں (۱۹۸۵، ۱۹۸۷ء)۔

زیرنظر کتاب ان کے علمی قد وقامت میں مزید اضافہ کا باعث ہوگی۔ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ الْعَزِیْز۔

ماہنامہ نور اسلام کا اجراء

حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری مدظلہ العالی صاحب علم ہستی ہیں، اس لئے علماء، تبلیغ دین اور قلم کی اہمیت کو جانتے ہیں۔ آپ کے خیال کے مطابق کتب ورسائل کی فراہمی تبلیغی دین کا حصہ ہے۔ اسی مقصد کے پیشِ نظر آپ نے ۱۳۷۴ھ/ ۱۹۵۵ء ماہنامہ نور اسلام کا اجرا فرمایا۔ زمانہ کے نشیب و فراز کے باوجود اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے تاحال یہ رسالہ جاری وساری ہے۔ یہ رسالہ درسِ قرآن، درسِ حدیث، فقہی مسائل، حالات بزرگان دین، افکار شیر ربانیؒ اور دیگر اخلاقی وتربیتی مضامین پر مشتمل ہوتا ہے۔ حضرت کی ادارت میں اس کے کئی شاندار اور قابلِ قدر نمبر میں شائع ہوئے ہیں، جن میں سے (۱)۔ شیر ربانیؒ نمبر، (۲)۔ امام اعظم نمبر (۳)۔ اولیائے نقشبند نمبر (۲ ضخیم جلدیں) (۴)۔ مجدد الف ثانیؒ (۳ ضخیم جلدیں) بہت معروف مقبول ہوئے۔ آپ نے اس رسالہ کو آمدن کا ذریعہ نہیں بنایا، بلکہ اپنے بلند اخلاق کی بدولت اسے تبلیغ واشاعت دینِ اسلام کا عملی نمونہ بنایا ہے۔

علاوہ ازیں پندرہ روز ''آواز نقشبند'' اور ہفت روزہ ''اخبار مجدد الف ثانیؒ'' بھی آپ کے سرپرستی میں شائع ہوتے ہیں۔

مکتبہ نوراسلام کا قیام

آپ نے مکتبہ نوراسلام کے نام سے ایک اشاعتی ادارہ شرقپور شریف میں قائم فرمایا، جس کی جانب سے درج ذیل کتب شائع ہو چکی ہیں:

(۱)۔تائید اہلِ سنت، (۲)۔عربی گرامر، (۳) خزینہ معرفت، (۴)۔ارشادات مجددؒ، (۵)۔مسلک مجددؒ (۶)۔تذکرہ اولیائے نقشبند، (۷)۔تذکرہ شیر ربانیؒ، (۸)۔منبع انوار، (۱۰) تذکرہ حضرت مجدد الف ثانیؒ (تین جلدیں)، (۱۱)۔تذکرہ حضرت میاں غلام اللہؒ۔ [۶۱]

یہ تمام کتب آپ نے مفت تقسیم فرمائی ہیں اور فرما رہے ہیں۔

وصل یازدہم

روحانی خدمات

پیر طریقت

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کا فیض عالی جو زبدۃ الاولیاء شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۴۷ھ/ ۱۹۲۸ء) سے جاری ہوا تھا، وہ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری مدظلہ العالی سے جاری و ساری ہے۔ خانقاہ شیر ربانیؒ، شرقپور شریف تمام دنیا سے متعارف ہے اور ہر مسلمان کے دل میں اس کا احترام پایا جاتا ہے۔ آپ نے اپنے والد بزرگوار حضرت میاں غلام اللہ ثانی لاثانی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۷۷ھ/ ۱۹۵۷ء) کے مبارک انداز میں لوگوں کو "اللہ اللہ" بتانے کا سلسلہ شروع فرمایا اور الحمدللہ احسن طریقے سے مسندِ ارشاد آستانہ شیر ربانی کی ذمہ داریاں پوری فرما رہے ہیں۔ آپ کے حلقہ میں آنے والے ارادتمند اور زائرین آپ سے کسب فیض کر رہے ہیں۔ آپ جب حلقہ مریدین میں جلوہ افروز ہوتے ہیں تو حاضرین پر ایک خاص قسم کی کیفیت طاری ہوتی ہے۔ پہلی بار آنے والا عقیدت مند آپ کی شخصیت و فیض سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا۔ آپ کے مریدین کا حلقہ پاکستان تک محدود نہیں بلکہ پوری دنیا میں پھیلا ہوا ہے۔ اللہ کریم آپ کے فیض عالی کو ہمیشہ جاری و ساری رکھے۔

کاشانہ شیر ربانیؒ

خانقاہ شیر ربانی شرقپور شریف کی مسندِ ارشاد کے علاوہ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری مدظلہ العالی ملک اور بیرونِ ملک دیگر مقامات پر بھی قیام فرماتے ہیں اور وہاں سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی ترویج و ترقی کے لئے کوشاں رہتے ہیں۔ حضرت شیخ ابوالحسن علی ہجویری داتا گنج لاہوری رحمۃ اللہ علیہ (م ۴۶۵ھ/ ۱۰۷۲ء) کے مزار انور سے چند قدم پہلے کے فاصلے پر آپ نے ایک عمارت حاصل کر کے وہاں "کاشانہ شیر ربانی" کی بنیاد رکھی ہے۔ ہر جمعرات اور جمعۃ المبارک کو نماز مغرب کے بعد آپ کی سرپرستی میں یہاں محفل میلاد اور ختم خواجگان کی تقریب کا انعقاد ہوتا ہے۔ کاشانہ شیر ربانیؒ میں

ہمیشہ علماء، مریدین اور عقیدتمندوں کی آمد ورفت کا سلسلہ جاری رہتا ہے اور یہاں ان کے طعام وقیام کا بھی انتظام کیا جاتا ہے۔

رباط شیر ربانیؒ

حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری مدظلہ العالی کو نبی اکرم ﷺ سے والہانہ عقیدت و محبت ہے اور ہمہ وقت رحمتِ دوعالم ﷺ کی عقیدت ومحبت میں سرشار رہتے ہیں۔ایک زمانہ تک آپ سال کا اکثر حصہ دیارِ مصطفیٰ ﷺ میں گزارتے تھے اور سرزمین مدینہ منورہ میں نبی کریم ﷺ کی محفل نعت کی تقریب کا ہر روز انتظام فرماتے تھے، جس میں قراء ونعت خوان حضرات، علماء کرام اور خاص وعام کی کثیر تعداد شامل ہوتی۔آپ نے مدینہ منورہ میں زمین حاصل کرکے "رباط شیر ربانی" کے نام سے ایک عمارت تعمیر کرائی تاکہ تقریب سعید اس میں ہمیشہ جاری رہیں اور یہاں آنے جانے والوں کے لئے قیام وطعام کی سہولتیں میسر رہیں۔"رباط شیر ربانی" کی مدینہ منورہ میں تعمیر حضرت مدظلہ العالی کے نبی اکرم ﷺ سے عشق ومحبت کی واضح اور بیّن دلیل ہے۔(۶۲)

حوزہ نقشبندیہ

حضرت صاحبزادہ جمیل احمد شرقپوری مدظلہ العالی نے معارف و فیوضات نقشبندیہ کی ترویج و ترقی کے لئے حوزہ نقشبندیہ کی بنیاد رکھی ہے، جس کی تفصیلات درج ذیل ہیں:

لائحہ عمل برائے علمی تحقیقات

۱۔ نقشبندی سلسلہ کی تاریخ وتعلیمات سے متعلق درجہ اوّل کے تمام ماخذ ومراجع جمع کئے جائیں۔
۲۔ صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی کے ذخیرہ کتب مخزونہ کتابخانہ پنجاب یونیورسٹی، لاہور کو سلسلہ نقشبندیہ کی کتب کے لئے مخصوص ذخیرہ بنادیا جائے۔
۳۔ اس امر کے لئے ساری دنیا کے علمی مراکز سے رابطہ قائم کیا جائے اور ان سے اس ذخیرے کے لئے کتابیں بھیجنے کے لئے درخواست کی جائے۔
۴۔ مطبوعہ کتب (سلسلہ نقشبندیہ) جو دنیا میں طبع ہوئی ہیں، خرید کر جمع کی جائیں۔

۵۔ غیر مطبوعہ کتب، یعنی مخطوطات دنیا میں جہاں جہاں سلسلہ نقشبندیہ سے متعلق محفوظ ہیں، ان کے عکس کتب خانے کے لئے منگوائے جائیں۔

۶۔ اس کارِ خیر کے لئے باقاعدہ علماء و محققین کا ایک بورڈ تشکیل دیا جائے، جو اِن مراجع کی فہارس تیار کرے، پھر اِن کے عکس لینے کے لئے کوشش کی جائے۔

۷۔ پاکستان اور دنیا بھر میں نقشبندی سلسلہ کے مراکز اور خانقاہوں سے رابطہ (علمی) قائم کیا جائے اور ان مقامات میں اگر کتب خانے موجود ہیں تو وہاں سے نادر کتب و مخطوطات کے عکس بنوائے جائیں۔

۸۔ سلسلہ نقشبندیہ کے مخطوطات خریدنے کے لئے پنجاب یونیورسٹی لائبریری (ذخیرہ میاں صاحب) کو ایک خطیر رقم دی جائے، جو میاں صاحب کے نام بینک میں جمع رہے اور مخطوطات خریدتے وقت بینک سے ادا کر دی جائے۔

۹۔ روس سے آزاد ہونے والی مسلم ریاستوں (خصوصاً بخارا، سمرقند، تاشقند اور قزان وغیرہ) میں جا کر وہاں سے نقشبندی سلسلہ کی قدیم مطبوعات و مخطوطات حاصل کئے جائیں، کیونکہ یہ علاقے اس سلسلہ کے اوّلین مراکز تھے۔

اغراض و مقاصد

۱۔ سلسلہ نقشبندیہ کی ترویج و اشاعت کے لئے کوشش کرنا۔

۲۔ اس سلسلے پر علمی و تحقیقی کام کرنے کی ترغیب دینا۔

۳۔ سلسلہ نقشبندیہ پر تحقیقی کام کرنے والوں کی ہر طرح سے معاونت کرنا۔

۴۔ اس سلسلے کی تاریخ، افکار و تعلیمات سے متعلق ایک جامع فہرست مرتّب کر کے شائع کرنا جو اُردو و انگریزی زبان میں ہونی چاہیے، یعنی:

A Bibliography of the Naqshbandiah order

۵۔ اس مقصد کے لئے ایک کتب خانے کا قیام، جس میں اس سلسلے سے متعلق تمام مآخذ و مراجع جمع کئے جائیں (تفصیل لائحہ عمل کے تحت لکھی جا چکی ہے)۔

۶۔ بعض اکابرِ نقشبندی مشائخ کے یوم منانے کے لئے محافل کا قیام، مثلاً:

❁ حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ

- حضرت خواجہ محمد پارسا بخاری رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت خواجہ عبیداللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ
- حضرات صاحبزدگان حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین
- حضرت شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ۔ وغیرہ

۷۔ نقشبندی سلسلہ کے اہم مآخذ جدید تقاضوں کے مطابق ایڈٹ کر کے شائع کرنا۔

۸۔ یورپین زبانوں میں اس سلسلہ کے قدیم واصل مآخذ کے تراجم، تحقیق وحواشی کے ساتھ شائع کرنا، یعنی:

Translation of the Original Saurces into European Languages

برائے تحقیقات علمیہ

اراکین

- صاحبزادہ میاں جلیل احمد شرقپوری
- پروفیسر محمد اقبال مجددی، لاہور
- جناب محمد عالم مختار حق، لاہور
- جناب علیم تفضّل، اسٹنٹ ڈائریکٹر ڈی پی آئی کالجز، لاہور۔
- جناب قدر آفاقی لاہور۔
- جناب قاضی ظہور احمد اختر، پھلروان۔
- پروفیسر خالد بشیر، گجرات۔
- جناب احمد علی، لاہور۔

- ڈاکٹر نذیر احمد شرقپوری۔
- جناب محمد معروف احمد شرقپوری۔

مشیران

- ڈاکٹر شیر محمد زمان، اسلام آباد
- پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی، مانچسٹر۔
- پروفیسر مسعود احمد، کراچی
- ڈاکٹر عارف نوشاہی، راولپنڈی۔
- جناب محمد نذیر رانجھا، راولپنڈی۔
- مولانا عبدالحکیم شرف قادری، لاہور۔
- مولانا منشاء تابش قصوری، مریدکے۔
- ڈاکٹر معین نظامی، اورینٹل کالج، لاہور۔
- ڈاکٹر قمر علی زیدی، شعبہ عربی پنجاب یونیورسٹی، لاہور۔
- ڈاکٹر ظہور احمد اظہر، سابق صدر شعبہ عربی پنجاب یونیورسٹی، لاہور۔
- پروفیسر حازم محمد احمد، قاہرہ، مصر
- جناب اقبال احمد فاروقی، لاہور۔
- جناب مختار الدین احمد، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ، انڈیا۔
- جناب انس فاروقی، خانقاہ شاہ ابوالخیر دہلی، انڈیا۔
- جناب ابو حفص عمر مجددی، سجادہ نشین خانقاہ نقشبندیہ، کوئٹہ۔
- ڈاکٹر ساجدہ علوی، کینیڈا۔
- جناب احمد حسن مرزا۔ امریکہ۔
- جناب آرتھر بویلر، امریکہ۔ (۶۳)

ذخیرہ کتب

صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی

مخزونہ پنجاب یونیورسٹی، لاہور (۶۴)

حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری مدظلہ العالی ہمیشہ علم وادب پروری فرماتے رہے ہیں اور آپ اہلِ علم کے بہت ہی زیادہ قدردان ہیں۔ آپ نے ایک انتہائی مثالی، قابل قدر اور تاریخ ساز قدم یہ اٹھایا ہے کہ اپنا ذاتی ذخیرہ کتب، جس کی تعداد پانچ ہزار دو سو کتب پر مشتمل ہے اور جن کی مالیت لاکھوں میں ہے، ۹ راگست ۲۰۰۱ء کو پنجاب یونیورسٹی، لاہور کو عطیہ دے دیا ہے، تاکہ اہلِ علم محققین اور مراجعین ہمیشہ ان سے اپنی علمی پیاس بجھاتے رہیں۔ بلا مبالغہ اس ذخیرہ میں ایسی نایاب و نادر اور گرانقدر وقیمتی کتب موجود ہیں کہ اسے گنج شائیگان کا نام دینا چاہیے۔ یہ علمی وروحانی جواہر پارے آپ نے عمرعزیز میں متاعِ گراں ومحنت شاقہ سے جمع کئے ہیں۔ ان میں ملکی اور غیر ملکی مطبوعہ کتب کی کثیر تعداد موجود ہے، بالخصوص اسلامی ممالک میں طبع ہونے والی قدیم وجدید اہم و نادر کتابیں۔ اسی طرح تصوف کے انتہائی نادرونایاب جواہر پارے۔

آپ کی روحانی، مذہبی اور ملّی خدمات کے ساتھ علم وادب پروری اور علماء نوازی کی صفاتِ عالیہ کا ذکر بہت ہی زیادہ ملتا ہے اور اب اپنے ذخیرہ کتب کو عطیہ کر دینے کا عمل ایک انتہائی جذبہ خدمت علمی کا بیّن ثبوت ہے۔ اللہ کریم آپ کو ہمیشہ سلامت باکرامت رکھیں۔

آپ کی مساعی جمیلہ اور بھرپور تعاون سے پنجاب یونیورسٹی نے اس ذخیرہ کی فہرست اوّل ۲۰۰۲ء میں طبع کی ہے جس میں ۲۹۰۷ کتب کا (از لحاظ عنوان) تعارف شامل ہے۔ دوسری جلد زیر طبع ہے۔

اب آپ نے حوزہ نقشبندیہ کی بنیاد رکھی ہے، جس کے اغراض ومقاصد میں یہ بھی شامل ہے کہ ذخیرہ کتب میاں صاحب مخزونہ پنجاب یونیورسٹی میں ہمیشہ اضافہ کیا جائے گا۔

وصل دوازدہم

مناقب وفضائل

جناب خالد اطہر رقم طراز ہیں:

''پیر طریقت، رہبر شریعت، عالم باعمل، جانشین شیر ربانی، ولی العصر، عابد وزاہد، متقی ودرویش حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری موجودہ عہد کے نامور بزرگ ہیں۔ آپ کا تعلق پاکستان کے ایک ایسے علمی، مذہبی اور روحانی خانوادے سے ہے، جس کا احترام اور مقام اظہر من الشّمس ہے۔ نامور شخصیات آپ کے بزرگوں سے فیض حاصل کرتی رہی ہیں۔ شاعرِ مشرق، مفکر پاکستان حضرت علامہ محمد اقبالؒ بھی آپ کے اجداد کے معتقدین میں شامل تھے۔ پاکستان کے علاوہ برطانیہ میں بھی ہزاروں افراد صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری سے رہنمائی اور فیضان حاصل کر رہے ہیں اور متعدد شہروں میں صاحبزادہ صاحب کی سرپرستی میں روحانی تقریبات کا سلسلہ جاری ہے۔''(۶۵)

اپنی ذات میں انجمن

جناب ماسٹر احمد علی شرقپوری نقشبندی مجددی لکھتے ہیں:

''فخر المشائخ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری دامت برکاتہم العالیہ اپنی ذات میں انجمن ہیں۔ آپ نے تبلیغ دین میں بڑی سعی فرمائی ہے۔ خصوصی طور پر حضرت مجدد الف ثانی احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات کو عام کرنے کے لئے تقریری وتحریری مؤثر کوششیں فرمائی ہیں۔ آپ کا اس سلسلے میں ایک وسیع دنیا کے ساتھ رابطہ رہا، مختلف لوگوں کے ساتھ ہمسائیگی رہی، مختلف لوگ آپ کے تبلیغی اسفار میں ہمراہ رہے۔ آپ نے تقاضائے بشریت میں مختلف لوگوں سے معاملات بھی کئے۔ یہ تمام باتیں کسی شخص کے کردار کو جانچنے کا بہترین ذریعہ ہیں۔ اخبارات نے خبروں اور مضامین کے ذریعے آپ کو خراجِ تحسین پیش کیا ہے۔ یہ عرصہ نصف صدی پر مشتمل ہے۔''(۶۶)

حاملِ صفات گونا گوں

جناب مولانا محمد صدیق ہزاروی لکھتے ہیں:

''حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد اپنی گونا گوں صفات کے پیشِ نظر علماء، خطباء، صحافی، امراء و فقراء سب میں یکساں مقبولیت رکھتے ہیں۔ عبادات گزار اور شب بیدار ہیں۔ آپ نے ہوش سنبھالنے کے بعد ہر سال حج کیا۔ اکثر اسلامی ممالک کے دورے کئے اور بزرگان دین کے مزارات پر گئے۔''(٦٧)

تعلیمات مجددیہ کا فروغ

جناب خالد اطہر لکھتے ہیں:

''مشائخ نقشبندیہ مجددیہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے مختلف مقامات پر اعراس کا اہتمام کرواتے ہیں۔ خصوصاً حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری مدظلہ العالی مختلف ممالک کے علاوہ یوکے یعنی انگلینڈ اور سکاٹ لینڈ کے مختلف شہروں میں عرس امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ بڑے اہتمام سے کرواتے ہیں۔ تعلیمات مجددیہ کے فروغ کے لئے انہوں نے بڑا کام کیا ہے اور متواتر کر رہے ہیں۔ انہوں نے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات کے موضوع پر کافی تصنیفات شائع کروائیں۔''(٦٨)

''حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد صاحب کے مقام اور ان کے کارناموں کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ جامعہ الازہر مصر کے انتہائی سینئر استاد شیخ حازم محمد احمد عبد الرحیم محفوظ نے عربی میں ایک کتاب: ''فخر المشائخ میاں جمیل احمد شرقپوری النقشبندی المجددی ومنھجہ فی نشر الدعوۃ الاسلامیہ'' تحریر کی ہے، جس میں آپ کی شخصیت اور دینی خدمات پر تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالی گئی ہے۔''(٦٩)

صاحب تصنیف بزرگ

پندرہ روزہ اخبار ''میمن'' کراچی (۵-۲۰/اپریل ۲۰۰۱ء) لکھتا ہے:

''فخر المشائخ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری مدظلہ العالی برصغیر کی ایک برگزیدہ ہستی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کے برادر اصغر اور خلیفہ اکبر حضرت میاں غلام اللہ صاحب المعروف ''ثانی لاثانی'' رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے ہیں۔ آپ کے والد ماجد قبلہ ثانی لاثانیؒ کی نظر

کرم نے حضرت قبلہ صاحبزادہ میاں جمیل احمد کو گوہر نایاب اور ولی کامل بنا دیا۔ صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری صاحب تصنیف بزرگ ہیں۔ عوام النّاس کو اسلامی تعلیمات سے روشناس کرانے کے لئے آپ نے بہت سی کتابیں مثلاً: ا۔ مسائل نماز، ۲۔ تذکرہ امام ابوحنیفہؒ۔ ۳۔ ارشادات مجدد الف ثانیؒ۔ ۴۔ تذکرہ مشائخ اولیائے نقشبند تالیف فرمائیں اور انہیں چھپوا کر مفت تقسیم کیا۔
اہل علم اور علما سے آپ والہانہ محبت فرماتے ہیں۔ پاکستان (اندرون ملک) اور بیرون ملک کے علمائے حق اہلِ سنت و جماعت سے آپ کے گہرے تعلقات رہے ہیں اور حضرت میاں جمیل احمد صاحب کی دینی خدمات کا حلقہ بہت وسیع ہے اور انہیں باضابطہ طور پر تحریر میں لانے کے لئے ایک دفتر درکار ہے۔

حضرت میاں شیر محمد المعروف شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریک احیائے سنت کی بنیاد رکھی اور حضرت میاں غلام اللہ صاحبؒ نے اسے مزید ترقی دینے کے لئے جامعہ حضرت میاں صاحبؒ کی بنیاد ۱۹۴۴ء میں رکھی۔ پھر آپ کے صاحبزادے اور سجادہ نشین آستانہ عالیہ شرقپور شریف حضرت صاحبزادہ جمیل احمد دامت برکاتہم العالیہ نے ۱۹۶۰ء میں سرزمین شرقپور شریف میں اس تحریک کو مزید ترقی دینے کے لئے دارالمبلغین حضرت میاں صاحبؒ کے نام سے ایک ادارے کی بنیاد رکھی اور آپ ادارے سے فارغ التحصیل ہونے والے طلباء علماء بن کر دنیا بھر میں علم وعرفان کی روشنی پھیلانے میں مصروف رہے۔

۱۹۹۳ء میں حضرت صاحب زادہ (میاں جمیل احمد شرقپوری) صاحب نے لڑکیوں کی تعلیم و تربیت کے لئے جامعہ حضرت شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ برائے طالبات کی بنیاد رکھ کر آنحضرت ﷺ کی حدیث مبارکہ ''علم حاصل کرنا ہر مرد وعورت پر فرض ہے'' کی عملی تفسیر پیش کی۔

حضرت میاں جمیل احمد صاحب کو ''تحریک یوم مجدد الف ثانیؒ'' کے بانی ہونے کا بھی شرف حاصل ہے اور اب یہ تحریک پوری دنیا میں پھیل چکی ہے جو کہ حضرت صاحب کا بہت بڑا کارنامہ ہے۔

اندرون و بیرون ملک حضرت صاحبزادہ صاحب نے تقریباً ۶۵ مساجد ''شیر ربانیؒ'' کے نام سے تعمیر کروائی ہیں۔ حضرت صاحبزادہ صاحب نے ۱۹۷۷ء میں ''تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ'' کو کامیابی سے ہمکنار کرنے میں گرانقدر خدمات انجام دیں۔ ''(۷۰)

مشفق اور مہربان پیر

جناب علامہ اقبال احمد فاروقی رقمطراز ہیں:

''صاحبزادہ میاں جمیل احمد صاحب شرقپوری ایک طرف کامیاب روحانی پیشوا اور پیر ہیں۔

دوسری طرف ان کے حلقہ میں علمائے کرام، دانش ور، شعرا اور اہل قلم حضرات کی ایک خاص تعداد پائی جاتی ہے، حالانکہ آج کل کے مشائخ اہلِ علم کو اپنے حلقہ سے دور ہی رکھتے ہیں۔ ان کا دستر خوان کھلا ہے۔ اگر میں کھلا کی بجائے ''وسیع'' کہوں تو مبالغہ نہ ہوگا۔ وہ اہلِ علم و فضل کو گھر بلا کر صرف میز بانی ہی نہیں کرتے، بلکہ ان کے پاس پہنچ کر انہیں اپنا مہمان بنانے میں خوشی محسوس کرتے ہیں۔ وہ جمعیت علمائے پاکستان سے وابستہ ہوئے تو قید و بند کو لبیک کہتے رہے۔ انتخابی میدان میں نکلے تو اپنے مخالفین کو پسینہ پسینہ کرا دیا۔

آج وہ ''افضل المشائخ'' ہیں، پیر طریقت ہیں، شرقپور کے دربار عالیہ کے سجادہ نشین ہیں۔ ان کے صاحبزادوں میں ایک پیر ہیں، ایک ایم پی اے ہیں، ایک دانش ور ہیں۔ مگر ان تمام بلندیوں کے باوجود ہم جیسے فقیروں کو اپنی محبت سے نوازتے رہتے ہیں اور اپنے بلند مقامات کی رعونت کی گرمی دور افتادہ اور گم نام لوگوں پر نہیں پڑنے دیتے۔''

ایسے درویشوں کی اے اہل جہاں قدر کرو
ایسے درویشوں کا تاریخ میں نام آیا (۷۱)

تبلیغ واشاعت اسلام

جناب ماسٹر احمد علی شرقپوری نقشبندی مجددی لکھتے ہیں:

''ممتاز روحانی اور مذہبی پیشوا، عالمی مبلغ اسلام حضرت پیر میاں جمیل احمد شرقپوری سجادہ نشین آستانہ عالیہ شرقپور شریف جو کہ دوقومی نظریہ کے بانی حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات واشارات سے عوام الناس کو روشناس کرانے میں سرگرم عمل ہیں۔ آپ کی شب و روز کاوشیں اسلام کی تبلیغ واشاعت کرنے اور غیر مسلموں کو اسلام کی طرف راغب کرنے کے لئے بار آور ثابت ہو رہی ہیں۔'' (۷۲)

ممتاز اشاعتی سرگرمیاں

جناب ڈاکٹر شیر محمد زمان، سابق چیئرمین اسلامی نظریاتی کونسل، اسلام آباد رقم طراز ہیں:

''صاحبزادہ میاں جمیل احمد صاحب نے اس روایت کو زندہ رکھتے ہوئے مکتبہ نور اسلام کے نام سے ایک اشاعتی ادارہ قائم فرما کر درجنوں کتابیں شائع فرمائی ہیں۔ جو بالعموم صوفیہ نقشبندیہ اور بالخصوص

حضرت شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے سوانح و آثار و ملفوظات کے موضوعات پر ہیں۔ اسی ادارہ کے زیر نگرانی ماہنامہ نور اسلام (اُردو) شرقپور شریف سے شائع ہوتا ہے، جس کے خصوصی شمارے امام اعظم نمبر اور حضرت مجدد الف ثانی نمبر اور اولیائے نقشبند نمبر امتیازی شہرت کے حامل رہے ہیں۔"(۷۳)

تبلیغ بذریعہ اشاعت کتب

جناب علامہ محمد یٰسین قصوری نقشبندی لکھتے ہیں:

"پاکستان بھر کے آستانوں کا اگر جائزہ اس اعتبار سے لیا جائے تو تبلیغ بذریعہ اشاعت زیادہ کہاں ہو رہی ہے تو آستانہ عالیہ شرقپور شریف کا نام سرفہرست ہوگا اور اس نشر و اشاعت کے کام میں حضرت قبلہ فخر المشائخ حضرت پیر میاں جمیل احمد شرقپوری سجادہ نشین آستانیہ عالیہ حضرت میاں شیر محمد صاحبؒ شرقپور شریف کی شخصیت زیادہ فعال دکھائی دے گی۔ علاوہ دوسرے اشاعتی کام کے جو ماہانہ خوبصورت مجلّہ "نور الاسلام" باقاعدگی سے نکال رہے ہیں، اسے تقریباً نصف صدی تک نہایت مستقل مزاجی کے ساتھ جاری رکھنا، ان کے جذبہ اور لگاؤ کا اظہار ہے، جو آپ کو دینی اور اسلامی ادب کے ساتھ ہے۔ اس رسالہ کی کارگزاری آج تک کم و بیش چالیس ہزار صفحات پر پھیلی ہوئی ہے۔ دینی صفحات کے آسمان پر بڑے بڑے رسالے تابناک ستارے بن کر چمکے، مگر جلد ہی معدوم ہو گئے۔ نور اسلام اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ گذشتہ چھیالیس سال سے اب تک اپنی نوری کرنیں بکھیر رہا ہے۔"(۷۴)

کمال سادگی

جناب مسعود حسن شہاب دہلوی (م ۱۴۱۱ھ/ ۱۹۹۰ء)، مدیر ہفت روزہ الہام، بہاول پور رقم طراز ہیں:

"میاں جمیل احمد صاحب کی سادگی نے مجھے بہت متاثر کیا۔ ان میں روایتی سجادہ نشینوں کی کوئی بات میں نے نہیں دیکھی۔ حجرہ نما ایک معمولی کمرہ میں فرشی نشست تھی۔ دائیں بائیں کچھ کتابیں اور رسائل و جرائد پڑے ہوئے تھے۔ جو اُن کے علمی ذوق کا پتہ دے رہے تھے۔ ناشتہ سے فارغ ہو کر کچھ حالات حاضرہ پر تبادلۂ خیالات ہوا۔ ان کی ساری گفتگو میں تصنع نام کی کوئی چیز نہیں تھی۔ ہر بات سے دردِ دل ٹپکتا تھا۔ دراصل ان کی وضع قطع، بات چیت اور عادات و خصائل پر اُن کے بزرگوں کی بڑی گہری چھاپ ہے۔

ان سے جدا ہو کر میں دیر تک یہ سوچتا رہا کہ اگر درگاہوں اور خانقاہوں کے سجادہ نشین ایسی ہی

زندگی گزارنے لگیں، جیسی میاں جمیل احمد صاحب کی زندگی ہے۔تو عوام میں پیرانِ طریقت اور مشائخ عظام کے خلاف جو بدگمانی اور بدعقیدتی کی فضا پائی جاتی ہے، وہ خود بخود ختم ہو جائے گی اور روحانیت کے جو سلسلے ہمارے ملک میں پھیلے ہوئے ہیں وہ اسلام کی خدمت اور اصلاحِ اخلاق کا بہترین ذریعہ ثابت ہوں گے۔"(۷۵)

وصل سیزدہم

منقبت، شجرہ طریقت اور ختم شریف

در مدح و منقبت والا حضرت صاحبزادہ پیر میاں جمیل احمد شرقپوری مدظلہ العالی

عظیم المرتبت فخر المشائخ — کرم فرمائے ماشمس المشائخ
ولائے حضرت شیر محمد رحمۃ اللہ علیہ — ادائے دلربا بدر المشائخ
جگر گوشہ و جانِ ثانی صاحب — سر انور حق قمر المشائخ
عطائے رب رحمان جان سنت — کمال اھتدی صدر المشائخ
صدائے بلبل و باغ مدینہ — صلائے خوش نوا فخر المشائخ
ثمندارره قرآن و سنت — چمن زار عطا فضل المشائخ
بیابہر سرود فضل و رحمت — بہ کوچہ سخا تاج المشائخ

سرودہ: ابولبقاء قدر آفاقی نقشبندی مجددی

جمیل احمد نامہ

در ذکر صفات نیک واخلاق حمیدہ حضرت آقای الحاج صاحبزادہ جمیل احمد صاحب، سجادہ نشین آستانہ عالیہ شیر ربانی حضرت شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ (شرقپور شریف، ضلع شیخوپورہ)

جمیل احمد دبیر نور اسلام — رسد ازاو محبت ھابہ پیغام
پدر را شیر ربانی فقیر است — فقیری را بو د جان دل آرام
پیام شرق ما از قلب اقبال — پیام شرقپور از نور اسلام
جمیل احمد خطیب علم و عرفان — سخن از دل کند پیوستہ اعلام
جمیل احمد جمال پاک اللہ — مبادا در جہانش ھیچ آلام
سخاوت پیشہ و آگاہ و دانا — ادیب نکتہ سنج و شیخ اسلام
مجدد الف ثانی را دل آگاہ — کراماً کاتبین اوراست اکرام

صفات عشق ربانی فراوان
صداقت پیشہ ومعروف وخوشنام
بخشد آن چہ را در پیش دارد
سخاوت مندودانش مند و بانام
اگر از عشق حق خواہی نشانہ
جمیل احمد بود آغاز و انجام
بنوشید آب عشق و از جام احمد
توانای وحدانی جام گلفام
لبش خندان وقلبش شادمان باد
جمیل است و بوددردست او جام
محبت می کند با ھر فقیری
رساند فائدہ بر خاص و بر عام
نماز روزہ و حج و زکا تش
بہ قرآن و حدیث ونص احکام
جہان گشتہ، سفر کردہ، ہمیشہ
شناسد ھر کسی را پختہ و خام
بہ شرق و غرب عالم سیر کردہ
حجاز و طیبہ و مصر و دگر شام
طریق عارفان حق سپردہ
بود در اوج عشق نیک فرجام
''رہا'' خواند دعا و ھر روز و ھر شب
جمیل احمد بہ راہ حق زندہ گام

نتیجہ فکر: دکتر محمد حسین تسبیحی
''رہا''
کتاب خانہ گنج بخش، مرکز تحقیقات فارسی،
ایران و پاکستان، اسلام آباد

در شان ومنقبت فخر المشائخ پیر طریقت سرچشمہ معرفت، مصدر انوار شریعت، شہباز حقیقت حضرت صاحبزادہ پیرمیاں جمیل احمد شرقپوری، زیب سجادہ آستانہ عالیہ شرقپور شریف۔ ضلع شیخوپورہ۔ پاکستان۔

آپ ہیں فخر المشائخ خادم دین متین
اپنے ناداروں کے حق میں دولت دنیا و دیں
گلشن ثانیؒ ولا ثانیؒ کی ہیں فصل بہار
نقشبندی سلسلہ کے رہ نورد فیض بار
مہر ہمت ماہ شفقت رہبر دنیا و دیں
آستاں شرقپور کے آپ سجادہ نشیں
آپ کو حق نے عطا کر دی ہے شان جاں فزا
آپ کی برکت سے علم و نور کا ہے در کھلا
ایک ہلچل مچ گئی ہے نعرہ توحید سے
راہ حق پر گامزن ہیں، کل جو تھے بھٹکے ہوئے
سادہ و شاداب و دل کش ہے حدیقہ آپ کا
بوذرؓ و سلمانؓ سے ملتا ہے طریقہ آپ کا

مشرق و مغرب میں پیارا نقشبندی سلسلہ
آپ کی برکت سے پیہم پھیلتا ہے جا رہا

جس نے پایا نقشبندی سلسلہ لاثانیہ
یاد حق میں اس کا گزرے ہر دقیقہ ثانیہ

آپ احیائے شریعت کے نقیب باکمال
اور طریقت کے امیں عرفاں کے مہر بے مثال

اہل سنت کے گلستان کے ہو شمشاد بلند
معرفت کی بزم دوراں کے ہو رکن ارجمند

”نوراسلام“ آپ کے علمی کرم کا چاند ہے
”مکتبہ“ کے دم سے رعنائیِ باطل ماند ہے

ہے سراپا فضل ربی آپ کی نظر کرم
رحمت حق کا ہے چشمہ گفتگو کا زیر و بم

ضرب حق آگاہ ہو ہر صاحب پندار کو
دفع کر دیتے ہو فوراً آستیں کے مار کو

فضل باری سے پہنچ جاتے ہو اہل دل کے پاس
کامیاب و کامران ہوتے ہیں یکدم اہل یاس

راہ حق پر گامزن رکھتے ہو ہمت سے ہمیں
طے کراتے ہو مراحل بھی محبت سے ہمیں

آپ کے در پر جو آیا جھولیاں بھر کر گیا
آگیا جو کوئی بھوکا سیر ہو کر گھر گیا

شرقپور کے فیض کے بجتے ہیں ڈنکے چار سو
گلشن اسلام کا ظاہر ہے جس سے رنگ و بو

آپ کا در فیض لاثانیؒ کا جام جاں فزا
گلشن شیر محمدؒ کا معتبر سلسلہ

لائیے تشریف حضرت آئیے خوش آمدید
کھول دیجیے اک نظر سے رحمت باری کے بھید

کھینچ لیتے ہو دلوں کو منزل حق کی طرف
حوصلہ دیتی ہے بے ظرفوں کو بانگ لاتخف

رہنمائی غائبانہ مل گئی ناداں کو
بخش دی عین یقین تک طالب عرفان کو

جلوت و خلوت میں دل کی رہبری کرتے ہیں آپ
اور کرواتے ہیں جسد و روح کا رنگیں ملاپ

راز دار رشتہ جان و تن و قلب و جگر
آپ جب چاہیں بٹھا دیں اک نظر سے بام پر

ناکسوں کو آپ نے بخشا وقار تمکنت
رحمت حق، فضل باری اور بہار و تمکنت

نور اسلام آپ کے فیض و کرم کا سلسلہ
ضوفشاں عالم میں ہے نور حرم کا سلسلہ

بے سراب و سبز و شاداب آپ کا صحرائے فیض
شاداں و فرحاں کناں ہے آپ کا دریائے فیض

کشور جود و سخا کے آپ سلطان عظیم
کیجیے لطف و کرم ہے آپ کی شان عظیم

روح قرآن جان سنت آپ کا ہر اک عمل
ہے توکل بر خدا راہ نبی میں چل سو چل

آپ نے نام ”مجددؒ“ کو کیا ہے زندہ تر
ہو گیا ”یوم مجددؒ“ آپ سے تابندہ تر

خواجگاںؒ کے عرس بھی ہر سال کرواتے ہیں آپ
یاد سے ان کی دلوں کو خوب گرماتے ہیں آپ

چشمہ فیض رواں ہے شیر ربانیؒ کا عرس
ہے کرم باری کا مرکز ثانیؒ لاثانیؒ کا عرس

آپ کا فیض وکرم دنیا بھی ہے اور دین بھی ہے
علم و دیں کی روشنی سے ہیں منور شش جہات
آپ بیرونی ممالک میں بھی ہیں محو کرم
ماشاء اللہ کس قدر جوبن پہ ہے حق کی بہار
آپ سے مخفی نہیں ناچیز کی بے مائیگی
کشت ہو سرسبز و محکم پار ہو بیڑا مرا
آپ میری ڈھال ہیں سب پرفتن ادوار میں
سیّد کونین ﷺ کا صدقہ عنایت کی نظر

زیر سایہ چل رہا ''دارالمبلغین'' بھی ہے
فیض حاصل کر رہے ہیں طالبان و طالبات
ہیں علم دار یقیں اور دافع و ہم والم
جامعہ باطل ہوا جاتا ہے جس سے تارتار
ہو عطا سائل کو بہرایں نوا ہر اک خوشی
کیجیے نظر کرم ہیں آپ میرے ناخدا
ڈوب جائیں سب ستم گر اپنے ہی منجدھار میں
فضل باری تعالیٰ ہو، کرم ہو، رحمتیں ہوں برقدر

سرودہ: ابوالبقا قدر آفاقی

جمیل المشائخ

وفا ہی وفا ہیں جمیل المشائخ
جنہیں پیار کرتے تھے قطب مدینہ *
ہیں فخر المشائخ زمانے کے لب پر
جہاں والے تعظیم کرتے ہیں ان کی
وہ بانی تحریک مسلک مجدد
ہے جاری و ساری فرمان جس کا
جنہیں دیکھ کر یاد آئے خدا کی
وہ لخت جگر حضرت ثانی لا ثانیؒ
ہے مجھ پر کرم ان کی چشم کرم کا
کوئی ان کی تعریف کیا کر سکے گا
بنایا ہے جنہوں نے قائد کو قائد

ضیا ہی ضیا ہیں جمیل المشائخ
وہی پارسا ہیں جمیل المشائخ
خدا جانے کیا ہیں جمیل المشائخ
ادب کی وہ جا ہیں جمیل المشائخ
بہت خوش ادا ہیں جمیل المشائخ
وہ فرماں روا ہیں جمیل المشائخ
وہی حق نما ہیں جمیل المشائخ
عجب پیشوا ہیں جمیل المشائخ
کرم کی گھٹا ہیں جمیل المشائخ
ورا سے ورا ہیں جمیل المشائخ
وہی رہنما ہیں جمیل المشائخ

سرودہ: ابوالتنویر قائد شرقپوری
ایڈیٹر ماہنامہ محبوب، لاہور

* مولانا ضیاء الدین مدنی قادری، مدفون جنۃ البقیع، مدینہ منورہ

حضرت میاں جمیل احمد مدظلہ العالی

حرف حرف زبان دا پھل بن دا جدوں گل حضور سناوندے نیں
ٹھاٹھاں مار دا علم دا بحر دسے جدوں گتھیاں آپ سلجھاوندے نیں
ضبط رکھ کے نفس دی خواہش اُتے میاں صاحب نے منزلیاں پالیاں
اللہ پاک دا خاص اے کرم ہویا شاناں دوہیں جہاناں ودھالیاں
راتاں لمیاں بیٹھ مصلیاں تے زہد وچ گزاریاں آپ حضرت
سارا دیس شہادتاں اج دیوے پائیاں منزلاں بھاریاں آپ حضرت
تابع رہے حضور ﷺ دی سنتاں دے ناطہ نال یزدان دے جوڑ بیٹھے
پیر شرع دی حدتوں کڈیا نہیں غیر شرع دے راستے چھوڑ بیٹھے
مالی شیر ربانیؒ دے باغ دے نیں، ٹہنی ٹہنی دا آپ دھیان رکھن
راہی، پاندھی مسافراں تھکیاں نوں چھانواں ٹھنڈیاں گوڑھیاں عام لبھن
یاری رب دے دین دے نال لائی دل وچ چانہ دنیا دار رکھدے نیں
اکھاں وچ حیا دا پا سرمہ غیر محرماں ول نہ تکدے نیں
اَٹھے پہر درود و سلام پڑھدے نبی پاک ﷺ دی آل اولاد اُتے
مخلص ہو کے عمل ہمیش کردے نبی پاک دے ہر ارشاد اُتے
نگھی نرم طبیعت تے پیار والے ماڑے لسیاں نوں سینے لاوندے نیں
جیہڑا شیر ربانیؒ تو فیض پایا بیٹھ گدی تے پئے ورتاندے نیں
جامہ فقر دا جسم تے بھلا لگے، اوہو جامہ حضور سجا بیٹھے
نگہ اپنی قلب تے رکھ کے تے ضرب لا الہ دی لا بیٹھے
مکھ چمکدا نور دی لو اندر تھاں تھاں تے ناں مشہور ہویا
ثانی صاحبؒ دی نظر دا نور سوہناں سجادہ نشیں ایہہ تاں منظور ہویا
یاداں وچ ہمیش مرید رکھن، بھلن کدی نہ اپنے سنگیاں نوں
جیہڑے آپ دے ہو مرید جاندے، راہواں وچ وچھاوندے اکھیاں نوں
لایا جگ تے ورت ورتاں کیتی دولت نال نہ کدی پیار کیتا

جیہڑا لبھیا اپنے رب کولوں خوشی نال او سب نثار کیتا
اَنسب آپ دے فیصلے سدا ہوندے ہر گل دلیل دے نال ہوندی
شک شبہ فریب دا نہ ہووے نہ سیاست دی کوئی وی چال ہوندی
حکم اللہ رسول دا من کے تے وقف اپنے آپ نوں کر بیٹھے
اس راہ دی اوکڑاں ساریاں نوں نال خوشی دے جان تے جر بیٹھے
مولاپاک نے کرم دا دان کیتا بستی کرم دی خوب آباد کیتی
لگے کرم غریب بے آسیاں نوں صبح شام حضور امداد کیتی
دل والے نیں دلاں دی قدر کردے دل دے وچ جہان محبتاں دا
اثر بڑے کریم جمیل احمد بدل وسدا آپ نے رحمتاں دا

سرورده: اثر انصاری فیض پوری

نوٹ: اس نظم دے شعر صنف توشیح وچ نیں۔ جے کر ہر شعر دا پہلا پہلا حرف جوڑیا جاوے تاں حضرت میاں جمیل احمد (مدظلہ العالی) ناں بن دا اے۔

درمنقبت فخر المشائخ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد مدظلہ العالی۔ سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت شیر ربانی میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ شرقپور شریف، ضلع شیخوپورہ۔

فراست کی سراسر اک متاع بے بہا حضرت
شریعت کے طریقت کے جہاں کے شہنشاہ حضرت
خبر وہ زندگی کے راز سر بستہ کی رکھتے ہیں
عمل کی زندگی سے بھی ہمارے آشنا حضرت
رفاقت کی سعادت چند لمحوں کی ملی جن کو
رہا ان کی زبانوں پر کہ حضرت واہ وا حضرت
ادائے مشفقانہ سے ادائے دل ربا سے
جہاں میں قائم رکھتے ہیں محبت کی فضا حضرت
لبوں پر دین فطرت کی رہی ہے گفتگو ہر دم
مبلغ بن کے محفل کو بھی رکھتے ہیں سجا حضرت

مزیّن زندگی کا پہلو ہر ایک پاک سیرت سے
عمل کا اک نمونہ ہیں عمل کی اک ادا حضرت
شریعت کی حفاظت میں رہے مصروف روز و شب
حقیقت سے طریقت سے بھی رکھیں واسطہ حضرت
انانیت کے پھولوں کی بہاریں دیکھ پاتا ہوں
حلم بھی، بردباری اور رکھتے ہیں اَنا حضرت
یقین محکم کے مالک ہیں یقین کے پاسباں بھی ہیں
شدائد سے نہ گھبرائے ہمارے پیشوا حضرت
خدا کے پاک بندوں سے عقیدت ان کا شیوہ ہے
مجدد الف ثانی ہیں عقیدت کی بنا حضرت
صدائیں بے نواسی وادیوں تک ان کی پہنچتی ہیں
ہمہ تین دین کی تبلیغ کے ہیں سربراہ حضرت
امامِ وقت ہیں وہ اک نظام خانقاہی میں
مشائخ میں معزز ہیں مفخر مرحبا حضرت
حضور بوحنیفہؓ پر حضور غوث اعظمؒ پر
جناب شیر ربانیؒ پہ بھی ہیں شیفتہ حضرت
بسائی آدمیت کی محبت قلب انساں میں
عوام النّاس سے ہرگز نہ ہوئے ہیں خفا حضرت
زمانے کے ہزاروں لوگ آکے جھک کے ملتے ہیں
بھرے داماں سے جاتے ہیں جو کرتے ہیں عطا حضرت
امور دین تبلیغی کے باعث شان رکھتے ہیں
زمانہ بھر کے لوگوں کے دلوں کے مدعا حضرت
دلوں کی کھیتیاں سرسبز کردیں آبیاری سے
سمجھتے ہیں ارادت مند اپنا آسرا حضرت
ہماری روز و شب کی راحتیں ان سے وابستہ

سراپا دل سکوں پائیں سکوں کی ندیا حضرت
حرم خانہ کعبہ کو بنایا سجدہ گاہ اپنی
طوافوں میں دکھاتے عجز اپنا باخدا حضرت
ضیافت عام لوگوں کی ہمیشہ کرتے رہتے ہیں
بڑے مضبوط دیکھے جا چکے ہیں بارہا حضرت
رفیع الشان ان کی ذات کا ہر اک پہلو ہے
بشر کی خیر خواہی چاہتے ہیں برملا حضرت
تعلق صالح بندوں سے بڑا مضبوط ہے ان کا
زمانے میں بڑی توقیر رکھیں جابجا حضرت
ملی پہچان ان کو شہریاروں سے فزوں تر بھی
ہماری عزتوں کے ہیں محافظ باوفا حضرت
یقیں کے ساتھ سارے لوگ ہی تائید کرتے ہیں
سراپا ہر نظر میں ہیں ہمارے پارسا حضرت
اسالیب زمانہ وہ جو سنت سے ہیں ٹکرائیں
بچا کے اپنے دامن کو رہے ان سے جدا حضرت
نہ شکوہ بر زباں رکھا کبھی بھی زندگانی میں
سدا بن کر رہے ہیں میرے راضی بررضا حضرت
جہاں کے اہل خوباں نے کیا تسلیم برحق یہ
مریدوں کے لئے بن کر رہے ہیں مقتدا حضرت
میاں شیر محمدؒ کے بنے تعلیم کے داعی
نوائے شیر ربانیؒ کے سامع منتہی حضرت
یہی بس آرزو رکھی ہمیشہ اپنے سینے میں
بزرگوں کا زبان پر جاری رکھیں تذکرہ حضرت
مہکتا ہے گلستان طریقت آپ کے دم سے
دکھائیں عام لوگوں کو خدا کا راستہ حضرت

امیں ہیں چہرہ اسلاف کے حضرت جمیل احمد
فلک کے زیر سایہ لے کے بیٹھے ہیں ادا حضرت
حواس ظاہری و باطنی پاکیزہ رکھتے ہیں
کبھی نہ کام لینا چاہتے ہیں ناروا حضرت
مسلماں کو مسلماں کی دکھا دیں منزلیں ساری
دل مومن کی خواہش کے رہے ہیں ہمنوا حضرت
دلاسا وہ قمر ہیں بس ہمارے حال ویراں میں
شب تاریک میں ہیں اک امیدوں کی ضیا حضرت

سرودہ: محمد انور قمر شرقپوری

نوٹ: مندرجہ بالا اشعار صنعت توشیح میں ہیں۔ اگر ہر شعر کا پہلا پہلا حرف ملایا جائے تو فخر المشائخ صاحبزادہ میاں جمیل احمد (مدظلہ العالی) کا نام برآمد ہوگا۔ علاوہ ازیں حضرت صاحب کی ولادت کا سن ۱۹۳۳ء ہے تو ہر شعر کے مصرع ثانی کے پہلے پہلے حرف کے اعداد جمع کئے جائیں تو سنِ ولادت ۱۹۳۳ء برآمد ہوگا۔

شجرہ طریقت

۱۔ الٰہی بحرمت حضرت سیّد المرسلین خاتم النبیین رحمۃ للعالمین سیّدنا وشفیعنا ووسیلتنا فی الدارین حضرت محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم۔
۲۔ الٰہی بحرمت حضرت صدیق اکبر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۳۔ الٰہی بحرمت حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۴۔ الٰہی بحرمت حضرت امام قاسم بن محمد بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۵۔ الٰہی بحرمت حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۶۔ الٰہی بحرمت حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ
۷۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ
۸۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ابوعلی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ
۹۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ

۱۰۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ

۱۱۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ عارف ریوگری رحمۃ اللہ علیہ

۱۲۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمود ابخیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ

۱۳۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ

۱۴۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمد بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ

۱۵۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ

۱۶۔ الٰہی بحرمت حضرت امام الطریقت والشریعت خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ

۱۷۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ علاء الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ

۱۸۔ الٰہی بحرمت حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ

۱۹۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ عبیداللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ

۲۰۔ الٰہی بحرمت حضرت مولانا زاہد ولی رحمۃ اللہ علیہ

۲۱۔ الٰہی بحرمت حضرت مولانا محمد درویش رحمۃ اللہ علیہ

۲۲۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمد املنگی رحمۃ اللہ علیہ

۲۳۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمد باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ

۲۴۔ الٰہی بحرمت حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی رحمۃ اللہ علیہ

۲۵۔ الٰہی بحرمت حضرت محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ

۲۶۔ الٰہی بحرمت حضرت محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ

۲۷۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہ

۲۸۔ الٰہی بحرمت حضرت محمد حنیف پارسا رحمۃ اللہ علیہ

۲۹۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ذکی رحمۃ اللہ علیہ

۳۰۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ شیخ محمد رحمۃ اللہ علیہ

۳۱۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمد زمان رحمۃ اللہ علیہ

۳۲۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ حاجی احمد رحمۃ اللہ علیہ

۳۳۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ شاہ حسین رحمۃ اللہ علیہ

۳۴۔ الٰہی بحرمت حضرت امام علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

۳۵۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ صادق علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ
۳۶۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ امیر الدین رحمۃ اللہ علیہ
۳۷۔ الٰہی بحرمت حضرت غوث زماں قطب دوراں شیر ربانی سیّدنا حضرت میاں شیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ
۳۸۔ الٰہی بحرمت حضرت زبدہ العارفین قدوۃ السالکین سیّدنا و مرشدنا میاں غلام اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

نوٹ: ذیل میں شجرہ شریف کے حضرات گرامی کے سالِ وصال اور مزار شریف ترتیب وار درج ہیں:

۱۔ ۱۲ ربیع الاوّل ۱۱ھ، مدینہ منورہ
۲۔ ۲۳ جمادی الثانی ۱۳ھ، مدینہ منورہ
۳۔ ۱۰ رجب ۲۳ھ، مدائن
۴۔ ۱۴ جمادی الاول ۔۱۰۱ھ، مدائن
۵۔ ۱۵ رجب ۱۴۸ھ، مدینہ منورہ
۶۔ ۱۴ شعبان ۲۶۱ھ، بسطام
۷۔ ۴ ربیع الاوّل ۷۲۴ھ، خرقان
۸۔ ۱۰ محرم الحرام ۴۲۵ھ، طوس
۹۔ ۲۷ رجب ۵۳۵ھ، مرو
۱۰۔ ۱۲ ربیع الاوّل ۵۷۵ھ، غجد وان
۱۱۔ یکم شوال ۶۱۶ھ، ریوگر، قریب بخارا
۱۲۔ ۷ ربیع الاوّل ۷۱۵ھ، وابکنہ نزد بخارا
۱۳۔ ۲۸ ذی قعدہ ۷۲۱ھ، خوارزم، علاقہ بخارا
۱۴۔ ۱۰ جمادی الثانی ۷۵۵ھ، سماس، قریب بخارا
۱۵۔ ۸ جمادی الاوّل ۷۷۲ھ، سوخار، قریب بخارا
۱۶۔ ۳ ربیع الاوّل ۷۹۱ھ، قصر عارفان، بخارا
۱۷۔ ۲ رجب ۸۰۲، چغانیاں، بخارا
۱۸۔ ۵ صفر ۸۵۱ھ، ھلفتو (اب گلستان، نزد دوشنبہ تاجکستان)
۱۹۔ ۲۹ ربیع الاوّل ۸۹۵ھ، سمرقند

۲۰۔ یکم ربیع الاوّل ۹۳۹ھ، موضع وخش

۲۱۔ ۲۹ محرم الحرام ۹۰۷ھ، اسفرار مضافات ماوراء النہر

۲۲۔ ۲۲ شعبان ۱۰۰۹ھ، موضع امکنگہ، نزد بخارا

۲۳۔ ۲۵ جمادی الثانی ۱۰۱۲ھ، دہلی

۲۴۔ ۲۸ صفر المظفر ۱۰۳۴ھ، سرہند شریف

۲۵۔ ۲۸ جمادی الثانی ۱۰۷۰ھ، سرہند شریف

۲۶۔ ۹ ربیع الاوّل ۱۰۷۹ھ، سرہند شریف

۲۷۔ ۲۷ ذوالحجہ ۱۱۲۶ھ، سرہند شریف

۲۸۔ یکم صفر المظفر ۱۰۲۳ھ، بامیان از توابع کابل

۲۹۔ ۱۱۴۳ھ، تنگی لاقمی

۳۰۔ ۹ ذوالحجہ، مکہ مکرمہ

۳۱۔ ۴ ذی قعدہ ۱۱۸۸ھ، نواری شریف، ضلع بدین (سندھ)

۳۲۔ ۱۲۲۳ھ، موضع قاضی گوٹھ احمد (سندھ)

۳۳۔ رتڑ چھتر، مکان شریف (نزد گورداس پور، انڈیا)

۳۴۔ ۱۳ شوال المکرّم ۱۲۸۲ھ، رتڑ چھتر، مکان شریف

۳۵۔ مکان شریف (مشرقی پنجاب، ہندوستان)

۳۶۔ ۹ ذی قعدہ ۱۳۳۱ھ، کوٹلہ پنجو بیگ، ضلع شیخوپورہ

۳۷۔ ۳۔ ربیع الاول ۱۳۴۷ھ، شرقپور شریف، ضلع شیخوپورہ

۳۸۔ ۷۔ ربیع الاوّل ۱۳۷۷ھ، شرقپور شریف، ضلع شیخوپورہ

سلسلہ عالیہ کے ختم شریف

الف۔ طریقہ ختم مجددیہ

۱۔ درود شریف......۱۰۰ بار

۲۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ......۵۰۰ بار

۳۔ درود شریف......۱۰۰ بار

ب۔ طریقہ ختم معصومیہ

۱۔ درود شریف......۱۰۰ بار

۲۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ......۵۰۰ بار۔

۳۔ درود شریف......۱۰۰ بار۔

ج۔ طریقہ ختم خواجگان

۱۔ سورۃ فاتحہ یعنی اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، مع بِسْمِ اللّٰهِ ......۷ بار

۲۔ درود شریف، صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ......۱۰۰ بار

۳۔ سورۃ الانشرح، یعنی اَلَمْ نَشْرَحْ، مع بِسْمِ اللّٰهِ ، ہر دفعہ......۷۹ بار

۴۔ سورۃ اخلاص، یعنی قُلْ هُوَ اللّٰهُ، مع بِسْمِ اللّٰهِ ہر دفعہ......۱۰۰ بار

۵۔ سورۃ الفاتحہ، یعنی اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ مع بِسْمِ اللّٰهِ......۷ بار

۶۔ درود شریف......۱۰۰ بار

دیگر

۱۔ يَا قَاضِیَ الْحَاجَاتِ......۱۰۰ بار

۲۔ يَا كَافِیَ الْمُهِمَّاتِ......۱۰۰ بار

۳۔ يَادَافِعَ الْبَلِيَّاتِ......۱۰۰ بار

۴۔ يَا دَافِعَ الدَّرَجَاتِ......۱۰۰ بار

۵۔ يَا شَافِیَ الْاَمْرَاضِ......۱۰۰ بار

۶۔ يَا مُسَبِّبَ الْاَسْبَابِ......۱۰۰ بار

۷۔ يَا مُحِلِّلَ الْمُشْكِلَاتِ......۱۰۰ بار

۸۔ يَا مُجِيْبَ الدَّعْوَاتِ......۱۰۰ بار

۹۔ يَااَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ......۱۰۰ بار

پھر ہاتھ اٹھا کر اس طرح دعا مانگیں: چاروں قل، سورۃ فاتحہ، سورۃ البقرہ کا پہلا رکوع اور درود تاج پڑھ کر خواجگان نقشبندیہ کی ارواح مقدسہ کو ایصال ثواب کرے۔

حوالہ جات

باب اوّل

۱۔ تاریخ شرقپور شریف، ص ۱۸۔ اُردو انسائیکلو پیڈیا، ص۹۸۳

۲۔ نور اسلام (ماہنامہ)، اولیائے نقشبند نمبر۲: ۳۳۶-۳۳۵

۳۔ ایضاً،۲: ۳۳۶

۴۔ تذکرہ حضرت ثانی لاثانی میاں غلام اللہ شرقپوری نقشبندی مجددی، ص۵۷

۵۔ تذکرہ زبدۃ الاولیاء شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری نقشبندی مجددی، ص۶۰، ۶۱، ۷۴

۶۔ خزینہ معرفت ۸۸، تذکرہ زبدۃ الاولیا، ص۱۰، ۱۲، حدیث دلبران، ص۳۹، ۴۱

۷۔ خزینہ معرفت، ص۹۰، تذکرہ زبدۃ الاولیاء، ص۱۳، نور اسلام (ماہنامہ) اولیائے نقشبند نمبر۲: ۳۳۷، تذکرہ اکابر اہل سنت، ص۱۸۰، حیات جاوید، ص۱۰۔

۸۔ خزینہ معرفت، ص۹۳، تذکرہ اولیائے نقشبند، ص۹۸، لاہور میں اولیائے نقشبند کی سرگرمیاں، ص۵۵، نور اسلام (ماہنامہ) اولیائے نقشبند نمبر۲: ۳۲۱، ۳۳۶، تذکرہ اکابر اہل سنت، ص۱۸۰، اُردو دائرہ معارف اسلامیہ، جلد ۱۱: ۸۸۸، آفتاب ولایت، ص۵ (یہاں سال ولادت ۱۸۶۳ء لکھا ہے)، تذکرہ زبدۃ الاولیا، ص۱۵، اُردو انسائیکلو پیڈیا، جلد ۱۱: ۹۱۳، شاہکار اسلامی انسائیکلوپیڈیا، ص۹۷۵

۹۔ تذکرہ اکابر اہل سنت، ص۱۸۰

۱۰۔ تذکرہ زبدۃ الاولیاء، ص۱۶۔۱۷

۱۱۔ اُردو دائرہ معارف اسلامیہ، جلد۱۱: ۸۸۸، نور اسلام (ماہنامہ) اولیائے نقشبند نمبر۲: ۳۳۱

۱۲۔ تذکرہ اکابر اہل سنت، ص۱۸۰

۱۳۔ تذکرہ زبدۃ الاولیاء، ص۱۸۔۱۹، تذکرہ ثانی لاثانی، ص۵۶، تذکرہ اکابر اہل سنت، ص۱۸۰

۱۴۔ تذکرہ ثانی لاثانی، ص۵۷

۱۵۔ تذکرہ اکابر اہل سنت، ص۱۸۰

۱۶۔ تذکرہ زبدۃ الاولیاء، ص۱۹۔۲۳

۱۷۔ خزینہ معرفت، ص۱۲۸، نور اسلام (ماہنامہ) اولیائے نقشبند نمبر۲: ۳۲۱، ۳۳۷

۱۸۔ تذکرہ اکابر اہل سنت، ص۱۸۰

۱۹۔ تذکرہ زبدۃ الاولیاء، ص۲۳۔۲۹، تذکرہ ثانی لا ثانی، ص۵۷، تذکرہ اولیائے نقشبند، ص۱۷۳

۲۰۔ نور اسلام (ماہنامہ) اولیائے نقشبند نمبر ۲: ۳۲۱، تذکرہ زبدۃ الاولیاء، ص ۲۹۔۳۰

۲۱۔ تذکرہ اکابر اہلِ سنت، ص ۱۸۱۔ ۱۸۲، نور اسلام (ماہنامہ) شیر ربانی نمبر ۲: ۱۵۱

۲۲۔ تذکرہ اولیائے نقشبند، ص ۴۰۸

۲۳۔ خزینہ معرفت، ص ۱۶۲، نور اسلام (ماہنامہ) اولیائے نقشبند نمبر ۲: ۳۳۹

۲۴۔ تذکرہ زبدۃ الاولیاء، ص ۳۱۔۳۳

۲۵۔ ذکر اقبال، ص ۱۳۱، نور اسلام (ماہنامہ) اولیائے نقشبند نمبر ۲۔ ۳۴۴، بحوالہ حیات اقبال، تذکرہ زبدۃ الاولیاء، ص ۳۴۔۳۵

۲۶۔ تذکرہ زبدۃ الاولیاء، ص ۳۳۔۴۱

۲۷۔ نور اسلام (ماہنامہ) اولیائے نقشبند نمبر ۲: ۳۳۹۔ ۳۴۰، تذکرہ ثانی لا ثانی، ص ۵۷، تذکرہ زبدۃ الاولیاء، ص ۴۲۔۴۳

۲۸۔ خزینہ معرفت، ص ۳۲۰، تذکرہ اکابر اہل سنت، ص ۱۸۳، نور اسلام (ماہنامہ) اولیائے نقشبند نمبر ۲: ۳۲۹، لاہور میں اولیائے نقشبند کی سرگرمیاں، ص ۵۸، تذکرۃ الاولیائے نقشبند، ص ۴۴۵، تذکرہ حضرت ایشان، ص ۸۳، اُردو دائرہ معارف اسلامیہ ۱۱: ۸۸۸، تاریخ شرقپور شریف، ص ۴۲، تذکرہ زبدۃ الاولیاء، ص ۴۷، اُردو انسائیکلو پیڈیا، جلد ۱۱: ۹۱۳، شاہکار اسلامی انسائیکلو پیڈیا، ص ۹۸۵، انقلاب الحقیقت، تاریخ شیخوپورہ، تذکرہ اولیائے جدید، تذکرہ حضرت ایشانؒ، تذکرہ حضرت ثانی لاثانی میاں غلام اللہ شرقپوریؒ، ص ۵۶۔ ۵۷، تذکرہ شیر ربانیؒ، تذکرہ حضرت سیّد میر جان کابلی نقشبندی مجددیؒ، حضرت میاں شیر محمدؒ، حضرت میاں شیر محمدؒ، حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ کا لاہور سے رابطہ، حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ، حیات جاوید، ذکر اقبال، ص ۱۳۱، زکر مبارک، ذکر محبوب، شجرہ طیبہ مع معمولات نقشبندیہ، ص ۱۔ ۴، شریف التواریخ، جلد ۳: ۳۲۰، صوفیائے نقشبند، کرامات شیر ربانیؒ، کلمات قدسیہ، لاہور میں علمائے نقشبند کی سرگرمیاں، مجدد اسلام، مختصر حالات حضرت شیر ربانیؒ، مسلک شیر ربانیؒ، مہر منیر، نور اسلام (ماہنامہ)، شیر ربانیؒ نمبر، یو چمن گنجے دوگلونہ، منبع انوار۔

۲۹۔ نور اسلام (ماہنامہ) اولیائے نقشبند نمبر ۲: ۳۴۴، نور اسلام شیر ربانیؒ نمبر، ص ۱۶۴، تذکرہ اکابر اہل سنت، ص ۱۸۳

۳۰۔ تذکرہ اکابر اہل سنت، ص ۱۸۳، نور اسلام (ماہنامہ) اولیائے نقشبند نمبر ۲: ۳۴۱، ۳۴۴

۳۱۔ تذکرۃ زبدۃ الاولیاء، ص ۴۷، تذکرہ اکابر اہل سنت، ص ۱۸۳

۳۲۔ نور اسلام (ماہنامہ) اولیائے نقشبند نمبر ۱۰۷، ۱۰۸، ۳۲۸، ۳۴۱، ۳۴۴، تذکرہ اکابر اہل سنت، ص ۵۵

۳۳۔ تذکرہ زبدۃ الاولیاء، ص ۴۸۔ ۵۰

۳۴۔ برصغیر پاک و ہند میں تصوف کی مطبوعات، ص ۳۴۰، نور اسلام (ماہنامہ) اولیائے

نقشبند نمبر۲:۳۲۹

۳۵۔ ترجمہ ہائے متون فارسی بہ زبانہائے پاکستان، ص۴۰۱، برصغیر پاک و ہند میں تصوف کی مطبوعات، ص۳۵۸، نور اسلام (ماہنامہ) اولیائے نقشبند نمبر۲:۳۲۹، فکر ونظر (سہ ماہی) جولائی۔ستمبر۱۹۹۷:۱۴۷

۳۶۔ نور اسلام (ماہنامہ) اولیائے نقشبند نمبر۲: ۳۲۹، برصغیر پاک و ہند میں تصوف کی مطبوعات، ص۹، تذکرہ زبدۃ الاولیاء شیر ربانیؒ، ص۵۴

۳۷۔ نور اسلام (ماہنامہ) اولیائے نقشبند نمبر۲: ۳۲۹

۳۸۔ تذکرہ زبدۃ الاولیاء شیر ربانیؒ، ص۵۳۔۵۸

۳۹۔ ایضاً:۵۹۔۶۱

۴۰۔ ایضاً: ۶۲۔ ۶۹، خطبات شیر ربانی، کلمات قدسیہ

۴۱۔ ایضاً:۶۹۔۷۰

۴۲۔نور اسلام (ماہنامہ) اولیائے نقشبند نمبر۲:۳۲۹

باب دوّم

۱۔ نور اسلام (ماہنامہ) اولیائے نقشبند نمبر۲: ۳۶۶ (ماخوذ، کمی وبیشی کے ساتھ)

۲۔ ایضاً:۳۶۴

۳۔ تذکرہ اکابر اہل سنت، ص۲۹۶، تذکرہ حضرت ثانی لاثانی میاں غلام اللہ شرقپوریؒ، ص۵۲، منبع انوار، ص۲۰۔۲۱

۴۔ نور اسلام، اولیائے نقشبند۲: ۳۶۶، تذکرہ اکابر اہل سنت، ص۲۹۶، تذکرہ حضرت ثانی لاثانی میاں غلام اللہ شرقپوریؒ، ص۵۳، نور اسلام، ثانی لاثانی نمبر، ص۲۷۔۲۸

۵۔ نوراسلام، اولیائے نقشبند نمبر۲:۳۴۲

۶۔ تذکرہ اکابر اہل سنت، ص۲۹۶۔نوراسلام، اولیائے نقشبند نمبر۲:۳۶۶

۷۔ تذکرہ اکابر اہل سنت، ص۲۹۶

۸۔ نوراسلام، ثانی لاثانیؒ نمبر، ص۲۹، نوراسلام اولیائے نقشبند نمبر۲:۳۶۷

۹۔ نوراسلام اولیائے نقشبند نمبر۲:۳۶۷

۱۰۔ نور اسلام، ثانی لاثانیؒ نمبر، ص۲۸۔ ۲۹، تذکرہ حضرت ثانی لاثانیؒ، ص۵۳۔ ۵۴، تذکرہ اولیائے نقشبند، ص۴۵

۱۱۔ انقلاب الحقیقت، ص۲۶۸، نور اسلام اولیائے نقشبند نمبر۲: ۳۶۷، تذکرہ حضرت ثانی لاثانی، ص۵۴

۱۲۔ تذکرہ زبدۃ الاولیاء، ص۴۷

۱۳۔ تذکرہ حضرت ثانی لاثانی، ص۵۴، نور اسلام، ثانی لاثانی نمبر، ص۱۱۔۱۲، نور اسلام اولیائے نقشبند نمبر۲: ۳۸۶

۱۴۔ تذکرہ اکابر اہل سنت، ص۲۹۷، نور اسلام اولیائے نقشبند نمبر۲: ۳۴۲

۱۵۔ انقلاب الحقیقت، ص۲۸۰، نور اسلام، ثانی لاثانی نمبر، ص۱۹۔ ۲۰، تذکرہ حضرت ثانی لاثانی، ص۵۵

۱۶۔ تذکرہ حضرت ثانی لاثانی، ص۱۰۹، نور اسلام اولیائے نقشبند نمبر۲: ۳۶۹

۱۷۔ تذکرہ اولیائے نقشبند، ص۴۶۰، نور اسلام اولیائے نقشبند نمبر۲: ۳۷۰

۱۸۔ تذکرہ حضرت ثانی لاثانی، ص۱۳۲

۱۹۔ ایضاً، ص۹۹۔۱۰۲ (ماخوذ)

۲۰۔ ایضاً، ص۱۴۰ (ماخوذ)

۲۱۔ ایضاً، ص۱۴۱ (ماخوذ)

۲۲۔ ایضاً، ص۱۳۹۔۱۴۰

۲۳۔ ایضاً، ص۷۶

۲۴۔ تذکرہ اکابر اہل سنت، ص۲۹۸-۲۵۔ تذکرہ حضرت ثانی لاثانی، ص۷۹

۲۶۔ ایضاً

۲۷۔ ایضاً، ص۸۳

۲۸۔ ایضاً، ص۸۷

۲۹۔ ایضاً، ص۹۱

۳۰۔ تذکرہ اکابر اہل سنت، ص۲۹۷

۳۱۔ نور اسلام اولیائے نقشبند نمبر۲: ۳۶۸، تذکرہ حضرت ثانی لاثانی، ص۱۳۰

۳۲۔ تذکرہ زبدۃ الاولیاء، ص۴۸۔ ۵۲، تذکرہ اکابر اہل سنت، ص۲۹۷، تذکرہ حضرت ثانی لاثانی، ص۱۳۰

۳۳۔ تذکرہ حضرت ثانی لاثانی، ص۱۳۱۔ ۱۳۲ (ماخوذ)

۳۴۔ ایضاً، ص۱۲۰

۳۵۔ نور اسلام اولیائے نقشبند نمبر۲: ۳۶۹

۳۶۔ تذکرہ حضرت ثانی لاثانی، ص۸۸، ۱۳۳

۳۷۔ ایضاً، ص۱۰۸

۳۸۔ ایضاً

۳۹۔ نور اسلام، ثانی لاثانی نمبر، ص۳۱، تذکرہ ثانی لاثانی، ص۱۴۲

۴۰۔ نور اسلام، ثانی لاثانی نمبر، ص۱۰۵

۴۱۔ تذکرہ حضرت ثانی لاثانی، ص۱۴۴

۴۲۔ نور اسلام۔ ثانی لاثانی نمبر، ص۹۳، تذکرہ اولیائے نقشبند، ص۴۶۰، مہر منیر، ص۴۰۷، نور اسلام اولیائے نقشبند نمبر۲: ۳۵۲، ۳۷۰، تذکرہ حضرت ثانی لاثانی، ص۱۴۵۔ ۱۴۷، انقلاب الحقیقت، تذکرہ اکابر اہل سنت، ص۲۹۷، حضرت میاں غلام اللہؒ، صوفیائے نقشبند، مختصر حالات حضرت شیر ربانی و حضرت، ثانی لاثانی میاں غلام اللہ شرقپوریؒ، منبع انوار، نور اسلام اکتوبر۱۹۷۲: ۴۷۔۴۸، یو چمن گنج دو گلونہ

۴۳۔ نور اسلام، اولیائے نقشبند نمبر۲: ۳۵۲، تذکرہ حضرت ثانی لاثانی، ص۱۴۶

۴۴۔ تذکرہ اکابر اہل سنت، ص۲۹۷، حضرت

صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی اخبارات و رسائل کے آئینہ میں، ص ۷۸

۴۵۔ نور اسلام اولیائے نقشبند نمبر ۲: ۴۴۸، تذکرہ حضرت ثانی لاثانی، ص ۱۱۳، تذکرہ اکابر اہل سنت، ص ۲۹۷

۴۶۔ تذکرہ حضرت ثانی لاثانی، ص ۱۱۴۔۱۱۵، ۱۲۸

۴۷۔ ایضاً، ص ۷۵، ۱۱۶

۴۸۔ ایضاً، ص ۱۲۳

۴۹۔ نور اسلام اولیائے نقشبند نمبر ۲: ۳۶۹

۵۰۔ تذکرہ حضرت ثانی لاثانی، ص ۶۳۔۶۴ ۵۱۔

نور اسلام اولیائے نقشبند نمبر ۲: ۳۳۸، ۳۶۸

۵۲۔ تذکرہ حضرت ثانی لاثانی، ص ۱۲۶ (ماخوذ)، تذکرہ اکابر اہل سنت، ص ۲۹۷

۵۳۔ تذکرہ حضرت ثانی لاثانی، ص ۱۴۴ (ماخوذ)

۵۴۔ ایضاً، ص ۹۴۔۹۵

۵۵۔ ایضاً، ص ۹۵

۵۶۔ ایضاً، ص ۹۶

۵۷۔ ایضاً، ص ۹۷۔۹۸

۵۸۔ ایضاً، ص ۹۷

۵۹۔ ایضاً، ص ۱۳۶۔۱۳۸

۶۰۔ ایضاً، ص ۶۸

۶۱۔ شجرہ طیبہ، ص ۲۔۴، تذکرہ حضرت ثانی لاثانی، ص ۵۶۔۵۸

۶۲۔ نور اسلام اولیائے نقشبند نمبر ۲: ۲۰۴

۶۳۔ تذکرہ حضرت ثانی لاثانی، ص ۵

باب سوّم

۱۔ بزم جمیل، ص ۴۶

۲۔ ایضاً۔ ۲۰، حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری، نقشبندی مجددی اخبارات و رسائل وکتب کے آئینہ میں، ص ۲۵۔۷۸

۳۔ بزم جمیل، ص ۲۰، ۵۲، حضرت صاحبزادہ میں جمیل احمد۔ اخبارات و رسائل وکتب کے آئینہ میں، ص ۲۵

۴۔ ایضاً، ص ۲۰۔ ایضاً، ص ۲۵، ۲۶

۵۔ بزم جمیل، ص ۲۱۔ حضرت صاحبزادہ میں جمیل احمد۔ اخبارات و رسائل وکتب کے آئینہ میں، ص ۲۶، ۷۸

۶۔ بزم جمیل، ص ۲۲

۷۔ حضرت صاحبزادہ میں جمیل احمد، اخبارات و رسائل وکتب کے آئینہ میں، ص ۲۶۔ بزم جمیل، ص ۲۲

۸۔ بزم جمیل، ص ۲۱

۹۔ بزم جمیل، ص ۱۰، ۲۱، حضرت صاحبزادہ میں جمیل احمد۔ اخبارات و رسائل وکتب کے آئینہ میں، ص ۷۸

۱۰۔ حضرت صاحبزادہ میں جمیل احمد۔ اخبارات و رسائل وکتب کے آئینہ میں، ص ۲۷

۱۱۔ ایضاً، ص ۲۸

۱۲۔ بزم جمیل، ص ۲۱

۱۳۔ نور اسلام (ماہنامہ)، ثانی لاثانی نمبر، ص ۹۳،

نور اسلام اولیائے نقشبند نمبر ۲: ۳۷۰۔ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد۔ اخبارات و رسائل وکتب کے آئینہ میں، ص ۲۲۔۲۸

۱۴۔ تذکرہ اکابر اہل سنت، ص ۲۹۷، حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد۔ اخبارات ورسائل وکتب کے آئینہ میں، ص ۷۸

۱۵۔ بزم جمیل، ص ۴۷

۱۶۔ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد۔ اخبارات ورسائل کوکتب کے آئینہ میں، ص ۴۸

۱۷۔ ایضاً، ص ۴۰

۱۸۔ ایضاً، ص ۲۹۔۳۰

۱۹۔ ایضاً، ص ۳۰

۲۰۔ ایضاً، ص ۳۲

۲۱۔ ایضاً، ص ۱۵، ۲۸، ۶۶

۲۲۔ بزم جمیل، ص ۳۹۔۴۲

۲۳۔ ایضاً، ص ۴۳۔۴۵

۲۴۔ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد۔ اخبارات ورسائل وکتب کے آئینہ میں، ص ۵۳

۲۵۔ ایضاً، ص ۱۲

۲۶۔ ایضاً، ص ۱۱، ۴۷

۲۷۔ ہفت روزہ افق کراچی ۱۱جون، ۱۹۷۹ء، حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد، اخبارات ورسائل وکتب کے آئینہ میں، ص ۵۵

۲۸۔ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد۔ اخبارات ورسائل وکتب کے آئینہ میں، ص ۱۱، ۳۵۔ ۴۶، ۵۱۔۵۳

۲۹۔ ایضاً، ص ۳۶۔۶۵

۳۰۔ ایضاً، ص ۶۰، روزنامہ مشرق، ۲۱ ستمبر ۱۹۷۹ء

۳۱۔ ایضاً، ص ۳۹

۳۲۔ ایضاً، ص ۲۱۔۲۲، ۳۳

۳۳۔ ایضاً، ص ۲۲، ۳۴

۳۴۔ تذکرہ زبدۃ الاولیاء شیر ربانیؒ، ص ۵۱۔۵۲، حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد۔ اخبارات ورسائل وکتب کے آئینہ میں، ص ۴۱۔۴۲

۳۵۔ برصغیر پاک و ہند میں تصوف کی اُردو مطبوعات، ص ۱۷۹

۳۶۔ ایضاً، ص ۱۵۸

۳۶۔ ایضاً، ص ۲۱۶

۳۸۔ برصغیر پاک و ہند میں تصوف کی مطبوعات، ص ۳۴۰

۳۹۔ برصغیر پاک وہند میں تصوف کی اُردو مطبوعات، ص ۲۵۴

۴۰۔ ایضاً، ص ۳۵۰

۴۱۔ ایضاً، ص ۳۰

۴۲۔ ایضاً، ص ۳۱۹

۴۳۔ برصغیر پاک وہند میں تصوف کی مطبوعات، ص ۷

۴۴۔ تذکرہ زبدۃ الاولیاء، ص ۵۵۔ ۵۸، حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد۔ اخبارات و رسائل وکتب کے آئینہ میں، ص ۴۳۔۴۴

۴۵۔ روزنامہ جنگ راولپنڈی ۲۱، ۲۴/اپریل ۱۹۹۶ء، روزنامہ نوائے وقت روالپنڈی، ۲۰، ۲۱، ۲۴/اپریل ۱۹۹۶ء، روزنامہ خبریں، اسلام آباد، ۲۳/اپریل ۱۹۹۶ء، روزنامہ

پاکستان ۲۰، ۲۱، ۲۲/اپریل ۱۹۹۶ء

۴۶۔ تذکرہ زبدۃ الاولیاء، ص ۴۷۔ ۷۶، تذکرہ شیخ ابوالحسن خرقانیؒ، ص ۲۲۴۔ ۲۲۵

۴۷۔ فکر ونظر (سہ ماہی) جولائی، ستمبر ۱۹۹۷ء: ۱۴۳۔ ۱۴۸

۴۸۔ شرقپور، شعبہ نشرو اشاعت دارالمبلغین حضرت میاں صاحب، ۱۹۹۵ء، ص ۷۶

۴۹۔ شیر ربانیؒ کے مرشد بابا امیر الدین نقشبندیؒ انہی کے سلسلہ ارادت میں داخل تھے اور ان کا مختصر پنجابی رسالہ بعنوان ''چشمہ فیض معرفت'' اپنے شیخ جناب امام علی شاہؒ کے مناقب میں ہی ہے۔

۵۰۔ یہ ترجمہ غالباً ''ذخیرۃ الملوک'' کے سب سے پہلا اُردو ترجمہ تھا۔ حال ہی میں اس معرکہ آرا کتاب کے کم از کم دو اور ترجم شائع ہوئے ہیں۔

(۱) مترجم محمد ریاض قادری ''محاسن السلوک'' (لاہور، قادریہ بکس ۱۹۸۶/ ۱۴۰۶) ص ۳۸۸

(۲) مترجم مولانا صدر الدین الرفاعی المجد دی (مرحوم) ''صحیفہ السلوک'' (راولپنڈی، مدنی پبلیکشز، ۱۹۸۷ء) ص ۴۵۴

۵۱۔ ۱۹۸۷ء میں یہی ترجمہ بک سنٹر، راولپنڈی کی طرف سے ۱۳ صفحات پر مشتمل مقدسہ سمیت شائع ہوا۔ مترجم کا اصل پیش لفظ بھی شامل اشاعت ہے۔ جس میں شیر ربانی کی اس کارخیر کے لئے حوصلہ افزائی کا ذکر تصریحاً موجود نہیں، مگر اشارۃً یہ کلمات (اور آخری دو نومنظومات) اس پر شاہد ہیں۔ ''یہ عاجز...... جب یہ ترجمہ لکھ رہا تھا تو ایک امداد غیبی دائیں طرف ہمراہ ہوتی تھی جو حضور کے زبان فیض ترجمان سے بیان ہوتا تھا، اسی طرح لکھتا رہا ورنہ امیر صاحب کی کتاب کا مترجم ہونا کوئی مترجم کی لیاقت پر نہیں۔ ایک اولیاء اللہ کی امداد غیبی اور وسیلہ لاریبی کا نتیجہ ہے کہ یہ ترجمہ حد اختتام پر پہنچ گیا۔'' (ص ۳، ایڈیشن ۱۹۸۷) آخر کتاب میں مولوی شیر محمد صاحب شرقپوریؒ کے ایک مرید ومعقد مولوی محمد عبدا للہ خوشنویس کا قطعہ تاریخ بھی اسی پر دلالت کرتا ہے۔

۵۲۔ حصہ اوّل و دوّم و سوّم (جنوری و فروری ۱۹۸۸/ جمادی الاخری و رجب ۱۴۰۸ھ)، جلد ۳۳ (۱۔۲)، ص ۳۲۱، ۵۲۰، ۳۲۸)

۵۳۔ صوفی محمد ابراہیم قصوری، فیصل آباد، ۱۹۸۸ء

۵۴۔ صاحبزادہ محمد عمرؒ، سجادہ نشین بیربل شریف ''دستور تصور المعروف بہ انقلاب الحقیقت فی التصوف و الطریقت المعروف مصباح السالکین فی ذکر محبوب الواصلین'' لاہور، آفتاب عالم پریس، ۱۳۴۹ھ، (؟)

۵۵۔ محمد امین شرقپوری، ''تذکرہ اولیائے نقشبندی المعروف بہ سیرت پاک شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ'' ۱۹۸۸/ ۱۴۰۸ھ، ص ۵۴۲

۵۶۔ از احمد علی شرقپوری

۵۷۔ از ملک حسن علی جامعی مرحوم، ان کی ایک اور تألیف حیات جاوید بھی اسی موضوع پر ہے

۵۸۔ از میاں محمد سعید شاد

۵۹۔ صاحبزادہ میاں جلیل احمد شرقپوری ''منبع انوار، حالات و واقعات اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ'' شرقپور شریف، مکتبہ نور اسلام، اکتوبر ۱۹۹۲ء (ط ۲)، ص ۹۸

۶۰۔ مثلاً فضل احمد مونگہ شرقپوری ''حدیث دلبراں'' شرقپور، ۱۴۱۳ھ/ ۱۹۹۳ء، ص ۳۳۸، محمد شریف نقشبندی، کرامات شیر ربانی

۶۱۔ تذکرہ زبدۃ الاولیا، ص ۵۵، حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد۔ اخبارات و رسائل و کتب کے آئینہ میں، ص ۳۷

۶۲۔ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد۔ اخبارات ورسائل و کتب کے آئینہ میں، ص ۳۸

۶۳۔ مکتوبات گرامی حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری مدظلہ العالی بنام مؤلف ناچیز۔ مؤرخہ جولائی ۲۰۰۳ء

۶۴۔ فہرست ذخیرہ کتب صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی، مخزونہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری، لاہور، جلد ۱: ۲۳

۶۵۔ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری۔ اخبارات ورسائل و کتب کے آئینہ میں، ص ۹

۶۶۔ ایضاً، ص ۷

۶۷۔ ایضاً، ص ۸۰۔ برطانیہ کے علماء اہل سنت، تعارف از مولانا محمد صدیق ہزاروی

۶۸۔ ایضاً، ص ۱۷۔ برطانیہ کے علماء اہل سنت اور مشائخ

۶۹۔ ایضاً، ص ۱۹۔ برطانیہ کے علماء اہل سنت اور مشائخ

۷۰۔ پندرہ روزہ اخبار میمن، ۵۔۲۰ر اپریل ۲۰۰۱ء، حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد۔ اخبارات ورسائل و کتب کے آئینہ میں، ص ۲۰۔۲۳

۷۱۔ حضرت میاں جمیل احمد۔ اخبارات ورسائل و کتب کے آئینہ میں، ص ۴۹

۷۲۔ ایضاً، ص ۶۱

۷۳۔ ایضاً، ص ۶۹

۷۴۔ ایضاً، ص ۶۹

۷۵۔ ایضاً، ص ۷۰۔۷۴

ماٰخذ ومنابع

۱۔ آفتاب و لایت، مولانا احمد علی شرقپوری، لاہور، اشرف پریس، ۱۹۶۰ء

۲۔ اُردو انسائیکلوپیڈیا، فیروز سنز، لاہور: ۱۹۶۸ء (طبع دوّم)

۳۔ اُردو دائرہ معارف اسلامیہ (جلد ۱۱)، دانشگاہ پنجاب، لاہور: ۱۳۹۵ھ/۱۹۷۵ء

۴۔ انقلاب الحقیقت: دستور تصور المعروف بہ انقلاب الحقیقت فی التصوف والطریقت المعروف بہ مصباح السالکین فی ذکر محبوب الواصلین، صاحبزادہ محمد عمر بریلویؒ، لاہور: نثار آرٹ پریس، ۱۹۶۷ء

۵۔ برصغیر پاک و ہند میں تصوف کی اُردو مطبوعات، تألیف محمد نذیر رانجھا، لاہور: مغربی پاکستان اُردو اکیڈمی، ۱۹۹۵ء

۶۔ برصغیر پاک و ہند میں تصوف کی مطبوعات (عربی و فارسی کتب اور ان کے اُردو تراجم) تألیف محمد نذیر رانجھا، لاہور: میاں اخلاق احمد اکیڈمی، ۹۸۔۱۹۹۹ء (بار اوّل)

۷۔ برطانیہ کے علماء اہلِ سنت اور مشائخ، از خالد اطہر، مصنف۔

۸۔ بزمِ جمیل، از ماسٹر محمد انور قمر شرقپوری نقشبندی مجددی، شرقپور شریف: کمپوز شدہ مسودہ

۹۔ تاریخ شرقپور شریف، از محمد عاشق شرقپوری، لاہور: ۱۹۵۷ء

۱۰۔ تذکرہ اکابر اہل سنت (پاکستان)، مولانا عبد الحکیم شرف قادری، لاہور، مکتبہ قادریہ، استقلال پریس لاہور، ۱۳۹۶ھ/۱۹۷۶ء

۱۱۔ تذکرہ اولیائے جدید، فضل احمد، لاہور: ماہنامہ سلسبیل، ۱۹۷۳ء

۱۲۔ تذکرہ اولیائے نقشبند، المعروف بہ سیرت پاک شیر ربانی میاں شیر محمد شرقپوریؒ، از محمد امین شرقپوری، لاہور: عبد الوحید خان، ذوالحجہ ۱۴۰۸ھ/۱۹۸۸ء

۱۳۔ تذکرہ حضرت ایشانؒ، از میاں اخلاق احمد، لاہور: اشرف پریس، ۱۹۷۳ء

۱۴۔ تذکرہ حضرت ثانی لاثانی میاں غلام اللہ شرقپوری نقشبندی، مجددیؒ، از پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی، شرقپور شریف، ضلع شیخوپورہ: دار المبلغین حضرت میاں صاحبؒ۔ ۲۰۰۲ء

۱۵۔ تذکرہ حضرت سیّد میر جان کابلی نقشبندی مجددیؒ۔ از میاں اخلاق احمد، لاہور: ۳۳۳، شادباغ، مؤلف، ۱۹۸۸ء

۱۶۔ تذکرہ زبدۃ الاولیاء شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری نقشبندی مجددی قدس سرہ،

تألیف محمد نذیر رانجھا، شرقپور شریف، ضلع شیخوپورہ: دارالمبلغین حضرت میاں صاحبؒ، ۱۹۹۵ء

۱۷۔ تذکرۃ قطب عالم حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی قدس سرہ، تألیف محمد نذیر رانجھا، لاہور: جمعیۃ پبلی کیشنز، ۲۰۰۵ء

۱۸۔ تذکرہ شیر ربانیؒ، صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری، جڑانوالہ، انجمن شیر ربانی، س۔ن

۱۹۔ ترجمہ ہائے متون فارسی بہ زبان ہائے پاکستان، تألیف اختر راہی (ڈاکٹر سفیر اختر) اسلام آباد: مرکز تحقیقات فارسی ایران، ۱۴۰۶ھ/۱۹۸۶ء

۲۰۔ حدیث دلبراں، از فضل احمد مونگہ شرقپوری، شرقپور شریف، ضلع شیخوپورہ: ۱۴۱۳ھ/۱۹۹۳ء

۲۱۔ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی (مدظلہ العالی) اخبارات و رسائل وکتب کے آئینہ میں، از ماسٹر احمد شرقپوری، شرقپوری شریف، ضلع شیخوپورہ، : دارالمبلغین حضرت میاں صاحبؒ۔۲۰۰۲

۲۲۔ حضرت میاں شیر محمدؒ، از ملک بشیر احمد، لاہور: ملک بشیر احمد تاجر کتب، ۱۹۸۰ء

۲۳۔ حضرت میاں شیر محمدؒ (سوانح)، از پیر غلام دستگیر نامی، لاہور: مدنی کتب خانہ، س ن

۲۴۔ حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ، از غلام سرور رانا، لاہور: مصنف، ۱۹۷۹ء

۲۵۔ حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ کا لاہور سے رابطہ، از محمد دین کلیم، لاہور: مصنف

۲۶۔ حضرت میاں غلام اللہ شرقپوریؒ، صاحبزادہ محمد عمر بربلوی، لاہور: ۱۹۷۳ء

۲۷۔ حیات جاوید (تذکرہ حضرت میاں شیر محمدؒ)، از ملک حسن علی جامعی شرقپوری، لاہور: نوشاہی پبلشرز، رفیق عام پریس لاہور، ۱۹۷۹ء

۲۸۔ خزینہ معرفت، محمد ابراہیم قصوری نقشبندی مجددی، فیصل آباد: بزم جمیل و غلامان شیر ربانی، ۱۹۸۸ء

۲۹۔ خطبات شیر ربانیؒ، از میاں خدا بخش، لاہور۔ علمی کتب خانہ، س۔ن

۳۰۔ ذکر اقبال، عبدالمجید سالک، لاہور؛ بزم اقبال، ۱۹۹۳ء (طبع سوم)

۳۱۔ ذکر مبارک، مولانا قائم الدین قانونگو، لاہور، ۱۹۲۰ء

۳۲۔ ذکر محبوب، ملک حسن علی شرقپوری، لاہور: مصنف، س، ن

۳۳۔ شاہکار اسلامی انسائیکلو پیڈیا، سیّد قاسم محمود، کراچی: شاہکار فاؤنڈیشن، ۱۹۸۴

۳۴۔ شجرہ طیبہ مع معمولات نقشبندیہ، مرتبہ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری، شرقپور شریف، ضلع شیخوپورہ: مکتبہ نور اسلام، س ن

۳۵۔ شریف التواریخ جلد سوّم از سیّد شریف احمد شرافت نوشاہیؒ، ساہن پال شریف، ادارہ معارف نوشاہیہ، بختیار پرنٹرز والمکتبہ العلمیہ لاہور، ۱۳۹۰ھ/۱۹۷۰ء

۳۶۔ صوفیائے نقشبند، از حکیم سیّد امین الدین احمد، لاہور، مقبول اکیڈمی، ۱۹۷۳ء

۳۷۔ فکر و نظر (سہ ماہی) اسلام آباد، ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، جولائی۔ ستمبر ۱۹۹۷ء

۳۸۔ فہرست ذخیرہ کتب صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی، مخزونہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری لاہور، (جلد اوّل)، مرتبہ سیّد جمیل احمد رضوی، محمد معروف احمد شرقپوری، لاہور: پنجاب یونیورسٹی، ۲۰۰۲ء

۳۹۔ کرامات شیر ربانیؒ، از محمد شریف نقشبندی، شرقپور شریف: مصنف۔

۴۰۔ کلمات قدسیہ، المعروف فیض نقشبندیہ، از مولانا شریف احمد شرافت نوشاہیؒ، مرید کے، ضلع شیخوپورہ: ادارہ معارف نوشاہی اعظمیہ، اُردو ڈائجسٹ پریس لاہور، ۱۳۹۲ھ/۱۹۷۳ء

۴۱۔ لاہور میں علمائے نقشبند کی سرگرمیاں، میاں محمد دین کلیم، لاہور، مکتبہ تاریخ، البلاغ پریس لاہور، ۱۹۶۸ء

۴۲۔ مختصر حالات حضرت شیر ربانیؒ و حضرت ثانی لاثانی میاں غلام اللہ شرقپوریؒ، مرتبہ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری، شرقپوری شریف، ضلع شیخوپورہ۔ نور اسلام (ماہنامہ)، ۱۹۸۲ء

۴۳۔ مسلک شیر ربانیؒ، افادات حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری، مرتب خلیل احمد رانا، خانیوال: جہانیاں منڈی، نعمان اکیڈمی، ۱۴۰۹ھ/۱۹۸۸ء

۴۴۔ منبع انور، از صاحبزادہ میاں جلیل احمد شرقپوری، فیصل آباد، بزم جمیل، ۱۹۸۸ء

۴۵۔ مہر منیر (سوانح حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ) از مولانا فیض احمد فیض، گولڑہ شریف، دربار عالیہ مہریہ، پاکستان انٹرنیشنل پرنٹر لاہور، ۱۹۶۹ء

۴۶۔ نور اسلام (ماہنامہ)، شیر ربانی نمبر، شرقپور شریف، ضلع شیخوپورہ، مرتبہ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری، ش ۶۔ ۷، جون، جولائی ۱۹۶۹ء

۴۷۔ نور اسلام (ماہنامہ)، اولیائے نقشبند نمبر، مرتبہ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری، ایضاً، مکہ پریس لاہور: ۱۹۷۹ء، ۲ جلدیں

۴۸۔ نور اسلام (ماہنامہ)، ثانی لاثانی نمبر، مرتبہ، حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری، ایضاً، ۱۹۷۲ء

۴۹۔ یوچمن گنجے دوگلونہ (پشتو)، از گل محمد گلزئی، جڑانوالہ، انجمن شیر ربانی، ۱۹۹۲ء

۵۰۔ The Naqshbandies, by Sardar Ali Ahmad Khan, Sharaqpur Sharif, Distt. Sheikupura, Dar-ul-Muballegheen Hazrat Mian Sahib, 1992,(2nded), 300PP.

مکتوب و مضامین و اخبارات و جرائد

۵۱۔ مکتوب گرامی حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری۔ مد ظلہ العالی، بنام مؤلف ناچیز، مؤرخہ جولائی ۲۰۰۳ء

۵۲۔ ابوسعید، قاضی: حضرت ثانی لاثانیؒ، نور اسلام (ماہنامہ)، شرقپور شریف، اکتوبر ۱۹۷۲ء

۵۳۔ بشیر حسین ناظم: ثانی ء اثنین جان اولیاء (نظم)، نور اسلام (ماہنامہ)، اولیائے نقشبند نمبر، شرقپور شریف، ۱۹۷۹ء، جلد دوّم: ۳۶۴

۵۴۔ جلیل احمد شرقپوری، صاحبزادہ میاں: حضرت ثانی لاثانیؒ نمبر، شرقپور شریف، ۱۹۷۲ء، ص ۳۱

۵۵۔ رشید محمود، راجا: منقبت حضرت ثانی لاثانی شرقپوریؒ، نور اسلام (ماہنامہ)، اولیائے نقشبند نمبر، شرقپوری شریف، ۱۹۷۹ء، جلد دوّم: ۲۰۴

۵۶۔ شیر محمد زمان، ڈاکٹر: تذکرہ زبدۃ الاولیاء شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری، فکر و نظر (سہ ماہی) اسلام آباد: ادارہ تحقیقات اسلامی جولائی، ستمبر ۱۹۹۷ء، ۴۳۔۱۴۸

۵۷۔ محمد اقبال مجددی: میاں شیر محمد شرقپوریؒ، اُردو دائرہ معارف اسلامیہ، لاہور، دانشگاہ پنجاب، ۱۹۷۵ء ص ۸۸۷۔۸۸۸

۵۸۔ محمد انور قمر شرقپوری، ماسٹر: حضرت ثانی لا ثانیؒ، نور اسلام (ماہنامہ)، ثانی لاثانیؒ نمبر، شرقپور شریف: ۲: ۱۹۷۲ء، ص ۱۰۵

۵۹۔ محمد دین کلیم: شجرہ طریقت حضرت میاں صاحبؒ، نور اسلام (ماہنامہ) اولیائے نقشبند نمبر، شرقپور شریف، ۱۹۷۹ء، جلد دوّم: ۲۶۳۔۳۳۴

۶۰۔ محمد عارف اظہر، پروفیسر: حضرت میاں شرقپوریؒ، نور اسلام (ماہنامہ)، اولیائے نقشبند نمبر، ایضاً، ۲: ۳۳۵۔۳۴۴

۶۱۔ محمد عارف اظہر، پروفیسر: خلفائے حضرت میاں صاحبؒ؛ ایضاً، ۲: ۳۶۵۔۳۸۲

۶۲۔ محمد فاروق: مرکز مہر و شفقت حضرت ثانی لاثانیؒ، ایضاً ۲: ۳۴۵۔۳۵۲

۶۳۔ مقبول احمد: حضرت کرمانوالےؒ، ایضاً ۲: ۳۵۳۔۳۶۳

۶۴۔ روزنامہ پاکستان، اسلام آباد، ۲۰، ۲۱، ۲۲/ اپریل ۱۹۹۶ء

۶۵۔ روزنامہ جنگ، راولپنڈی، ۲۱، ۲۴/ اپریل ۱۹۹۶ء

۶۶۔ روزنامہ خبریں، اسلام آباد، ۲۳/ اپریل ۱۹۹۶ء

۶۷۔ روزنامہ نوائے وقت، روالپنڈی، ۲۰، ۲۱، ۲۴/ اپریل ۱۹۹۶ء

۶۸۔ ہفت روزہ افق، کراچی، ۱۱ جون ۱۹۷۹ء

۶۹۔ پندرہ روزہ میمن، کراچی، ۵۔ ۲۰/ اپریل ۲۰۰۱ء

محمد نذیر رانجها نامه

نذیر، من تویی رانجھائے جانان — محمد ہستی و گوہر فشانان
دل تو مرکز مہر و محبت — زبان تو نشان پاک ایمان
نوشتی تذکرہ تاریخ نقشبند — بہ نقشبندی تویی پیوند خوبان
نسیم گلشن از تو گشتہ خوشبو — بہ شرح مثنوی داری دل و جان
اگر یعقوب چرخیؒ زندہ گشتی — تشکر می نمود احسنت گویان
اگر ابدالیہ خواہی بخوانی — بہ کوشش آمدہ تحقیق عرفان
نشان چرخی شیرازیؒ ما — بہ فارسی آمدہ "تفسیر قرآن"
بہ انس و اُنس و دانش بستہ گشتی — "رسالہ اُنسیہ" شور نیستان
تصوف بر دل رانجھا رسیدہ — بہ چاپ و نشر آثارش سخندان
نوائے دلبری از گل شنیدم — ہمان گل آمد از سوئے گلستان
رسیدہ نور حق بر قلب رانجھا — محمد پاک دل چون ماہ تابان
بہ آبادی جلالش روح و رحمت — کہ زاد گاہش بود در قلب انسان
اگر بحر الحقیقہ ترجمہ شد — صفائے زندگی را بستہ پیمان
سریر کشور حسن خدایی — بہ مسجد دادہ او محراب رحمان
نماز و روزہ اش پیوند اللہ — صفات حضرت حق را ثنا خوان
بہ درگاہ خدا دست دعایش — بہ محراب و بہ مسجد در شبستان
طلوع زندگی در کار و کوشش — شود روشن ہمارہ قلب پژمان
امید ہر کسی آیندہ او — ہمین آیندہ گوید مہد نیکان
بہ اخلاق خوش و شیرین زبانی — چراغ روشن رانجھا درخشان
محبت مردمان گردیدہ رانجھا — دما دم نغمہ ہائے خوش نوازان
شدم من ہم نشین رانجھائے گل — بہ گنج بخش کتاب و گنج احسان
سفر کردم بہ ہمراہش بہ گلزار — بہ گلزار خلیل و خانقاہان
الٰہی زندہ و پایندہ باشد — نذیر رانجھا امیر باغ و بستان

منم بندہ رہا خدمتگر علم
زبان فارسی را نغمہ خوانان

سرودۂ جناب آقائے دکتر محمد حسین تسبیحی
۱۳-شوال المعظم ۱۳۸۲ش/۳-جنوری ۲۰۰۴ء

برصغیر پاک و ہند میں خانقاہی نظام کو ایک خاص اہمیت حاصل ہے اور صوفیائے عظام نے یہاں شجرِ اسلام کی آبیاری، دعوت و تبلیغ اور رشد و ہدایت کے لئے بے پناہ خدمات انجام دی ہیں۔ ان کے مراکز ولمحاتِ زندگی اللہ اور اللہ کے رسولِ مقبول صلّی اللہ علیہ وسلّم کی محبت و فرمانبرداری، شریعتِ مطہرہ کی اتباع وسربلندی اور حقوق اللہ کی بجا آوری کے ساتھ ساتھ حقوق العباد کی ادائیگی اور مخلوقِ خدا کے ساتھ دوستی و محبت کی عملی تربیت کے لئے وقف تھے۔ ان کی پُرفیض مجالس میں آنے اور بیٹھنے والے جب ان کے رنگ وروپ میں رَچ بَس کے واپس لوٹتے اور یادِ خدا اور اطاعتِ رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ ساتھ مخلوقِ خدا سے بھی ہمدردی و بھلائی کا عملی مظاہرہ کرتے تو انسانی معاشرہ و ماحول حسین سے حسین تر ہو جاتا۔ ان خانقاہوں میں چشتیہ، سہروردیہ، قادریہ، نقشبندیہ، شطاریہ، مداریہ اور دوسرے سلاسل شامل ہیں۔

جناب محمد نذیر رانجھا تصوّف اور صوفیائے اسلام پر گذشتہ ربع صدی سے لکھ رہے ہیں۔ انہیں سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی خانقاہوں کے تاریخ و تذکرہ سے خاص شغف حاصل ہے۔ تاریخ و تذکرہ خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ (آستانہ عالیہ میاں شیر ربانیؒ)، شرقپور شریف میں انہوں نے اپنے مخصوص انداز میں پاکستان کے مشہور صوفی بزرگ شیر ربّانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ (م: ۱۳۴۷ھ/ ۱۹۲۸ء)، آپ کے خلیفہ و جانشین حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ (م: ۱۳۷۷ھ/ ۱۹۵۷ء) اور خانقاہ شریف کے موجودہ سجادہ نشین حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری مدظلہ، کے احوال و مناقب قلمبند کئے ہیں، جو یقیناً عرفانی تاریخ و ادب میں ایک حسیں و گرانقدر اضافہ ہے۔

ISBN-13: 978-969-8917-38-1
ISBN-10: 969-8917-38-8



Rs. 195/-

www.poorab.com.pk